مکتبہ کتاب وسُنّت
KitaboSunnat library

تالیف: عادِل سُہیل ظفر

WWW.KITABOSUNNAT.COM

آن لائن ایڈیشن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی

کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے

درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

::: مقدمہ ::: 3

پہلا کام 1 ﷺ ::::مُسلمانوں پر ہتھیار اُٹھانا ::::: 7

دُوسرا کام 2 ﷺ :::::مُسلمانوں کے ساتھ دھوکہ بازی کرنا ::::: 7

تیسرا کام 3 ﷺ

:::: (غم و غصے کی حالت میں) اپنے گال پیٹنا، گریبان پھاڑنا،اور زمانہ جاھلیت والی باتیں کرنا ، یا اُن باتوں کے جیسی باتیں::::: 9

چوتھا کام 4 ﷺ :::: قُرآن کریم کو بہترین اور دُرُست انداز و آواز میں نہ پڑھنا ::::: 10

پانچواں کام 5 ﷺ

:::کسی خادم کو اُسکے مالک کے،اور کسی بیوی کو اُسکے خاوند کے لیے بگاڑنا(اُن کے خِلاف کرنا)::: 22

چھٹا کام 6 ﷺ :::: اللہ تبارک وتعالیٰ کے عِلاوہ کِسی اور کی قَسم اُٹھانا، قَسم کھانا ::::: 23

ساتواں کام 7 ﷺ ::::: کِسی کی کوئی چیز بغیر حق کے لینا ، چھیننا، ::::: 32

:::: نوحہ کرنے اور کروانے والوں(مذکر و مؤنث) کا انجام ::::: 35

آٹھواں کام 8 ﷺ 39

::::سانپوں کواِس ڈر سے قتل نہ کرنا کہ وہ انتقام لیں گے ، یا انتقام لیتے ہیں::::: 39

:::: کِس قِسم کے سانپوں کو مارنے کی ممانعت ہے ::::: 41

:::: کِن سانپوں کو تنبیہ کی جائے گی ::::: 45

:::: کِن سانپوں کو تنبیہ کی جائے گی ::::: 52

نواں کام 9 ﷺ :::::::تیر اندازی سیکھنے کے بعد اُسے ترک کردینا، بُھلا دینا ::::: 55

دسواں کام 10 ﷺ ::::اپنی چیز کےعِلاوہ کسی اور(کی) چیزکےبارےمیں اپنا ہونے کا دعویٰ کرنا:::: 59

گیاروں کام ، بارہواں کام،اور تیرہواں کام 11،12،13 ﷺ 60

:::: چھوٹوں پر رحم نہ کرنا، بڑوں کی عِزت نہ کرنا ، عُلماء کی عِزت نہ کرنا ::::: 60

چودہواں کام 14 ﷺ ::::: مونچھیں چھوٹی نہ کرنا ::::: 61

پندرہواں کام 15 ﷺ ::::: غیر مُسلموں کی مُشابہت اختیارکرنا، نقالی کرنا ::::: 66

سولھواں کام 16 ﷺ :: شگون لینا (فال نکالنا ، زائچہ بازی اور اِس طرح کے دُوسرے کام):: 69

سترھواں اور اٹھارھواں کام 17،18 ﷺ

:::رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی سُنّت سے مُنہ پھیرنا ، اور رہبانیت اختیار کرنا ::: 74

☆1☆:::خشیت اور تقویٰ کا فرق ::: 81

اُنیسواں کام 19 ﷺ

:::رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی سُنّت کے خِلاف بنے ہوئے دینی اور دُنیاوی حکمرانوں، راہنماؤں ، وغیرہ کی ہاں میں ہاں ملانا ::: 82

بیسواں کام 20 ﷺ

:::مُسلمانوں کی جماعت سے علیحدگی اختیار کرنا ، تفرقہ بازی، جماعت سازی ، حِزب بندی وغیرہ کرنا::: 84

:::::: کون سی جماعت کے ساتھ رہنے کا حکم دِیا گیا ہے ؟ :::::: 85

اکیسواں کام 21 ﷺ 91

:::رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی سُنّت مُبارکہ کی دلیل کے بغیر کوئی عقیدہ رکھنا ::: 91

:::::: سب سے پہلی مخلوق :::::: 92

:::::: خلق ، اور جعل ، تخلیق کرنا ، اور بنانا ، کا فرق :::::: 93

بائیسواں کام 22 ﷺ :::ناانصافی ،اور بے رحمی کرنا ::: 94

تئیسواں کام 23 ﷺ :::مخالف جِنس کی مُشابہت اختیار کرنا، نقالی کرنا ::: 95

الأحادیث الضعیف أو الموضوعۃ ::: کمزور ، ناقابل حُجت ، خود ساختہ جھوٹی روایات 96

:::ماں اور اولاد کے درمیان جُدائی ڈالنے والے کا انجام ::: 100

::::: ریشم اور دیباج پہننے اور سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے کا حکم ::::: 101

:::::عقیدے سے متعلق ایک مسئلہ::::: 104

::::: ریشم و دِیباج اور سونا پہننے ، اور سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے سے متعلق فقہی مسائل ::::: 105

:::اِسلامی لباس کی پابندیاں یا شرائط::: 105

:::مُلحق رقم (1) ::: اے سچے مولانا ::: 113

::: مقدمہ :::

الحمدُ للّٰہ وحدہٗ و الصّلاۃُو السّلامُ علیٰ مَن لا نبی بعدہٗ

تمام تر خالص تعریف اللہ کے لیے ہے اور اللہ کی برکتیں اور سلامتی ہو اُس پر جِس کے بعد کوئی اور نبی نہیں،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

ہمارے ماحول اور معاشرے میں، ہماری عادات میں، بہت سے أقوال وأفعال، یعنی کام اور باتیں ایسے شامل کیے جاچکے ہیں جِن کو عام طور پر کوئی اَہمیت نہیں دِی جاتی لیکن وہ بہت بڑے جُرم ہیں، اور اُن جرائم کی سزا ہمارے محبوب، اللہ کی طرف سے وحی نازل ہونے پر فیصلے صادر فرمانے والے، خاتم المعصومین، اِمام الأنبیاء والمُرسلین، خلیل اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے یہ مقرر فرمائی کہ وہ کام کرنے والے کو اپنی مِلت سے خارج قرار دے دِیا،

جِس کا نتیجہ یہ سمجھ میں آتا ہے کہ قیامت کے دِن اُس شخص کا حشر اِیمان والوں میں نہیں ہو گا، اور نہ ہی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی شفاعت پائے گا، اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسے مجرموں میں شامل ہونے سے محفوظ رکھے، آیے دیکھتے ہیں کہ وہ کون سے جرائم ہیں جِن کی سزا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے یہ طے فرمائی کہ اُن کو کرنے والے ﴿ہم میں سے نہیں﴾،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے فرمان﴿فَلیسَ مِنّا::: پس وہ ہم میں سے نہیں﴾ کی شرح اور تفسیر میں اُمت کے آئمہ رحمہم اللہ اجمعین نے دو باتیں لکھی ہیں:::

::::: (1) ::::: إِمام أبي الحسن الحنفي، السندی نے سُنن ابن ماجہ کی شرح میں لکھا """"""﴿فَلیسَ مِنّا::: پس وہ ہم میں سے نہیں﴾ کاظاہری معنیٰ تو یہ ہی ہے کہ "مُسلمانوں میں سے خارج ہونا"، لیکن اِس کا معنیٰ یہ بھی ہو سکتا ہے اور یہ مفہوم بھی لیا جا سکتا ہے کہ وہ ہماری سُنّت کی پیروی کرنے والوں میں سے نہیں""""""۔

::::: (2) ::::: إِمام ابن حَجرالعسقلانی رحمہُ اللہ تعالیٰ نے فتح الباری شرح صحیح البُخاری/کتاب الفتن / باب 7، میں ذِکر کی گئی پہلی اور دوسری حدیث شریف جو کہ ہماری اِس کتاب کی پہلی حدیث ہے، کی شرح میں لکھا:::

"""""﴿فَلیسَ مِنّا::: پس وہ ہم میں سے نہیں﴾کامطلب ہے، کہ وہ ہمارے طریقے پر نہیں، یا یہ کہ وہ ہمارے طریقے کی اَتباع کرنے والوں میں سے نہیں، کیونکہ مُسلمان کا دوسرے مُسلمان پر حق تو یہ ہے کہ وہ اُس کی مدد کرنے کے لیے، اور کافر یا باغی سے لڑائی کرنے کے لیے ہتیھار اُٹھائے نہ کہ اپنے نیک مُسلمان بھائی سے لڑنے یا اُسے قتل کرنے کے لیے اُس پر ہتھیار تان کر اُسے ڈرائے، جیسا کہ دُوسری حدیث میں ہے﴿مَن غَشّنَا فَلَیسَ مِنَّا وَ لَیسَ مِنَّا مَن ضَربَ الخُدُودَ ، أو شَقّ الجُیُوبَ::: جِس نے ہمیں دھوکہ دِیا تو وہ ہم میں سے نہیں اور جس نے (غم و غصے کی حالت میں اپنے) گال پیٹے، یا گریبان پھاڑا﴾

(اِس مفہوم کی حدیث ہماری اِس کتاب کی دوسری حدیث ہو گی إِن شاء اللہ تعالیٰ) تو یہ (دُوسری) حدیث مُبارک یہ وضاحت کرتی ہے کہ جو کوئی اِس حدیث شریف میں مذکور کاموں کو حلال سمجھے گا (یعنی ہر وہ کام جِس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ وہ کام کرنے والا ہم میں سے نہیں وہ کام حرام ہے اور جو کوئی اُس کام کو حلال سمجھے گا) اُن کاموں کو کرنا دُرُست سمجھے گا، اور وہ کام ، یا اُن کاموں میں سے کوئی کام کرے گا (یا کروائے گا، اور اگر نہ بھی کرے لیکن انہیں حلال سمجھتا ہو) تو وہ اُمتِ محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلوۃ والسلام سے خارج ہو گا،

اُس کام کو کرنے کی وجہ سے نہیں بلکہ اُس حرام کام کو حلال سمجھنے کی وجہ سے خارج ہو گا،

(یعنی اگر وہ اُس کام کو حلال یا حرام کی تمیز رکھے بغیر صِرف معاشرتی رسم وغیرہ کے طور پر کرے گا تو اُمید کی جا سکتی ہے کہ اُس پر گرفت نہ ہو، اور عین ممکن ہے کہ وہ اللہ کے عذاب کا مستحق ہو جائے)،

اور سلف رحمھم اللہ کی اَکثریت اِس بات کو اَولیت دیتی ہے کہ """اِس خبر (یعنی کہ **فَلیسَ مِنّا**::: **پس وہ ہم میں سے نہیں**) کے اِلفاظ کی کوئی تاؤیل نہیں کی جانی چاہیے اور اُس کو اُسی مفہوم میں سمجھنا چاہیے جو اِس میں بیان فرمائے گئے اِلفاظ میں ظاہر ہوتا ہے، تاکہ اِس میں جو سختی ہے وہ برقرار رہے (اور پڑھنے، سننے والوں کو یہ احساس رہے کہ یہ کام کرنے کی سزا کوئی معمولی سزا نہیں) """،

سُفیان بن عُیینہ (رحمہُ اللہ تعالیٰ) ہر اُس شخص کی بات کو رَد کیا کرتے تھے جو (**پس وہ ہم میں سے نہیں**) کی تاؤیل کرتے ہوئے یہ کہتا تھا کہ اِس کا معنیٰ یہ ہے کہ، وہ ہمارے راستے پر چلنے والا نہیں ہے، اور اِس کی تاؤیل کرنے سے باز رہنے کو اَولیت دیا کرتے تھے،

اور (یہ بھی سمجھ لیجیے کہ) اِس حدیث شریف میں جو وعید ہے وہ بغاوت اور ظلم کرنے والے مُسلمانوں پر ہتھیار اُٹھانے والوں کے لیے نہیں ہے، اور نہ ہی کِسی ظالم کے ظُلم سے بچاؤ کرتے ہوئے اُس سے لڑائی کرنے والے کے لیے ہے"""""۔

تو یہ بات واضح ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے اِس فرمان شریف کو اِس کے ظاہری معنیٰ اور مفہوم کے مُطابق ہی سمجھا جائے، نہ کہ کوئی تاؤیل کر کے اِس کا کوئی اور معنیٰ یا مفہوم بنایا جائے گا،

لہٰذا اِس وعید کا مطلب یہ ہی نکلتا ہے کہ ہر وہ کام حرام ہے جِس کے کرنے والے کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے یہ اِرشاد فرمایا کہ ﴿**فَلیسَ مِنّا**::: **پس وہ ہم میں سے نہیں**﴾ یا یہ اِرشاد فرمایا کہ ﴿**فَلیسَ مِنّی**::: **پس وہ مُجھ میں سے نہیں**﴾،

اور اُس کام کی برائی، گناہ اور حرام ہونے کو جاننے کے بعد بھی اُس کام کو کرنے والے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اپنی ملت سے خارج قرار دِیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم آخرت میں اُس سے بری الذمہ ہیں،

لہذا قیامت کے دِن اُس کا حشر اِیمان والوں میں نہیں ہو گا، اور نہ ہی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی شفاعت پائے گا،

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر کلمہ پڑھنے والے مُسلمان کو وہ صحیح دِین سمجھنے اور اُس پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے جو دِین اُس نے اپنے خلیل محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم پر نازل فرمایا تھا، اور اُسی پر ہمارے خاتمے فرمائے اور اُسی پر ہمارا حشر فرمائے، اور اُس چیز سے محفوظ رکھے جو نہ تو اللہ کی طرف سے ہے، نہ اُس کے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی طرف سے اور نہ ہی اللہ کے چُنیدہ، إِیمان اور تقویٰ سے لبریز دِلوں اور کردار والے صحابہ رضی اللہ عنہم و أرضاھم اجمعین کی طرف سے ہے، بلکہ اُن لوگوں کی طرف سے ہے جنہیں وہ مقام دے دیا گیا ہے جِس کے وہ حق دار نہیں ہیں،

و اللَّہ المُستعان و عَلِیہِ التکلان۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

طلبگارِ دُعاء،

عادِل سُہیل ظفر۔

تاریخ کتابت: 25/04/1427 ہجری، بمُطابق 23/05/2006 عیسوئی۔

پہلا کام 1

:::: مُسلمانوں پر ہتھیار اُٹھانا :::::

::::::: عبداللہ ابن عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما،اور اَبو موسیٰ الاَشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہُ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نےاِرشادفرمایا،

﴿مَن حَمَلَ عَلِینا السِّلاحَ فَلَیسَ مِنَّا:::جِس نے ہم پر ہتھیار اُٹھایا وہ ہم میں سے نہیں﴾ صحیح البخاری/حدیث7070،7071/کتاب الفتن/باب 6، صحیح مُسلم/حدیث 98،100/کتاب الاِیمان/باب 42،

اور اَیاس بن سلمہ اپنے والد سلمہ رضی اللہ عنہُ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا﴿مَن سَلَّ عَلِینَا السَّیفَ فَلَیسَ مِنَّا:::جِس نے ہم پر تلوار تانی (یا اُٹھائی) وہ ہم سے نہیں﴾ صحیح مُسلم/حدیث 99/کتاب الاِیمان/باب 42،

::::: فقہ الحدیث ::: حدیث کی تشریح اور اَحکام :::::

سابقہ صفحات (مقدمہ) میں بیان کی جا چکی ہے۔

دُوسرا کام 2

::::: مُسلمانوں کے ساتھ دھوکہ بازی کرنا :::::

::::::: پہلی حدیث ::::::: اَبو ھریرہ رضی اللہ عنہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نےاِرشادفرمایا:::

﴿مَن حَمَلَ عَلِینَا السِّلاَحَ فَلیسَ مِنَّا، و مَن غَشّنَا فَلیسَ مِنَّا:::جِس نے ہم پر ہتھیار اُٹھایا وہ ہم میں سے نہیں،اور جِس نے ہمارے ساتھ دھوکہ بازی کی وہ ہم میں سے نہیں﴾(1)

::::::: **دوسری حدیث** ::::::: ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم ایک کھانا بیچنے والے کے پاس سے گذرے تواُنھوں نے کھانے کے برتن میں ہاتھ داخل فرمایا تو اُنکے ہاتھ مُبارک کو کھانے کا نیچے والا حصہ نرم محسوس ہوا ، تو اُنھوں نے دریافت فرمایا﴿ مَا هَذَا يَا صَاحِبَ الطَّعَامِ:::اے کھانے (کا سامان بیچنے) والے یہ کیا ہے ؟ ﴾

اُس نے کہا """اے اللہ کے رسول، بارش کا پانی اِس میں پڑ گیا ہے """،

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم نے اِرشاد فرمایا﴿ أَفَلاَ جَعَلْتَهُ فَوْقَ الطَّعَامِ كَيْ يَرَاهُ النَّاسُ:::تم نے اِسے کھانے کے اُوپر کیوں نہیں رکھا تاکہ لوگ اِسے دیکھ سکیں ، مَن غَشَّ فَلَيسَ مِنِيّ ،جِس نے دھوکہ بازی کی وہ مجھ میں سے نہیں﴾ (2)

(1) (2) صحیح مُسلم/حدیث 101،102/کتاب الاِیمان/باب 43، کی پہلی اور دوسری حدیث (2) صحیح ابن حبان/حدیث 4885/کتاب البیوع کی تیسری حدیث،

(2) المُستدرک الحاکم/حدیث 2154، سُنن الدارمی/حدیث 2541/کتاب البیوع باب 10، صحیح ابن حبان،المُستدرک الحاکم اور سُنن الدارمی کی روایات میں﴿جِس نے دھوکہ بازی کی وہ مجھ میں سے نہیں﴾ کی بجائے﴿جِس نے ہمارے ساتھ دھوکہ بازی کی وہ ہم میں سے نہیں﴾ کے اِلفاظ ہیں۔

::::::: **تیسری حدیث** ::::::: عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم نے اِرشاد فرمایا﴿مَن غَشّنَا فَلَيسَ مِنَّا و المَكرُ و الخِدَاعُ فِي النَّارِ:::جِس نے ہمارے ساتھ بددیانتی کی وہ ہم میں سے نہیں اور دھوکہ اور فریب جہنم میں ہیں﴾یعنی یہ کام کرنے والے کا ٹھکانہ جہنم ہے،تعلیقات الحسان علیٰ صحیح ابن حِبان/حدیث 5533، کتاب الحضر والإِباحة کی پانچویں حدیث إِمام الالبانی رحمہُ اللہ نے حسن قرار دِیا۔

::::: فقہ الحدیث ::: مذکورہ بالا تین احادیث شریفہ کی تشریح اور أحکام :::::

"""غِشٌ،،، یعنی،،، خیانت، بد دیانتی"""،

اور """خَدعٌ،،، یعنی،،، دھوکہ، دِل کی سیاہی، اور مکر"""،

یہ صِفات قول اور فعل دونوں میں پائی جاتی ہیں، لہٰذا اِس سے مُراد یہ نہیں، کہ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے یہ بات سودا بیچنے والے کو کہی تھی لہٰذا یہ ممانعت صرف خرید و فروخت کے معاملات میں ہے، بلکہ زندگی کے ہر معاملہ میں، خیانت و بد دیانتی، دھوکہ دہی، مکر و فریب، سب حرام کام ہیں، اور کسی بھی قِسم کی دھوکہ دہی، خیانت اور فریب وغیرہ کرنے والا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے اِن مذکورہ بالا فرامین شریفہ کے مطابق، قیامت والے دِن اُن میں شمار نہیں ہو گا جن کا حشر اُن کے اُمتی کی حیثیت سے ہونا ہے۔

تیسرا کام 3

::::: (غم وغصے کی حالت میں) اپنے گال پیٹنا، گریبان پھاڑنا، اور زمانہ جاھلیت والی باتیں کرنا، یا اُن باتوں کے جیسی باتیں :::::

::::::: عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ﴿لیسَ مِنَّا مَن ضَربَ الخُدُودَ، أو شَقَّ الجُيُوبَ، أو دَعَا بِدَعوىٰ الجَاهِلِيَّةِ ::: جِس نے (غم یا غصے وغیرہ کی حالت میں) گال پیٹے، یا گریبان پھاڑا، یا جاہلیت کی پکاروں میں سے کوئی پکار کی وہ ہم میں سے نہیں﴾ صحیح البُخاری/حدیث 1297،/1298 کتاب الجنائز/باب 38،39، صحیح مُسلم/حدیث/103/کتاب الاِیمان/باب 44،

::::: فقہ الحدیث ::: حدیث کی تشریح اور أحکام :::::

کِسی فوتگی، غم یا دُکھ یا نقصان کی حالت میں اکثر لوگ ایسی حرکات کرتے تھے اور اب بھی کرتے ہیں، جنہیں نوحہ اور ماتم وغیرہ کہا جاتا ہے،اور ماتم کے طریقوں میں سے یہ بھی تھا اور ہے کہ چہرہ پیٹا جاتا ہے،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے گالوں کا خاص طور پر ذِکر اِس لیے فرمایا ہے کہ وہ چہرے میں سب سے زیادہ رقبہ گھیرے ہوتے ہیں،اِس کا مطلب یہ نہیں کہ گالوں کے علاوہ،سر یا ماتھا یا دیگر کِسی حصے پر مار کر اپنے غم کا اِظہار کیا جا سکتا ہے،

اِسی طرح گریباں چاک کرنا بھی حرام ہے،اور جاہلیت کی پُکاروں جیسی کوئی پُکار کرنا بھی، جیسے کہ ہائے اے فلاں تو کیوں مر گیا، تجھے کیا ہو گیا، یا کاش یہ یوں نہ ہوتا،ہائے اِس نے ابھی دیکھا ہی کیا تھا،اللہ نے اسے جلدی بلا لیا وغیرہ،

بلکہ ہر مُصیبت اور پریشانی پر اللہ کا شکر ہی ادا کرنا چاہیے،اور صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے،

یہ سب مذکورہ بالا کام حرام ہیں،نوحہ اور ماتم کے بارے میں کچھ تفصیل ساتویں حدیث کے ضمن میں بھی بیان کی جائے گی،إِن شاءاللہ تعالیٰ۔

چوتھا کام 4

:::: قُرآن کریم کو بہترین اور دُرُست انداز و آواز میں نہ پڑھنا :::::

::::::: أبو ہُریرہ اور سعد بن أبي وقاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ﴿لَيسَ مِنَّا مَن لَم يَتغَنَّ بِالقُرآنِ﴾ ::: جِس نے قُرآن کو بہترین طور پر نہیں پڑھا وہ ہم میں سے نہیں ﴾ صحیح البُخاری/حدیث 7527/ کتاب التوحید/باب 44 کی تیسری حدیث، صحیح ابن حبان/حدیث 120/کتاب العلم/پہلے باب کی حدیث 96،المُستدرک الحاکم/حدیث 2091/کتاب فضائل القُرآن/حدیث 72، سُنن أبو داؤد/حدیث 1466/ تفریح أبواب

الوتر/باب 351 کیف یستحب الترتیل فی القراءۃ، کی چھٹی حدیث،

::::: فقہ الحدیث ::: حدیث کی تشریح اور اَحکام :::::

اَحادیث کی شرح کی کتابوں میں اِس حدیث اور اِس موضوع کی دوسری اَحادیث کی شرح میں جو لکھا ہے اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ :::

""""" اِن اَحادیث کے مفہوم کے تعین میں پانچ مختلف رائے پائی جاتی ہیں:::

::: پہلی رائے ::: (1) ::: آواز کو خوب بنانا،

::: دُوسری رائے ::: (2) ::: غِناء و تونگری اَختیار کرنا،

::: تیسری رائے ::: (3) ::: غم زدہ ہونا،

::: چوتھی رائے ::: (4) ::: اِس کے ساتھ مشغول ہو جانا،

::: پانچویں رائے ::: (5) ::: قُرآن کی قرأت کے ذریعے لذت اور مٹھاس حاصل کرنا، وہ لذت اور مٹھاس جو کہ لوگ اپنی غلط فہمیوں کے سبب گانے بجانے کے ذریعے حاصل کرتے ہیں """""،

اِن شاءِ اللہ، میں یہاں اِن سب اَقوال کی تحقیق کا نتیجہ آپ کے سامنے پیش کروں گا،

::::: پہلی رائے (1) ::::: آواز کو خوبصُورت، خوش الحان بنانا :::::

اِس مذکورہ بالا پہلی رائے کے لیے، مختلف احادیث کو دلیل بنایا گیا، جِن میں سے مندرجہ ذیل اَحادیث صحیح ہیں ::: صحیح مُسلم، کتاب صلاۃ المُسافرین و قصرُھا، باب 34 استحباب تحسین الصوت بالقُرآن، میں آٹھ اَحادیث روایت کی ہیں، جِن میں تین بالکل وضاحت کے ساتھ اِسی مذکورہ بالا پہلی رائے والے مفہوم کو بیان کرتی ہیں،

ایک تو اَبو ہریرہ رضی اللہ عنہُ کی روایت ہے کہ اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم کو یہ فرماتے سُنا کہ ﴿مَا إِذِنَ اللَّهُ لِشَيْءٍ ، مَا اَذِنَ لِنَبِيِّ حَسَنِ الصَّوتِ ، يَتَغَنَّى بِالقُرآنِ ،

یَجھَرُ بِہِ:::اللہ تعالیٰ کسی چیز کو اتنے توجہ سے نہیں سُنتا، جتنی توجہ سے وہ نبی کا آواز کو اُچھا بنا کر، بُلند کر کے قُرآن پڑھنے کو سُنتا ہے﴾۔

اور دُوسری بریدہ رضی اللہ عنہُ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ﴿إِنِّ عبدَاللَّہ بِن قَیسٍ أو الأشعریَّ أُعطِیَ مِزمَاراً مِن مَزَامِیرِ آلِ دَاوُد:::بے شک عبداللہ بن قیس، یا اشعری (اَبو موسیٰ) کو داوئد (علیہ السلام) کے خاندان کی پُر اثر (لے و تال والی) آوازوں میں سے ایک آواز دِی گئی ہے﴾،

اور تیسری روایت خود اَبو موسیٰ الاَشعری رضی اللہ عنہُ کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اِن کو فرمایا﴿لَو رَأَیتَنِی وَ أَنَا أَستَمِعُ لِقِرائَتَکَ البَارِحَۃَ ! لَقَد أُوتِیتَ مِزمَاراً مِن مَزَامِیرِ آلِ دَاوُد:::اگر تُم مجھے دیکھتے جب گذری ہوئی رات میں تُمہاری قرأت سن رہا تھا، یقیناً تُمہیں داوئد (علیہ السلام) کے خاندان کی پُر اثر (لے و تال والی) آوازوں میں سے ایک آواز دِی گئی ہے﴾،

اِن مذکورہ بالا اَحادیث مُبارکہ میں بڑی وضاحت سے اِس بات یہ ثابت ہوتی ہے کہ تَغَنِّی بِالقُرآن کا معنیٰ اور مفہوم، قُرآن کو خوش الحانی، یعنی بہترین آواز اور ترتیل یعنی ہر حرف کو ٹھیک لہجے کے ساتھ اَدا کرتے ہوئے اُونچی آواز میں پڑھنا ہے،

إِمام شمس الحق عظیم آبادی رحمہُ اللہ نے عون المعبود شرح سُنن اَبی داوئد میں اِس حدیث کی شرح میں اِس رائے کی تائید کرتے ہوئے یہ حدیث نقل کی، جو إِمام اَحمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اپنی مُسند میں روایت کی ہے، اور پھر اُن کے حوالے سے مختلف کتابوں میں نقل کی گئی ہے، کہ، عُقبہ بن عامر رضی اللہ عنہُ نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا﴿ تَعلَّمُوا کِتَابَ اللَّہِ و تَعاھَدُوہُ ، و تَغنُّوا بِہِ ، فَوَالَّذِی نَفسِي بِیَدِہِ ، لَھُوَ أَشدُّ تفلتّاً مِنَ المَخاضِ فِي العُقُل:::تُم لوگ اللہ کی کتاب سیکھو اور اُس کے ساتھ وفاء داری کرو (یعنی اُس

کو مسلسل پڑھتے اور سیکھتے رہو تا کہ تم لوگ اِسے بھولو نہیں)،اور اُس کو بہترین طور پر پڑھو،اور اُس کی قسم جِس کے ہاتھ میں میری جان ہے، جیسے کوئی بندھی ہوئی حاملہ اُونٹنی اپنی بندش سے نجات پانے کے لیے بے قرار ہوتی ہے،قُرآن (سینے کی بندش سے) نجات پانے کے لیے اُس سے زیادہ تیز ہے﴾اِمام الالبانی رحمہُ اللہ نے صحیح قرار دِیا ہے (صحیح الجامع الصغیر/حدیث 2964)،

صحیح مسلم میں بھی اِس حدیث کا ایک حصہ روایت کیا گیا ہے/حدیث 971،کتاب صلاۃ المسافرین و قصرھا/باب 32 کی آخری حدیث۔

::::: دُوسری رائے (2) ::::: غِناء و تونگری اُختیار کرنا :::::

اِس مذکورہ بالا دُوسری رائے کی دو شرح پائی جاتی ہیں :::

::::: (1) ::::: قُرآن کے ذریعے دُنیا کے مال و اَسباب سے غِناء و بے نیازی اختیار کرنا،

::::: (2) ::::: قُرآن کے ذریعے دیگر آسمانی کتابوں اور گذری ہوئی قوموں کے قصوں سے بے نیازی اختیار کرنا،

اِس دوسری رائے کی پہلی شرح کی بنیاد کیا ہے ؟؟؟

اُس کا ذِکر کرنے سے پہلے مُناسب معلوم ہوتا ہے کہ اِس شرح کے مفہوم کو اُلٹ سمجھ کر اُس کا جو غلط اِستعمال ہو رہا ہے،اُس اِستعمال کے بارے میں کچھ عرض کرتا چلوں،اور عام طور پر کچھ قاری حضرات اور دیگر حضرات میں جو غلط فہمی پائی جاتی ہے اُس کا جواب عرض کرتا چلوں،

"""غِناء و تونگری اُختیار کرنا""" سے مُراد قُرآن خوانی کے ذریعے دِل و دِماغ کو معاشی اور معاشرتی مسائل سے بے فِکر کر لینا ہے ، جیسا کہ اُوپر بیان کئی گئی پہلی شرح میں ہے ، اور یہ اِس طرح کہ اللہ تعالیٰ کا کلام پڑھ پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی ذات لا شریک اور اُس کی مکمل ترین اور بہترین صفات پر اِیمان اِتنا پُختہ ہو جائے کہ قُرآن پڑھنے والا اپنے کسی بھی غم کو غم نہ جانے اور کسی بھی تنگی کو تنگی نہ جانے،

"""غِناء اور تونگری اُختیار کرنا""" کا مطلب یہ نہیں کہ قُرآن خوانی کے ذریعے پیسے کمائے

جائیں، کہ قُرآن پڑھ پڑھ کر ذخیرہ کر رکھا ہے، اور مُردوں کے لیے اُس میں سے بیچ بیچ کر مال کمایا جائے،،، یا قُرآن سِکھانے کے عِوض مال کمایا جائے، قُرآن کی تعلیم دینے کو روزگار بنایا جائے، یہ سب کام دُرُست نہیں ہیں، کیونکہ یہ سب کام اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے ممنوع قرار دیئے ہیں،

::::: دلائل :::::

::::: دلیل (1) ::::: عُبادہ ابن صامت رضی اللہ عنہُ کا کہنا کہ """میں نے اہل صُفہ میں سے کچھ لوگوں کو قُرآن پڑھنا اور لکھنا سِکھایا، تو اُن میں سے ایک نے مجھے تحفے کے طور پر کمان دی، میں نے سوچا، یہ کوئی پیسہ تو نہیں ہے، میں اِس کے ذریعے اللہ کی راہ میں تیر چلا سکتا ہوں، لیکن پھر بھی میں (اِس کمان کو اپنے پاس رکھ لینے سے پہلے) ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے پاس جا کر اُن سے پوچھوں گا، پس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُن سے عرض کیا"""اے اللہ کے رسول جن لوگوں کو میں نے قُرآن پڑھنا اور لکھنا سِکھایا اُن میں سے ایک آدمی نے مجھے کمان ھدیے کے طور پر دی ہے، اور یہ مال تو نہیں ہے، میں اِس کے ذریعے اللہ کی راہ میں تیر اندازی کر سکتا ہوں؟""""،

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ﴿إِن كُنتَ تَحِبُ أن تُطَوّق طوقاً مِن نَارِ فَاقبلها:::اگر تم یہ چاہتے ہو کہ تمہیں (گردن میں) آگ کا طوق (یعنی بڑا وزنی کڑا) پہنایا جائے تو تُم اِس کمان کو قُبول کر لو﴾ سُنن ابو داؤد / حدیث 3416، سُنن ابن ماجہ / حدیث 6157، مُسند اِحمد / حدیث 22689 / حدیث عُبادۃ بن صامت میں سے حدیث رقم 23، المُستدرک الحاکم / حدیث 2277 / کتاب البیوع، سنن البیہقی الکبریٰ / کتاب الاجارۃ / باب 10، سلسلۃ الاَحادیث الصحیحۃ، المجلد الاوّل / القسم الاول / صفحہ 515،

::::: فقہ الحدیث ::: حدیث کی تشریح اور اَحکام :::::

اِس حدیث شریف میں یہ بیان ہوا ہے کہ عُبادہ بن صامت رضی اللہ عنہُ نے اہل صُفہ میں سے کچھ لوگوں کو صِرف قُرآن پڑھنا ہی نہیں سِکھایا تھا بلکہ قُرآن لکھنا بھی سِکھایا تھا،

غور سے سوچنے اور سمجھنے والا مسئلہ یہ ہے کہ ہدیے میں ملنے والی کمان کو قُرآن کی تعلیم کی اُجرت سمجھنے کی بجائے لکھنے کی تعلیم دینے کی اُجرت بھی تو سمجھا جا سکتا تھا، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے ایسا نہیں سمجھا، بلکہ اُس ہدیے کو قُبول کرنا ناجائز قرار دے دِیا،،، کیوں ؟؟؟

اِس لیے کہ ، قُرآن کی تعلیم کے ساتھ ساتھ کسی اور نام سے ، کسی اور سبب سے ، یا قُرآن کی ہی تعلیم کو کوئی اور نام دے کر ، کوئی چیز بھی اُجرت کے طور پر قُبول کرنے کا حکم واضح ہو جائے ، کسی شک کی گنجائش نہ رہے ، اور یہ واضح ہو جائے کہ قُرآن کی تعلیم کے ساتھ کسی اور چیز کی تعلیم بھی دی جا رہی ہو اور شاگرد کی طرف سے کوئی چیز ہدیہ یعنی تحفہ بھی دی جائے تو بھی وہ چیز نہ لی جائے کہ کہیں وہ قُرآن کی تعلیم کی اُجرت کے ضمن میں نہ ہو، دینے والے کے دِل کا حال تو دِلوں کا رب اللہ سُبحانہُ و تعالیٰ ہی جان سکتا ہے لیکن معاملے کی سختی کے پیش نظر اس قدر سختی روا رکھی گئی کہ ملی جُلی تعلیم کے بدلے میں تحفۃً دی جانے والی چیز بھی قُبول کرنے پر شدت سے ڈانٹ کر منع کر دیا گیا،

بلکہ ایسی چیز کو جہنم کی آگ کا طوق قرار دِیا گیا۔

::::: دلیل (2) ::::: أبي سعید الخُدری رضی اللہ عنہُ کا کہنا ہے کہ اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ ﴿ تَعَلَّمُوا القُرآن ، وسَلُوا اللَّهَ بِهِ الجَنَّةَ قَبلَ أن يَتعَلَّمَهُ قَومٌ يَسأَلُونَ بِهِ الدُّنيا ، فإِنَّ القُرآن يَتعَلَّمَهُ ثَلاثَةٌ : رَجُلٌ يُباهي بِهِ ، و رجُلٌ يَستَأكِلُ بِهِ ، و رجُلٌ يَقرأُهُ لِلَّهِ ::: قُرآن سیکھو اور اُس کے ذریعے اللہ سے جنت کا سوال کرو، اِس سے پہلے کہ وہ لوگ قُرآن سیکھیں جو قُرآن کے ذریعے دُنیا کا سوال کیا کریں گے، بے شک قُرآن تین قِسم کے لوگ سیکھتے ہیں (1) وہ آدمی جو قُرآن کے ذریعے اپنی بڑائی جتاتا ہے (2) وہ آدمی جو قُرآن کے ذریعے کھاتا ہے (3) وہ آدمی جو قُرآن اللہ کے لیے پڑھتا ہے ﴾ سلسلة الأحاديث الصحيحة/حدیث 258 ،

::::: دلیل (3) ::::: جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ، ہم قُرآن پڑھ

رہے تھے اور ہم میں عرب اور عجم سب ہی تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا ﴿اقْرَءُوا فَكُلٌّ حَسَنٌ وَسَيَجِيءُ أَقْوَامٌ يُقِيمُونَهُ كَمَا يُقَامُ الْقِدْحُ يَتَعَجَّلُونَهُ وَلاَ يَتَأَجَّلُونَهُ:::(ہاں قرآن) پڑھو سب کا (پڑھنا اپنی جگہ) اچھا ہے، اور جلد ہی ایسے لوگ آئیں گے جو قرآن کو اِس طرح اِستعمال کریں جیسا کہ ھدف کے لیے تیر اِستعمال کیا جاتا ہے، قرآن کے ذریعے دُنیا تو کمائیں گے، لیکن اِس کے ذریعے آخرت نہیں کمائیں گے﴾ سُنن أبو داؤد/حدیث 830، کتاب الصلاۃ/باب 141، سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ/حدیث 259،

::::: دلیل (4) ::::: عبدالرحمٰن بن شبل الأنصاری رضی اللہ عنہُ کا کہنا کہ اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ ﴿إِقرَؤوا القُرآن، و لا تَأكُلُوا بِهِ، و لا تَستَكثِرُوا بِهِ، و لا تَجفُوا عنهُ، و لا تَغلُوا فِيهِ :::قُرآن پڑھو، لیکن اِس کے ذریعے کھاؤ نہیں، اور نہ ہی اِس کو (مال، عِزت رُتبے وغیرہ میں) اضافے کا ذریعہ بناؤ، اور نہ ہی اُس سے جفا کرو، اور نہ ہی اُس میں غُلو کرو﴾ سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ/حدیث 260،

::::: دلیل (5) ::::: بشیر بن ابی عمر الخولانی رحمہُ اللہ کا کہنا ہے کہ اُنہیں الولید بن قیس (رحمہُ اللہ) نے بتایا کہ اُنہوں نے ابو سعید الخُدری رضی اللہ عنہُ سے سُنا ہے کہ اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو یہ اِرشاد فرماتے ہوئے سُنا کہ ﴿ يَكُونُ خَلفٌ مِن بَعدِ سِتِّينَ سَنَةً ﴿أَضَاعُوا الصَّلاَةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوفَ يَلقَونَ غَيًّا """". ثُمَّ يَكُونُ خَلفٌ يقرؤون القُرآن لاَ يَعدُو تَرَاقِيَهُم ، وَيَقرَأُ القُرآن ثَلاَثَةٌ (1) مُؤمِنٌ وَ (2) مُنَافِقٌ وَ (3) فَاجِرٌ :::ساٹھ سال بعد ایسے لوگ آئیں گے جو ﴿ نماز ضائع کریں گے ، اور خواہشات کی پیروی کریں گے، پس جلد ہی وہ لوگ غیّا (جہنم کی ایک وادی) میں جا پہنچیں گے ﴾ پھر اُن کے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو قُرآن پڑھیں گے (لیکن) قُرآن اُن لوگوں کے گلوں (حلق) سے آگے نہیں جائے گا، اور قُرآن تین قِسم کے لوگ پڑھتے ہیں (1) اِیمان والا

اور (2) مُنافق، اور (3) فاجر﴾،

بشیر الخولانی رحمہُ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے الولید (رحمہُ اللہ) سے پوچھا کہ """یہ تینوں کیا ہیں ؟"""،

تو الولید (رحمہُ اللہ) نے بتایا"""مُنافق وہ ہے جو قرآن کا مُنکر ہو (یعنی دِل سے قُرآن پر إِیمان نہ رکھتا ہو صِرف دِکھاوے کے لیے پڑھتا ہو)، اور فاجر وہ ہے جو قُرآن کے ذریعے کھاتا ہو (یعنی قُرآن کو کسی بھی طور، کسی قِسم کی کمائی کا ذریعہ بنا رکھا ہو، خواہ وہ براہ راست مال و دولت لیتا ہو، یا رُتبہ و جاہ بنا کر اُس راستے سے مال و متاع بٹورنے کا سلسلہ کرتا ہو) اور مؤمن وہ ہے جو قُرآن پر إِیمان رکھتا ہو"""،

المستدرک الحاکم/حدیث3416/کتاب التفسیر/باب تفسیر سورۃ مریم،إِمام الذھبی رحمہُ اللہ نے صحیح قرار دِیا، صحیح ابن حبان/حدیث755/کتاب الرقاق/باب8قراءۃ القُرآن،مُسند احمد/حدیث11358،یا، 11399،یا، 11649/مُسند ابی سعید الخُدری میں سے حدیث رقم 373،سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ/حدیث3043،

::::: فقہ الحدیث ::: اوپر بیان کردہ پانچ احادیث میں ملنے والا حکم :::::

اُوپر نقل کی گئی چار صحیح حدیثوں میں بڑی وضاحت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا یہ فرمان ملتا ہے کہ قُرآن کو ذریعہ بنا کر دُنیا کی کوئی بھی کمائی کرنا ناجائز ہے،

کچھ لوگ سُورت فاتحہ (الحمد شریف) کا دَم کرنے پر صحابہ رضی اللہ عنہم کو تحفہ ملنے اور اُس تحفے کو قُبول کرنے والی حدیث کو دلیل بنا کر قُرآن کی کمائی جائز کرنے کی کوشش کرتے ہیں،

لیکن، اُس واقعہ میں اُن کے لیے ایسا کرنے کی کوئی گنجائش نہیں، کیونکہ اُس حدیث شریف میں زیادہ سے زیادہ شرعی طور پر جائز دَم کرنے پر اُجرت یا تحفہ قُبول کرنے کا جواز ہے، قُرآن پڑھنے پڑھانے اور سیکھنے سیکھانے پر نہیں۔

اب ہم اپنے بنیادی موضوع کی طرف واپس آتے ہیں، ہم پڑھ رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ و علی آلہ وسلم کے فرمان ﴿لَیسَ مِنَّا مَن لَم یَتغَنَّ بِالقُرآنِ::: جِس نے قُرآن کو بہترین طور پر نہیں پڑھا وہ ہم میں سے نہیں ﴾ کی شرح میں علماء رحمھم اللہ نے پانچ رائے کا اظہار کیاہے اور ہر رائے کے لیے اُن کے پاس کوئی نہ کوئی دلیل ہے اور ہم اُن آراء اور دلائل میں سے دوسری رائے کا مطالعہ کر رہے تھے جو یہ تھی کہ :::

::::: غِناء و تونگری اَختیار کرنا:::::

اِس مذکورہ بالا دُوسری رائے کی دو شرح پائی جاتی ہیں :::

::::: (1) ::::: قُرآن کے ذریعے دُنیا کے مال وأسباب سے غِناء و بے نیازی اختیار کرنا،

::::: (2) ::::: قُرآن کے ذریعے دیگر آسمانی کتابوں اور گذری ہوئی قوموں کے قصوں سے بے نیازی اختیار کرنا،

پہلی شرح کے نادُرسُت مفہوم کے دلائل کا ذِکر کرنے کے بعد اب اِسکے دُرست مفہوم کے دلائل بیان کرتا ہوں اور وہ دلائل مندرجہ ذیل ہیں :::

صحیح البُخاری/حدیث 5024/کتاب فضائل القُرآن/باب 19 مَن لَم یَتغَنَّ بِالقُرآنِ، کے ساتھ إِمام البُخاری رحمہُ اللہ نے ﴿ یَتغَنَّیٰ بالقُرآن﴾ کی تفسیر کے طور پر سُفیان ابن عیینہ رحمہُ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ """اِس کی تفسیر [[[غِناء اَختیار کرنا]]] ہے """،

اور إِمام ابن حجر العسقلانی رحمہُ اللہ نے فتح الباری میں اِس حدیث کی شرح میں لکھا کہ :

[[[اِس رائے کو سعد بن أبي وقاص (رضی اللہ عنہُ) کی اُس بات سے بھی تقویت ملتی ہے جو کہ (إِمام) أبو داؤد (رحمہُ اللہ) نے اپنی سُنن میں روایت کی کہ """"""عبداللہ بن أبي نُھیک (رحمہُ اللہ) نے کہا کہ اُنہیں ایک دفعہ بازار میں سعد بن أبي وقاص (رضی اللہ عنہُ) ملے اور فرمایا، """تاجر کمائی کی فکر میں مبتلا ہیں (جب کہ) میں (تو) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو فرماتے سُنا ہے کہ ﴿لَیسَ مِنَّا مَن لَم یَتغَنَّیٰ بِالقُرآنِ::: جِس نے قُرآن کے ذریعے غِناء اَختیار نہیں کیا وہ ہم میں سے نہیں﴾ """"""،

اور مزید لکھا کہ """أبو عبید ابن مسعود رضی اللہ عنہ ُ کا یہ قول بھی منقول ہے کہ """مَن قراءَ سُورة آل عِمران فھو غَنی:::جس نے سُورت آل عمران پڑہی وہ غنی ہے"""(سُنن الدارمی/حدیث 3395/کتاب فضائل القرآن/باب 16 فضل آل عمران)]]]،

إِمام ابن حجر العسقلانی رحمہ ُاللہ نے یہاں یہ مذکورہ بالا روایات بیان کر کے یہ سمجھایا کہ اِس حدیث کا معنیٰ قُرآن کے ذریعے""" دُنیا کے مال وأسباب سے غِناء وبے نیازی أختیار کرنا ہے"""،

دوسری شرح (2) """ قُرآن کے ذریعے دیگر آسمانی کتابوں اور گذری ہوئی قوموں کے قصوں سے بے نیازی أختیار کرنا"""، کے بارے میں بھی إِمام ابن حجر العسقلانی رحمہ ُاللہ نے فتح الباری کے مذکورہ بالا مقام میں لکھا ہے:::

"""غالباًاِس کی بنیاد عمر رضی اللہ عنہ ُ کی روایت کردہ حدیث ہے جِس میں یہ واقعہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ ُ نے أہل کتاب (یہودی، عیسائی لوگوں کی کتابوں میں) سے کچھ لکھا،جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو معلوم ہواتو اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے شدید غصے کا اظہار کیا،اور ایسا کرنے سے منع فرمایا،إِمام ابی بکر الہیثمی (رحمہ ُاللہ) نے مجمع الزوائد میں یہ روایت نقل کی اور کہا""" یہ روایت أبو یعلیٰ کی ہے(لیکن مجھے مُسند،اور معجم أبو یعلیٰ میں نہیں ملی)اور اِس کی سند میں عبدالرحمان بن إِسحاق الواسطی ہے، جِسے إِمام أحمد اور جماعت نے ضعیف کہا ہے"""

إِمام المقدسی رحمہ ُ اللہ نے"""الأحادیث المختارہ"""میں لکھا"""عبدالرحمان بن إِسحاق الواسطی کی أحادیث کا اخراج مُسلم نے کیا اور ابن حبان نے بھی"""،

یعنی یہ واقعہ قابل اعتماد ہے،

تیسری شرح (3) """غم زدہ ہونا"""،

إِمام النووی رحمہ ُاللہ تعالیٰ اور إِمام عبدالرحمٰن السیوطی رحمہ ُاللہ نے صحیح مُسلم / کتاب صلاۃ المُسافرین و قصرُھا/باب 34 استحباب تحسین الصوت بالقُرآن، کی أحادیث کی شرح میں نقل کیا

ہے کہ :::

""" (إِمام) الشافعی (رحمہُ اللہ تعالیٰ) اور اُنکی موافقت کرنے والوں کا کہنا ہے کہ ﴿مَن لَم یَتغَنَّ بِالقُر آنِ﴾ کا معنیٰ ہے کہ قُرآن کو دُکھ، غم اور نرم دِلی کے احساس کے ساتھ پڑھا جائے،

لیکن اِس شرح کو إِمام الشافعی رحمہُ اللہ تعالیٰ سے منسوب کرنے کی کوئی سند بیان نہیں کی گئی اور اگر سند ہوتی بھی تو اِس بات کی کوئی دلیل نہیں ملتی کہ ﴿مَن لَم یَتغَنَّ بِالقُر آنِ﴾ کا یہ معنیٰ ہے بلکہ دیگر أحادیث اِس بات کو رَد کرتی ہیں،

جیسا کہ ابھی بیان کیا گیا ہے"""،

اور إِمام ابن حجر العسقلانی رحمہُ اللہ تعالیٰ نے فتح الباری میں إِمام الطبری رحمہُ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے إِمام الشافعی رحمہُ اللہ تعالیٰ کا یہ قول بھی نقل کیا کہ :::

""" اگر اِس سے مُراد (مالی طور پر) غناء أختیار کرنا ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم لَم یَتغَنَّ کی بجائے لَم یَستغنَّ فرماتے، لہٰذا اِس سے مُراد آواز کو بہترین طور پر رکھتے ہوئے پڑھنا ہی ہے"""، إِمام الشافعی رحمہُ اللہ تعالیٰ کا یہ مذکورہ بالا قول بھی پہلی شرح کی ہی تائید کرتا ہے، اور یہ ہی دُرُست ہے،

چوتھی شرح (4) """اِس کے ساتھ مشغول ہو جانا"""،

پانچویں شرح (5) """ قُرآن کی قرأت کے ذریعے لذت اور مٹھاس حاصل کرنا، جیسے کہ لوگ گانے کے ذریعے حاصل کرتے ہیں"""،

یہ مذکورہ بالا دونوں باتیں بھی قُرآن و حدیث میں سے کوئی دلیل نہیں رکھتیں، بلکہ لغت اور عرب عادات کے پیش نظر کہی گئی ہیں،

::::: حاصلِ کلام ::::: پانچوں مختلف تفسیروں یا شروحات میں سے صحیح أحادیث کی روشنی

میں جو تفسیر یا شرح معتبر قرار پاتی ہے وہ پہلی ہی ہے یعنی، تَغَنّی بِالقُرآن کا معنی اور مفہوم، قُرآن کو خوش الحانی، یعنی بہترین اور اُونچی آواز میں پڑھنا ہے،

یہاں یہ بات بڑی اچھی طرح سے پلے باندھنے والی ہے کہ خوش الحانی یا خوش آوازی میں پڑھنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ جیسے جِس کا دِل چاہے، یا جیسے جِس کو بھلا محسوس ہو پڑھتا رہے اور قُرآن اور گانے کا فرق نہ رہے،

تغنی یا غَناءَ اور خوش آوازی سے کیا مُراد ہے اور کیا مطلوب ہے ؟؟؟

اِس سوال کا جواب، پہلی شرح کی تفصیل میں بیان کی گئی اَحادیث شریفہ میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے مکمل طور پر بیان فرما دِیا ہے،

پس قُرآن کریم کو پڑھنے کے لیے آواز کو خوبصورت بنانے کا مطلب یہ نہیں کہ اُس کو موسیقی کے قوانین کے مُطابق، یا گانے کی طرح خوامخواہ کی طرزیں اور ھانکیں لگا لگا کر پڑھا جائے، کبھی آواز کو باریک کیا جائے، کبھی موٹا، بلکہ اِس کا معنی و مفہوم مطلوب و مقصود یہ ہے کہ اِسے خوبصورت آواز میں ترتیل یعنی ہر حرف کو ٹھیک لہجے کے ساتھ اَدا کرتے ہوئے، بلند آوازی کے ساتھ پڑھا جائے۔

مزید تفصیل کے لیے، إمام ابن حَجر العسقلانی رحمہُ اللہ تعالیٰ کی """فتح الباری شرح صحیح البُخاری""" میں کتاب فضائل القُرآن/باب 19،

اور إمام النووی رحمہُ اللہ تعالیٰ کی شرح صحیح مسلم،

اور إمام عبدالرحمٰن السیوطی رحمہُ اللہ تعالیٰ کی شرح """الدیباج علی صحیح مُسلم""" میں کتاب صلاۃ المُسافرین و قصرُھا/باب 34 استحباب تحسین الصوت بالقُرآن،

اور شیخ عبدالرؤف المناوی کی """فیض القدیر شرح الجامع الصغیر/حرف تا یعنی ت""" کے ضمن میں بیان کی گئی اَحادیث کی شرح ملاحظہ فرمایے۔

پانچواں کام 5

::: کِسی خادم کو اُسکے مالک کے ،اور کسی بیوی کو اُسکے خاوند کے لیے بگاڑ نا (اُن کے خِلاف کرنا) :::

::::::: أبو ہُریرہ رضی اللہ عنہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ﴿مَن خَبّبَ خادِماً علیٰ أھلھا فَلَیسَ مِنَّا و مَن أفسَدَ إِمرَائَۃً عَلیٰ زوجِھاَ فَلَیسَ مِنَّا ::: جس نے کِسی غلام کو اُس کے مالکان کے لیے بگاڑا تو ایسا کرنے والا ہم میں سے نہیں،اور جِس نے کِسی عورت کو اُس کے خاوند کے لیے بگاڑا تو ایسا کرنے والا ہم میں سے نہیں﴾ مُسند أحمد/حدیث/9164حدیث أبی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہُ کی أحادیث میں سے حدیث2027، صحیح ابن حبان/حدیث 567/کتاب البِر و الاِحسان/کتاب14، سُنن أبی داؤد/حدیث 5159/کتاب الأدب/باب138/فیمن خبّبَ مملُوکاً علیٰ مُولاہُ،إِمام الالبانی رحمہُ اللہ نے اِس حدیث کو صحیح قرار دِیا/سلسلۃالأحادیث الصحیحۃ/ حدیث324،

::::: فقہ الحدیث ::: حدیث کی تشریح اور اُحکام :::::

کِسی غلام کو اُس کے مالک کے لیے بگاڑ نا،یا کِسی بیوی کو اُس کے خاوند کے لیے بگاڑ نا،یعنی غلام اور مالک یا میاں اور بیوی میں دُوری،بد اتفاقی،وغیرہ پیدا کرنا،یا اُن میں ایک دوسرے کے لیے خیانت،یا دھوکہ دہی والا رویہ پیدا کرنا،یہ سب کام اور اِس طرح کے دیگر کام جِن کا نتیجہ،غلام و مالک،یا میاں و بیوی کے درمیان بگاڑ کی صورت میں نکلتا ہو،سب حرام کام ہیں،

غور کیجیے،کہ اِن دو أحادیث شریفہ میں بھی اُنہی کاموں کو بیان کیا جا رہا ہے جو پچھلی حدیث میں تھے،یعنی دھوکہ،فریب،مکر،خیانت،بد دیانتی وغیرہ،

اِن کاموں کے ذریعے سے ہی کوئی شخص کِسی غلام کو اُسکے مالک یا کِسی بیوی کو اُسکے خاوند کے لیے بگاڑ سکتا ہے،ورنہ مُسلمان پر واجب تو یہ ہے کہ وہ اپنے مُسلمان بھائی بہنوں کے درمیان اِصلاح کرے،اور اگر کہیں کوئی بگاڑ پیدا کر رہا ہے تو اُس کو روکے بھی اور اُس کی نشاندہی بھی

کرے، جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اِرشاد فرمایا ﴿إِنَّمَا المؤمِنُونَ إِخوَةٌ فَأَصلَحُوا بَينَ أخويكُم :::یقیناً اِیمان والے آپس میں بھائی ہیں، لہذا (اے اِیمان والو) تم سب اپنے بھائیوں کے درمیان إِصلاح کیا کرو﴾ سورت الحُجرات (49)/آیت 10،

چھٹا کام 6

:::: اللہ تبارک وتعالیٰ کے عِلاوہ کِسی اور کی قسم اُٹھانا، قسم کھانا :::::

::::::: بُریدہ رضی اللہ عنہُ کا کہنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ﴿لَيسَ مِنَّا مَن حَلَفَ بِالأَمَانَةِ و مَن خَبَّبَ علىٰ إِمرِءٍ زوجَتُهُ أو مَملُوكَهُ فَلَيسَ مِنَّا:::جِس نے کِسی کی بیوی کو یا غلام کو اُس کے لیے بگاڑا اور جِس نے فرض عبادات جیسے نماز روزہ حج وغیرہ میں سے کِسی کی قسم اُٹھائی تو ایسا کرنے والا ہم میں سے نہیں﴾ مُسند أحمد/حدیث/23668 حدیث بُریدہ الأسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہُ کی أحادیث میں سے 45ویں حدیث، تعلیقات الحسان علیٰ صحیح ابن حبان/حدیث/4348 کتاب الأیمان، المستدرک الحاکم/ حدیث 7861/کتاب 42 الأیمان و النذور/ کی 16ویں حدیث، إِمام الالبانی رحمہُ اللہ نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے/سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ/حدیث 325،

اور إِمام أبو داود رحمہُ اللہ نے مختصراً اِس طرح روایت کیا:::

﴿ مَن حَلَفَ بِالأَمانَةِ فَلَيسَ مِنَّا:::جِس نے فرض عبادات جیسے نماز روزہ حج وغیرہ میں سے کِسی کی قسم اُٹھائی تو وہ ہم میں سے نہیں﴾ سُنن أبي داؤد/حدیث /3253 کتاب الأیمان و النذور/باب 6، فی کراھیۃ الحلف بالأمانۃ، إِمام الالبانی نے صحیح قرار دِیا، سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ، للإِمام الألبانی/حدیث 94،

ممکن ہے کِسی قاری کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ اِس مذکورہ بالا حدیث شریف میں لفظ

"""الامانۃ""" کا ترجمہ """فرض عبادات""" کیسے اور کیوں کیا گیا ہے ؟؟؟

تو اِس کے جواب میں گذارش ہے کہ ، یہ ترجمہ امام الخطابی رحمہُ اللہ کے اِس قول کی بنا پر کیا گیا ہے کہ """ هذا يشبه أن تكون الكراهة فيها مِن أجل أنه إنما أمر أن يحلف بالله وبصفاته وليست الأمانة مِن صفاته. وإنما هي أمر مِن أمره وفرض مِن فروضه فنهوا عنه لما في ذلك مِن التسوية بينها وبين أسماء الله عز وجل وصفاته ::: یہ معاملہ اِس طرح لگتا ہے کہ اِس طرح کی قسم اُٹھانا اس لیے مکروہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے صِرف اللہ کی اور اللہ کی صِفات کی قسم اٹھانے کی اجازت دی ہے ، اور امانت اللہ کی صِفات میں سے نہیں، بلکہ وہ اللہ کے احکام میں سے حکم ہے اور اللہ کے فرض کردہ فرائض میں سے فرض ہے، اور چونکہ اِس (کی قسم اُٹھانے کی) صُورت میں امانت اور اللہ کے عزّ و جلّ کے ناموں اور صِفات میں برابری ہو جاتی ہے لہٰذا امانت کی قسم اُٹھانے سے منع فرمایا گیا"""۔ معالم السنۃ للخطابی/کتاب الآیمان والنذور/باب فی كراهية الحلف بالأمانة.

::::: فقہ الحدیث ::: حدیث کی تشریح اور أحکام :::::

اِس مذکورہ بالا حدیث شریف میں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے ایک اور کام کا ذِکر فرمایا ہے جو اِس سے پہلے مذکورہ حدیث شریف میں نہیں،

اور وہ ہے ﴿مَن حَلَفَ بِالأمانَةِ فَلَيسَ مِنَّا::: جس نے فرض عبادات جیسے نماز روزہ حج وغیرہ میں سے کِسی کی قسم اُٹھائی تو وہ ہم میں سے نہیں﴾ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے اِس فرمان شریف کی شرح اور اِس میں پائے جانے والے أحکام کی تفصیل درج ذیل ہے :::

اللہ تعالیٰ کے عِلاوہ کِسی شخصیت، چیز، کام، غرض کہ کِسی بھی اور کی قسم اُٹھانا (1) شرک ہے ، اور (2) کُفر ہے، جِس کی وجہ سے قسم اُٹھانے والا، اِسلام سے خارج ہو جاتا ہے ،

اُوپر ذِکر کئی گئی حدیث شریف میں فرض عِبادات کی قسم اُٹھانے سے منع فرمایا گیا،

اور اِس کی حکمت یہ ہے کہ چونکہ یہ عِبادات بلا شک و شبہ نیک اور بہت ہی عِزت اور احترام والے أعمال ہیں، اور اللہ کا قُرب حاصل کرنے کے بہترین ذرائع میں سے ہیں،

اِس لیے ہو سکتا ہے کہ کِسی کے ذہن میں یہ بد عقیدگی پیدا ہو جائے کہ اِن عِبادات کی قسم اُٹھانے سے قسم کی أہمیت اور أعتماد زیادہ ہو جاتا ہے،

اِس کے عِلاوہ دیگر کئی أحادیث ہیں جِن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے عِلاوہ کِسی بھی چیز کی قسم اُٹھانے سے منع فرما دیا ہے،

دلائل کا مطالعہ فرمایے:::

::::: (1) ::::: صحیح البُخاری میں عبداللہ ابن عُمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا ﴿أَلَا مَن كَانَ حَالِفاً فَلَا يَحلِف إِلَّا بِاللَّهِ::: خبردار جِس کِسی نے کوئی قسم اُٹھانی ہو تو اللہ کے عِلاوہ کِسی اور کی قسم نہ اُٹھائے﴾،

چونکہ قُریش کے لوگ اپنے باپوں کی قسم اُٹھایا کرتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے (یہ) حُکم (بھی) فرمایا ﴿لَا تَحلِفُوا بِآبَائِكُم::: اپنے باپ دادوں کی قسم مت اُٹھاو﴾ صحیح البُخاری/حدیث/3836/کتاب مناقب الأنصار/باب 26 أیام الجاھلیة کی پانچویں حدیث۔

::::: (2) ::::: عبداللہ ابن عُمر رضی اللہ عنہُ ما کا کہنا ہے کہ،

میں نے عمر ابن الخطاب (یعنی اُن کے والد رضی اللہ عنہما) کو کہتے ہوئے سُنا کہ،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ﴿إِنَّ اللَّهَ عزَّ و جَلَّ يَنهَاكُم أن تَحلِفُوا بِآبَائِكُم::: خبردار اللہ عز و جلّ نے تُم لوگوں کو تمہارے باپ دادوں کی قسم اُٹھانے سے منع کیا ہے﴾

اور پھر عُمر (رضی اللہ عنہُ) نے فرمایا اللہ کی قسم میں نے جِس وقت سے یہ سُنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اِس طرح قسم اُٹھانے سے منع فرمایا ہے اُس وقت سے کبھی (اللہ کے عِلاوہ

کِسی کی) قسم نہیں اُٹھائی، نہ ہی اپنی طرف سے اور نہ ہی کِسی دوسرے کی قسم کا بتاتے ہوئے ایسی کِسی قسم کو دُہرایا۔

صحیح البُخاری حدیث /6270 کتاب 86 الأیمان و النذور/باب 3 لا تحلفوا بآ بائکم، کی دوسری حدیث، صحیح مُسلم/حدیث/1664 کتاب الأیمان/ پہلے باب کی پہلی حدیث،

محترم قارئین، توجہ کیجیے اور غور فرمایے کہ خلیفہ ثانی بلا فصل عمر رضی اللہ عنہُ وأرضاہُ کا یہ فرمانا کہ """ اللہ کی قسم میں نے جِس وقت سے یہ سُنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اِس طرح قسم اُٹھانے سے منع فرمایا ہے، اُس وقت سے کبھی (اللہ کے عِلاوہ کِسی کی) قسم نہیں اُٹھائی، نہ ہی اپنی طرف سے اور نہ ہی کِسی دوسرے کی قسم کا بتاتے ہوئے ایسی کِسی قسم کو دُہرایا"""،

صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین وأرضاہُم کی أطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اور محبت رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی لا تعداد مثالوں میں سے ایک ہے،

اور آج ہم میں سے کتنے ہیں جو محبتِ رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے بڑے دعوے دار ہیں بلکہ عشق کے دعوے دار ہیں، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی سُنّت مبارکہ پر اور اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے أحکام شریفہ پر عمل اپنے مسلک، مذھب، پیر و مرشد، عالم و ملاں کی اجازت کے مطابق ہی کرتے ہیں، اگر اپنے مذھب و مسلک سوچ و فِکر جماعت و گروہ پیر و مرشد، حضرت اور امیر کی طرف سے اجازت ہوئی، یا اپنی اندھیری اور گمراہ عقل میں سمایا، تو ہی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا قول یا عمل مانا اور اپنایا اگر نہیں تو رد کر دِیا، آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ ایسے لوگوں کی محبت کِس سے ہے ؟؟؟ اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے یا اُن سے جن کے بات مان کر اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے قول اور فعل کو چھوڑتے ہیں، ولا حول ولا قوۃ إلا باللہ،

یہ بات تو سر راہ آگئی، ہم اپنے موضوع کی طرف واپس پلٹے ہیں، اُوپر بیان کی گئی حدیث شریف کی

مزید وضاحت مندرجہ ذیل ایک اور حدیث مُبارک میں بھی ملتی ہے

::::: (3) ::::: عبداللہ ابن عُمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ ،

ایک دفعہ عمر ابن الخطاب (یعنی اِن عبداللہ کے والد رضی اللہ عنہما) کسی سواری پر سوار تھے ، اور (کِسی بات پر) اپنے والد کی قسم اُٹھارہے تھے ، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اُن (کی قسم) کو سُنا تو پکار کر اِرشاد فرمایا ﴿أَلا إِنَّ اللَّهَ عزَّ و جَلَّ يَنهَاكُم أن تَحلِفُوا بِآبَائِكُم ، فَمَن كَانَ حَالِفاً فَليَحلِف بِاللَّهِ أو لِيَصمُت::: خبردار اللہ عز و جلّ نے تُم لوگوں کو اپنے باپ دادوں کی قسم اُٹھانے سے منع کیا ہے، لہذا اگر کِسی کو قسم اُٹھانا ہی ہے تو وہ اللہ کی قسم اُٹھائے یا خاموش رہے (یعنی کسی بھی اور کی قسم نہیں اُٹھائے) ﴾،

صحیح البُخاری/حدیث/6270/کتاب86الأیمان و النذور/باب3 لا تحلفوا بآبائکم، کی پہلی حدیث، صحیح مُسلم/حدیث/1664/کتاب الأیمان/ پہلے باب کی چوتھی حدیث،

::::: (4) ::::: عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے کِسی کو اپنے باپ کی قسم اُٹھاتے ہوئے سُنا تو فرمایا ﴿لا تَحلِفُوا بِآبائِكُم ، مَن حَلَفَ بِاللَّهِ فليَصدُق ، و مَن حُلِفَ لَهُ بِاللَّهِ فَليَرضَ ، و مَن لَم يَرضَ بِاللَّهِ فَلَيسَ مِن اللَّهِ::: اپنے باپ دادوں کی قسم مت اُٹھاو، جو کوئی اللہ کی قسم اُٹھائے اُسکو دُرست مانا جائے، اور جِس کو بات منانے کے لیے قسم اُٹھائی جائے اُسے اللہ کی قسم پر راضی ہو جانا چاہیے، اور جو اللہ (کی قسم اُٹھائی جانے) سے راضی نہیں ہوتا وہ اللہ (کے پسندیدہ لوگوں میں) سے نہیں ﴾

سُنن ابن ماجہ/حدیث/2101/کتاب الکفارات/باب4، علامہ البوصیری رحمہُ اللہ نے مصباح الزُجاجۃ میں فرمایا """اِس حدیث کی سند صحیح ہے اِس کے تمام راوی بأعتماد ہیں""" اور اِمام الالبانی رحمہُ اللہ نے بھی اِس بات کی تائید فرمائی اور فرمایا کہ حدیث صحیح ہے/ اِلإرواء الغلیل/حدیث 2698،

::::: (5) ::::: عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

و علی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ﴿مَن حَلَفَ بِغَیرِ اللَّهِ فَقَد أَشرَکَ﴾::: جِس نے اللہ کے عِلاوہ کِسی اور کی قسم اُٹھائی تو اُس نے (اللہ کے ساتھ) شرک کیا ﴾سُنن الترمذی/حدیث/1535کتاب النذور الایمان/باب 8،مُسند أحمد/حدیث 329،المُستدرک الحاکم/ حدیث 168،إِمام الالبانی رحمہُ اللہ نے صحیح قرار دِیا/الاِرواء الغلیل/حدیث 2561۔

علامہ ابن العز الحنفی رحمہُ اللہ تعالیٰ نے شرح عقیدہ الطحاویہ میں اللہ تعالیٰ سے کِسی کے واسطے، وسیلے، حق، جاہ، عزت وغیرہ کے ذریعے سوال کرنے کو ممنوع قرار دیتے ہوئے اِس حدیث کی شرح کرتے ہوئے بہت شاندار تفصیل بیان کی ہے ،جِس میں اِمام أبو حنیفہ رحمہُ اللہ ، اور اُن کے شاگردوں کے بارے میں لکھا ہے کہ اُنہوں نے اِس کام کو مکروہ قرار دیا ہے ،

اپنی بات کو مختصر رکھنے کی غرض سے اُن کی ساری بات یہاں نقل نہیں کر رہا ہوں، حنفی بھائیوں کو یہ کتاب ضرور پڑھنی چاہیے، تفصیل پڑھنے کے لیے دیکھیے، """شرح العقیدۃ الطحاویۃ""" للعلامۃ ابن أبی العز الحنفی/الطبعۃ التاسعۃ/صفحہ 237، مطبوع المکتب الأسلامی، بیروت، لبنان۔

محترم قارئین ، خوب توجہ اور تدبر سے ملاحظہ فرمایے کہ اُوپر بیان کی گئی حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اللہ کے عِلاوہ کِسی بھی اور کی قسم اُٹھانے کو شرک قرار دِیا ہے، پس کسی شک اور شبہے کے بغیر یہ کام ، یعنی اللہ کے عِلاوہ کسی بھی اور کی قسم اُٹھانا، قسم کھانا، شرک ہے، اور شرک سے بڑا کوئی اور گناہ نہیں ،

کسی فلسفے یا منطق وغیرہ کی مدد سے اللہ کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے اِس حکم کی کوئی تاویل کرنا یقیناً حق سے انحراف ہے ، جیسا کہ اکثر لوگ کہتے ہیں کہ ہم تو قُرآن کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی ، یا کعبہ کی، یا مسجد نبوی وغیرہ کی قسم اُن چیزوں کی اللہ کے ساتھ نسبت کی وجہ سے اُٹھاتے ہیں، وغیرہ وغیرہ،

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو ہمارے سب ہی مسلمان بھائیوں بہنوں کو اِس گناہ سے اور ہر ایک گناہ

سے بچائے۔

::::: (6) ::::: جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے اِس درج ذیل فرمان مُبارک سے ظاہر ہے کہ ﴿مَن حَلَفَ فَقَالَ فِي حَلِفِهِ ، بِاللَّاتِ و العُزىَ ، فَليَقُل ،لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ، و مَن قَالَ لِصَاحِبِهِ تَعالَ أُقامِرُکَ ، فَليَتَصدَّق::: اگر کوئی قسم اُٹھاتے ہوئے اپنی قسم میں لات اور عزی کی قسم اُٹھائے تو وہ کہے کہ اللہ کے عِلاوہ کوئی سچا معبود نہیں،اور جو کوئی اپنے کِسی ساتھی سے کہے،آو میرے ساتھ بازی لگاؤ (یعنی جوا کھیلو)،تو ایسا کہنے والا (گناہ کی دعوت دینے پر کفارے کے طور پر)صدقہ کرے گیا﴾ صحیح البُخاری/حدیث4860/کتاب التفسیر/باب تفسیر سورت النجم/حدیث2، اور حدیث6650/کتاب الأیمان و النذور/باب5/حدیث1، صحیح مُسلم/ حدیث1647/کتاب الأیمان/باب6/پہلی حدیث،

اِس مذکورہ بالا حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے کسی باطل معبود (جِسے کے لوگ اللہ کے عِلاوہ معبود بنائے ہوں) کی قسم اُٹھانے کے کفارے کے طور پر اللہ کے اَکیلے معبودِ حق ہونے کی شہادت دینے کا حکم فرمایا ہے،

اور یہ اِس بات کی دلیل ہے کہ اللہ کے علاوہ کِسی اور کی قسم اُٹھانے والا ایسا شرک اور کبیرہ گُناہ کرتا ہے جِس کی وجہ سے اُسے اپنے مُسلمان ہونے کے واضح اعتراف کرنے کی ضرورت ہوتی ہے، اور اپنے إِیمان کی درستگی کا واضح اعلان کرنا ہوتا ہے کہ وہ اللہ کے علاوہ کسی بھی اور کوئی معبود نہیں مانتا اور ہر باطل معبود کا انکار کرتا ہے،

اُس کے تجدید اِسلام کے لیے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے یہ حکم دیا ہے کہ ﴿فَليَقُل ، لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ::: تو وہ کہے کہ اللہ کے عِلاوہ کوئی سچا معبود نہیں﴾،

اچھی طرح سے سمجھ لیجیے ، اور ہمیشہ یاد رکھیے کہ ، ہر وہ چیز،یا شخصیت جِس کی عِبادت ہو رہی ہے،اللہ کے حقوق میں سے کوئی حق،اُسے دِیا جا رہا ہے،جو کام صِرف اللہ تعالیٰ کے لیے کیے جانے چاہیں وہ اُس کے لیے بھی کیے جا رہے ہیں،اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے کسی صِفت کا حامل

اُس کو بھی جانا جارہا ہے، تو وہ باطل معبود ہے، اُسے مخلوق نے اکیلے لاشریک خالق و مالک اللہ کا شریک بنا رکھا ہے،

کہیں کوئی مُشکل کُشا ہے، کہیں کوئی حاجت روا ہے، کہیں کوئی داتا ہے، کہیں کوئی أولاد دینے کے لیے أجازت یافتہ (لائسنس ہولڈر، Licensee holder) ہے، اور اُن میں الگ الگ اَقسام اور خصوصیات والے (specialist) بھی ہیں، لہٰذا کہیں کوئی بیٹے بانٹتا ہے اور کہیں کوئی بیٹیاں، کہیں کوئی کاروبار کی ترقی کے لیے أجازت یافتہ ہے، کہیں کوئی مَن پسند رشتے کروانے والا ہے، اور، اور، اور،

یہ سب اور اِن جیسے اَن گنت اور بھی، سب ہی اللہ کے شریک بنائے گئے ہیں، کہیں اللہ کے ناموں میں شریک کہیں اللہ کی صِفات میں شریک، اور """ مولا """ تو ہم مُسلمانوں کے اتنے ہو چکے ہیں کہ اب اُن کی گنتی بھی شاید نہ ہو سکتی ہو،

(ملاحظہ فرمایئے ملحق رقم (۱) نظم ::: اے سچے مولانا :::)

جبکہ یہ صِرف اور صِرف اللہ کا ہی حق ہے کہ اُس کے ناموں اور صِفات کو اُس کی بے مثال اور لا شریک ذات پاک کے لیے ہی رکھا جائے، اور صِرف اور صِرف اُسی کو اُن کا حامل جانا اور مانا جائے،

اللہ تعالیٰ کا حق کِسی اور کو دینا، اُسے اللہ کا شریک بنانا ہی تو ہے، اُسکی عِبادت کرنا ہی تو ہے، اور یہ وہ شرک ہے جِس کو کرنے والا اُمتِ اِسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور اِسی قسم کے کفریہ شرک میں سے ایسے جھوٹے معبودوں کی قسم اُٹھانا بھی ہے،

اِسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم نے ایسا کرنے والے کو تجدیدِ اِسلام کا حُکم دیا ہے، اور صحابہ رضوان اللہ علیہم أجمعین نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم کے حُکم کو ایسا ہی سمجھا جیسا کہ ابھی بیان کیا گیا ہے،

عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہُ کا فرمان ہے کہ """لأن أحلفَ بِاللَّهِ كَاذِباً أَحَبَّ إِلَيَّ أَن أَحلفَ بِغَيرِهِ و أنا صَادِقٌ::: اللہ کی جھوٹی قسم اُٹھا لینا میرے نزدیک اِس بات سے بہتر ہے

کہ میں اللہ کے عِلاوہ کِسی اور کی سچی قسم اُٹھاوں """،

عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہُ کے اِس مذکورہ بالا فرمان میں بڑی صراحت سے یہ سمجھ آتا ہے کہ اللہ کی جھوٹی قسم اٹھانا تو بہر حال ایک بہت بڑا گناہ ہے ، لیکن اُس گناہ سے کہیں زیادہ بڑا گناہ یہ ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی اور کی قسم اٹھائی جائے خواہ وہ قسم سچی ہی ہو ، یعنی اگر قسم اٹھانا ہو تو صِرف اور صِرف سچی ہونا چاہیے اور صِرف اور صِرف اللہ تبارک و تعالیٰ کی ہونی چاہیے ،

یہ قول إمام الطبرانی رحمہُ اللہ نے اپنی معجم الکبیر میں روایت کیا،اور إمام الھیثمی رحمہُ اللہ نے """المجمع الزوائد"""میں فرمایا کہ """اِس روایت کے سارے راوی صحیح والے ہیں،یعنی بالکل قابلِ أعتماد ہیں،اور إمام الالبانی رحمہُ اللہ نے بھی إمام الھیثمی رحمہُ اللہ کی اِس بات کی تصدیق فرمائی ہے """،

::: ایک غلطی ::: تقریباً اِنہی اِلفاظ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے منسوب کر کے بطور حدیث بھی نقل کیا گیا ہے،جو کہ جھوٹ ہے،دُرست یہ ہے کہ یہ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے،سلسلۃ الآحادیث الضعیفۃ/حدیث 91،

تو مندرجہ بالا أحادیث، صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے فہم، قول اور فعل،سے یہ بات یقینی طور پر ثابت ہے کہ اللہ کے عِلاوہ کِسی بھی اور کی قسم اُٹھانا،شِرک ہے،

اور ایسا کرنے والے کو اپنے اِسلام کی تجدید کرنے کا حُکم ہے،

اب کوئی اِس کی تأویل کرے،یا کوئی منطق اور فلسفہ کی لچھے دار باتوں کے ذریعے اِس کام یا ایسے کاموں کو کرنے کی گنجائش نکالتا رہے،یا کچھ شخصیات کی قسم اُٹھانے کی گنجائش نکالتا رہے، جیسا کہ قُرآن کی قسم ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی قسم ، مولا علی کی قسم ، کسی نیک مؤمن کی قسم،ماں باپ کی قسم،اولاد کی قسم ، میاں یا بیوی کی قسم ، بہن بھائیوں کی قسم وغیرہ ،

تو اُس شخص کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ وہ اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے حُکم پر حُکم چلانے کی کوشش کر رہا ہے اور ایسا کرنا بذاتِ خود ایک کفریہ کام ہے،اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر

کُفر اور شرک سے محفوظ رکھے۔

قسم اُٹھانے ، یا قسم کھانے کے معاملات اور مسائل کو مزید تفصیل سے سمجھنے کے لیے میرے مضمون """ زیادہ قسمیں اُٹھانے کا شرعی حکم، اور قَسموں کی اقسام""" کا مطالعہ فرمایے، اِن شاء اللہ مفید ہو گا۔

مضمون کے آن لائن مطالعے کا ربط درج ذیل ہے،.برقی نسخہ اتارنے کا ربط میں وہاں میسر ہے :

http://bit.ly/1dUSss8

ساتواں کام 7

::::: کِسی کی کوئی چیز بغیر حق کے لینا، چھیننا::::::

::::::: اَنس رضی اللہ عنہُ سے روایت ہے کہ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے خواتین سے بیعت لیتے ہوئے اُن سے کہا کہ ﴿وہ کبھی نوحہ نہیں کریں گی ﴾،

تو خواتین نے عرض کیا"""اے اللہ کے رسول، جاہلیت میں دوسری عورتیں ہم سے إِسعاد طلب کیا کرتی تھیں تو ہم إِسعاد کرتی تھیں"""،

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا﴿لا إِسعَادَ فی الإِسلامِ و لا شِغَارَ فی الإِسلامِ و لا عَقرَ فی الإِسلامِ ، ولا جَلَبَ ولا جَنَبَ ، و مَن أَنتَهَبَ فَلَيسَ مِنَّا::: اِسلام میں کوئی إِسعاد نہیں،اور نہ ہی اِسلام میں شِغار ہے،اور نہ ہی اِسلام میں عقر ہے،اور نہ ہی جلب ہےاور نہ ہی جنب ہےاور جِس نے کوئی چیز بغیر حق کے زبردستی لے لی تو وہ ہم سے نہیں﴾ صحیح ابن حبان/حدیث3146،

::::::: عمران بن حصین رضی اللہ عنہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اِرشادفرمایا﴿لاَ جَلَبَ وَلاَ جَنَبَ وَلاَ شِغَارَ فِي الإِسْلاَمِ وَمَنِ انْتَهَبَ نُهْبَةً

فَلَيْسَ مِنَّا::: (اِسلام میں)نہ جلب ہے،اور نہ ہی جنب ہے،اور نہ ہی اِسلام میں شِغار ہے اور جِس نے کوئی چیز بغیر حق کے زبردستی لے لی تو وہ ہم سے نہیں﴾ سُنن الترمذی/حدیث 1149/کتاب النکاح/باب 29، صحیح ابن حبان/ حدیث 3267، سُنن الدار قُطنی/حدیث 17، اِمام الالبانی رحمہُ اللہ نے صحیح قرار دیا المشکاۃ/حدیث 2947،

::::::: جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا﴿ **لَيسَ علىٰ المُنتَهِبِ قطعٌ و مَن أنتهَبَ نُهبَةً مَشهُورَةً فَلَيسَ مِنَّا::: منتھب (یعنی زبردستی اور کھلے عام کِسی کی چیز چھیننے والا) کا ہاتھ (چور کی طرح) کاٹا نہیں جائے گا،اور (اُس کی سزا ہاتھ کاٹنے سے بھی بڑی ہے،وہ یہ کہ) جِس نے کوئی چیز بغیر حق کے زبردستی اور ظاہری طور پر لے لی تو وہ ہم سے نہیں﴾** سُنن أبي داؤد/حدیث 4391/کتاب الحدود/باب 13 باب القطع فی الخلسة والخیانة،حدیث صحیح ہے،اِرواء الغلیل/حدیث 2403،

::::: فقہ الحدیث ::: حدیث کی تشریح اور اَحکام :::::

اُوپر ذِکر کی گئی اَحادیث شریفہ کا معنیٰ اور مفہوم اور اُس کا حکم جاننے کے لیے اُن میں اِستعمال شدہ چند اِلفاظ کا معنیٰ جاننا ضروری ہے،چونکہ اِن اِلفاظ کا ترجمہ ایک یا دو لفظوں میں ہونے والا نہیں،اِس لیے میں نے اَحادیث شریفہ کے ترجمے میں وہی عربی اِلفاظ لکھے ہیں جو اَحادیث شریفہ کے متن میں ہیں،

اب یہاں اُن اِلفاظ کے معانی لکھ رہا ہوں تا کہ اَحادیث شریفہ کا دُرُست مفہوم اور حکم سمجھا جا سکے اِن شاء اللہ تعالیٰ،اُوپر ذِکر کی گئی تین اَحادیث شریفہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے پانچ کاموں کا ذِکر فرمایا ہے،جو حرام ہیں اور وہ کام یہ ہیں:::

::: **إِسعاد** ::: عورتوں کا میت پر ماتم (نوحہ) کرنے میں ایک دوسری کی مدد کرنا،وہ یُوں کہ ایک عورت کھڑی ہو کر ماتم کرے تو کوئی ایک یا چند دوسری عورتیں بھی اُس کے ساتھ مل کر ماتم کرنے میں اُس کی مدد کریں،

یا کوئی ایک عورت میت کے پاس ، یا کسی اور مقام پر اُس میت کا ذِکر کر کے ماتم کرے اور دوسری عورتیں اُس کا ساتھ دیں، اُسے بڑھاوا دیں،

اِسعاد کے حرام ہونے سے یہ مطلب نہیں لیا جا سکتا کہ """اگر کوئی عورت اَکیلے نوحہ کرے تو وہ جائز ہو گا، یا یہ کہ اگر عورتیں ایک دوسری کی مدد کرتے ہوئے نہیں بلکہ الگ الگ نوحہ کریں تو وہ جائز ہے"""

بلکہ نوحہ اور ماتم ہر صورت اور شکل میں حرام ہے، جیسا کہ اِس کتاب کی چوتھی حدیث ﴿لیسَ مِنَّا مَن ضَربَ الخُدُودَ ، أو شَقَّ الجُيُوبَ ، أو دَعَا بِدَعوىٰ الجَاھِلِیَّةِ ::: جس نے (غم یا غصے وغیرہ کی حالت میں) گال پیٹے ، یا گریبان پھاڑا ، یا جاہلیت کی پکاروں میں سے کوئی پکار کی وہ ہم میں سے نہیں ﴾،

::: شِغار ::: عورت کے مہر کے بدلے میں دوسری عورت دینا، جیسے کوئی اپنی بہن یا بیٹی یا جو بھی اُس کی ولایت میں ہے کِسی کے نکاح میں اِس شرط پر دے کہ اُس عورت کے مہر کے بدلے میں وہ دوسرا شخص اپنی بہن یا بیٹی یا جو بھی اُسکی ولایت میں ہے، اِس پہلے شخص کے نکاح میں دے دے، جِسے عام طور پر ہمارے معاشرے میں، """ادلے بدلے کی شادی """، یا خاص طور پر پنجابی زبان میں """وٹہ سٹہ کی شادی """ کہا جاتا ہے،

خیال رہے کہ """وٹہ سٹہ ، یا ادلے بدلے کی شادی یا نکاح """ وہی ہوتا ہے جس میں ایک عورت دوسری عورت کے مہر کے طور پر دی جاتی ہے ، دو خاندانوں یا دو گھرانوں میں ایک دوسرے کی عورتیں اِس طرح بیاہنا کہ ہر عورت کا اپنا الگ مہر ادا کیا جائے، ادلے بدلے کی شادی نہیں،

::: عقر ::: جاہلیت میں کفار و مُشرکین کِسی قبر کے پاس جانور ذبح کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ یہ قبر والا اپنی زندگی میں مہمانوں کے لیے جانور ذبح کیا کرتا تھا، لہذا ہم اُس کی عادت پوری کر کے اُس کی مدد کر رہے ہیں، اور اُس جانور کو """العَقِیرۃ البَلِیَّۃ""" کہا کرتے تھے، اور لغتاً اِس لفظ """عَقر""" کا عام معنیٰ تلوار کے وار سے کِسی کھڑے جانور، خاص طور پر اُونٹ یا

بکری وغیرہ کے پائے کاٹ دینا،ہے،(النھایۃ فی غریب الحدیث و الأثر، إِمام مجد الدین ابن الأثیر، حرف الباء، میں لفظ بلا کی شرح میں)،

::: جَلَب ::: لُغت میں اِس کے دو مفہوم ہیں،

ایک (1) یہ کہ زکوۃ اکھٹی کرنے والا شخص لوگوں کے پاس جا کر اُنکے مال کے مُطابق اُن سے زکوۃ وصول کرنے کی بجائے لوگوں کو اُنکے أموال کے ساتھ اپنے پاس بلائے یا کوئی بھی جگہ مقرر کر کے وہاں بلائے اور پھر زکوۃ وصول کرے،

اور (2) گھڑ دوڑ (گھوڑوں کی دوڑ) میں کوئی شخص اپنے اُس گھوڑے کے پیچھے رہے جو دوڑ میں شامل ہے اور شور مچا مچا کر اُسے تیز بھاگنے پر اُکساتا رہے، حدیث شریف میں جِس کام سے منع فرمایا گیا ہے وہ پہلے والا ہے، جیسا کہ نیچے بیان کی گئی حدیث میں اِس کی وضاحت ملتی ہے،

﴿لا جَلَبَ ولا جَنَبَ ، ولاتُؤخَذُ صَدَقَاتُھُم إِلَّا فی دُورِھِم :::نہ جلب ہے نہ جنب ہے اور نہ ہی لوگوں سے اُن کی جگھوں سے ہٹ کر زکوۃ لی جائے﴾سُنن أبی داؤد/حدیث 1588، کتاب الزکوۃ/باب 8 أین تصدق الأموال، مُسندأحمد/حدیث 7024/ مُسند عبداللہ بن عَمرو بن العاص،

::: جَنَب ::: یعنی زکوۃ کے مال کو، یا اُس مال کو جِس پر زکوۃ دی جانی ہے، زکوۃ وصول کرنے والے ذمہ دار شخص سے دُور لے جانا تا کہ وہ زکوۃ وصول کرنے کے لیے اُس کے پیچھے پیچھے آئے اور اِس طرح زکوۃ أدا کرنے کا وقت بھی آگے ہوتا جائے، یعنی جہاں تک بھی ہو سکے زکوۃ أدا کرنے سے بچا جائے، اور یہ بھی کہ شاید اِس مشقت کی وجہ سے زکوۃ وصولی کا ذمہ دار شاید نہ ہی آئے اور زکوۃ دینے سے جان چھوٹ ہی جائے۔(النھایۃ فی غریب الحدیث والأثر، إِمام مجد الدین ابن الأثیر، المادۃ، جنب)۔

احادیث شریفہ میں مذکور کاموں کی تفصیل جاننے کے بعد اِن شاء اللہ ہمیں یہ سمجھنے میں کوئی مشکل نہیں رہے گی کہ یہ سب کام کرنا حرام ہیں۔

::::: نوحہ کرنے اور کروانے والوں (مذکر و مؤنث) کا انجام :::::

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے خلیل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی زُبان شریف سے نوحہ، اور نوحہ کرنے اور کروانے والوں (مذکر و مؤنث) کے انجام کے بارے میں بڑی وضاحت سے اعلان کروائے ہیں،

آیے دِل تھام کر اِن کا مطالعہ کرتے ہیں، اور سوچتے ہیں کہ ہمارے کلمہ گو بھائیوں اور بہنوں میں سے کتنے ایسے ہیں جو اِس انجام کا شِکار دِکھائی دیتے ہیں،

اللہ سُبحانہُ و تعالیٰ اُنہیں، ہمیں اور سارے ہی مُسلمانوں کو ہر اُس کام سے محفوظ رہنے کی توفیق عطاء فرمائے جس پر وہ راضی نہیں اور جس کا انجام آخرت میں تباہی ہے،

::::: (1) ::::: ابو مالک الأشعری رضی اللہ عنہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا﴿أَرْبَعٌ فِي أُمَّتِي مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ لاَ يَتْرُكُونَهُنَّ(1)الْفَخْرُ فِي الأَحْسَابِ وَ(2)الطَّعْنُ فِي الأَنْسَابِ وَ(3) الاِسْتِسْقَاءُ بِالنُّجُومِ وَ(4)النِّيَاحَةُ ، و قال ، النَّائِحَةُ إِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا تُقَامُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِنْ قَطِرَانٍ وَدِرْعٌ مِنْ جَرَبٍ::: میری اُمت میں چار کام جاہلیت (یعنی کفر و شرک) والے ہیں، جنہیں میرے اُمتی چھوڑیں گے نہیں (1) اپنے حسب (و نسل) پر فخر کرنا، اور (2 دُوسروں کے) نسب (سلسلہ نسل) پر طعن کرنا، اور (3) ستاروں کے ذریعے بارش طلب کرنا، اور (4) نوحہ کرنا، اور فرمایا کہ، نوحہ کرنے والی اگر مرنے سے پہلے توبہ نہیں کرے گی تو قیامت والے دِن اِس حال میں اُٹھائی جائے گی کہ اُس پر قطران (1) کی تہہ ہو گی، اور خارش کی دِرع (2)﴾ صحیح مُسلم حدیث 943/کتاب الجنائز/باب 10 تشدید فی النیاحۃ، صحیح ابن حِبان/ حدیث 3143 ، مُسند أحمد/ حدیث 22963، مُسند أبي يعلىٰ / حدیث 1577 ، مستدرک الحاکم/حدیث 1413، سُنن ابن ماجہ/حدیث 1581/باب ۵۱ فی النھی عن النیاحۃ، اور سُنن ابن ماجہ کی حدیث 1582 مختصراً اور اِلفاظ کے تھوڑے فرق کے ساتھ عبداللہ ابن

عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے،

(1) قِطران ایک سیاہ بدبودار اور اشتعال انگیز مادہ کو کہا جاتا ہے، جسے خارش زدہ اونٹوں کی جلد پر لیپ کر دیا جاتا تھا، اور ہے، تاکہ اُس کی حرارت اور حدت سے اُن کی جلد جلے۔

(2) یعنی اُس کی جلد جل جل کر خشک ہو کر اُس کی ہڈیوں پر درع کی طرح چپکی ہو گی جس کی وجہ سے اُس کے پورے جسم پر شدید ترین خارش ہو گی۔

::::: (2) ::::: عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا انس ابن مالک رضی اللہ عنہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ﴿صَوتانِ مَلعُونانِ ، صَوتُ مِزمارٍ عِندَ نَغمَةٍ ، و صَوتُ وَيلٍ عندَ مُصيبَةٍ::: دو آوازوں پر (اللہ کی طرف سے) لعنت ہے، (1) کسی نعمت کے ملنے پر نغمے کی آواز ، اور (2) اور کوئی مُصیبت آنے پر نوحہ (ماتم اور بین وغیرہ) کی آواز﴾، سلسلہ الاحادیث الصحیحۃ/حدیث 427،

::::: (3) ::::: ایک دفعہ ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہُ بیمار ہوئے اور غشی کی کیفیت ہو گئی، اور اُس وقت اُن سر اپنی ایک بیوی کی گود میں تھا، اُس بیوی نے اُن کی یہ حالت دیکھی تو شور کرنے لگی، اُس وقت تو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہُ کوئی بات نہ کر سکے، لیکن جب حواس مکمل طور پر قائم ہوئے تو فرمایا """"""أَنَا بَرِيءٌ مِمَّا بَرِئَ مِنْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرِئَ مِنْ الصَّالِقَةِ وَالْحَالِقَةِ وَالشَّاقَّةِ::: میں اُس سے (کام اور شخصیت) سے بری الذمہ ہوں جِس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے برأت کا اظہار فرمایا، اور بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صالقہ، اور حالقہ اور شاقہ (عورتوں) سے برأت کا اظہار فرمایا """"""، صحیح مُسلم/حدیث 149/کتاب الإیمان/باب 44 تَحرِيمِ ضَرْبِ الْخُدُودِ وَشَقِّ الْجُيُوبِ وَالدُّعَاءِ بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ، صحیح بخاری /کتاب الجنائز/باب 36 مَا يُنْهَى مِنْ الْحَلْقِ عِنْدَ الْمُصِيبَةِ،

[[["""صالقہ """ وہ عورت جو مُصیبت کے وقت میں اپنی آواز بلند کرنے، شور شرابہ کرے، وا ویلا کرے، ماتم اور بین کرے، یا اِسی قِسم کی کوئی بھی اور حرکت کرے،

"""حالقہ """ وہ عورت جو کسی مُصیبت میں پڑنے کی وجہ سے، خاص طور پر کسی کی موت کے سبب اپنے سر منڈوالے، جیسا کہ ہندوؤں میں کیا جاتا ہے،

"""شاقہ """ وہ عورت جو کسی مُصیبت کا شِکار ہونے کی صُورت میں اپنی قمیص پھاڑے، یعنی گریبان چاک کرے، یا اپنے لباس کا کوئی اور جز پھاڑے، جیسا کہ کچھ عورتیں خاوند کی وفات پر اپنے دوپٹے یا چادریں پھاڑ لیتی ہیں]]]

رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے یہ مذکورہ بالا فرامین شریفہ ہمیں بڑی وضاحت سے یہ بتاتے ہیں اور سمجھاتے ہیں کہ نوحہ، بین، اور ماتم کرنا قطعی طور پر حرام کام ہیں، اور نوحہ کرنے والی عورتیں (اگر مرنے سے پہلے سچی توبہ نہیں کر لیتیں تو وہ) جہنمی ہیں، خیال رہے کہ اِس کا یہ مطلب نہیں کہ مَردوں کو نوحہ اور بین وغیرہ کرنے کی اجازت ہے، جی نہیں، اور ہرگز نہیں، اِس کام پر اللہ کی لعنت ہے، پس جو کوئی بھی یہ کام کرے گا اُس لعنت کا مستحق ہو جائے گا اور اللہ کی لعنت پانے والوں کا ٹھکانہ جہنم ہی ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر ایک کلمہ گو اُس کی لعنت اور غیض و غضب سے بچنے کی توفیق عطاء فرمائے،

محترم قارئین، اِن احادیث شریفہ میں عورتوں کے ذِکر کا یہ مطلب نہیں کہ اگر مرد ایسے کام کریں گے تو کوئی حرج نہیں، عورتوں کا ذِکر اِس لیے ہے کہ عورتیں اِن کاموں کو مَردوں کی نسبت بہت زیادہ کرتی ہیں،

پس مشکل، پریشانی، مُصیبت، یا فوتگی وغیرہ کے موقع پر نوحہ، بین، ماتم، چیخ و پکار کرنے والے، غم اور دُکھ کی وجہ سے اپنے لباس پھاڑنے والے، یا سر مُنڈوانے والے، یا اپنے چہرے یا جسم کو پیٹنے والے مرد بھی اُسی سزا کے مستحق ہیں جو یہ کام کرنے والی عورتیں کے لیے ہے،

ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے

اِرشاد فرمایا ﴿لَيْسَ مِنَّا مَنْ سَلَقَ وَحَلَقَ وَخَرَقَ:::جس نے (مُصیبت، دُکھ اور غم وغیرہ کے وقت میں) چیخ چنگھاڑ کی، اور جس نے سر مُنڈوایا، اور جس نے (کپڑوں کو) پھاڑا تو وہ ہم میں سے نہیں﴾ سُنن النسائی/حدیث 1876/کتاب الجنائز/باب 21، صحیح ابن حبان/حدیث 3151/ کتاب الجنائز/باب 2، اِمام الالبانی رحمہُ اللہ نے صحیح قرار دِیا۔

(ملاحظہ:::سالق، اور صالق ایک ہی معنیٰ اور مفہوم رکھتے ہیں، تاج العروس/مادہ س ل ق)

آٹھواں کام 8

::::سانپوں کواِس ڈر سے قتل نہ کرنا کہ وہ انتقام لیں گے، یا انتقام لیتے ہیں::::

::::::: پہلی حدیث ::::::: عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہُ کا کہنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ﴿إِقتلوا الحيَّات كلَّهُن، فَمَن خَافَ ثأرَهُنَّ فلَيس مِنَّا:::سب سانپوں (چھپکلیوں وغیرہ) کو قتل کرو اور جو اُن کے انتقام سے ڈرا (اور اِس ڈر کی وجہ سے اُن کو قتل نہ کیا) تو وہ ہم میں سے نہیں﴾ سنن أبو داؤد/حدیث 5238/أبواب السلام/باب 33 باب فی قتل الحیات، سُنن النسائی/حدیث 3193/کتاب الجہاد/باب 48، صحیح الجامع الصغیر و زیادتہ/حدیث 1149/المشکاۃ 4140۔

::::::: دوسری حدیث ::::::: عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ﴿مَا سَالَمْنَاهُنَّ مُنْذُ حَارَبْنَاهُنَّ وَمَنْ تَرَكَ شَيْئًا مِنْهُنَّ خِيفَةً فَلَيْسَ مِنَّا:::جب سے ہم نے اُن (یعنی سانپوں) کے ساتھ لڑائی شروع کی ہے ہم نے اُنہیں سلامتی نہیں دی جس نے اُن (سانپوں) کو (اُن کے انتقام کے) ڈر کی وجہ سے قتل نہ کیا تو وہ ہم میں سے نہیں﴾ سنن أبی داؤد/حدیث 5237/کتاب الادب/أبواب السلام/باب باب فی قتل الحیات، اور امام ابو داؤد رحمہُ اللہ کی اِس روایت کو اِمام الالبانی رحمہُ اللہ

نے صحیح قرار دِیا،

أبو ھریرہ رضی اللہ عنہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا﴿مَا سَالَمْنَاهُنَّ مُنْذُ حَارَبْنَاهُنَّ وَمَنْ تَرَكَ شَيْئًا مِنْهُنَّ خِيفَةً فَلَيْسَ مِنَّا:::جب سے ہم نےاُن (یعنی سانپوں) کے ساتھ لڑائی شروع کی ہے ہم نے اُنھیں سلامتی نہیں دی جِس نے اُن (سانپوں) کو (اُنکے انتقام کے) ڈر کی وجہ سے قتل نہ کیا تو وہ ہم میں سے نہیں﴾تعلیقات الحسان علیٰ صحیح ابن حبان/حدیث5615/کتاب الحظر و الإباحۃ/ باب 4 ، سنن أبي داؤد/حدیث5250/کتاب الادب/أبواب السلام/ باب باب فی قتل الحیات،إمام الالبانی رحمہُ اللہ نے امام ابو دواد رحمہُ اللہ کی روایت کو حسن صحیح قرار دِیا،اورإِمام الالبانی رحمہُ اللہ نےامام ابن حبان رحمہُ اللہ کی اِس روایت کو حسن اور گواہ کے طورپر صحیح کہاہے،

::::: فقہ الحدیث ::: حدیث کی تشریح اور أحکام :::::

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی ہر بات اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی اُمت کے لیے سبق رکھتی ہے اور خاص طورپر عقیدے کی اِصلاح کے لیے خاص مفہوم رکھتی ہے،اُوپر بیان کی گئ دونوں أحادیث شریفہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے ایک شرکیہ عقیدے کا اِنکار فرمایا ہے،اور اُس کو رَد فرماتے ہوئے اپنی اُمت کے عقیدے کی درستگی کے لیے یہ اِرشاد فرمایاہے﴿فَمَن خَافَ ثأرهُنَّ فَلَيس مِنّا:::اور جو اُن کے انتقام سے ڈرا (اور اِس ڈر کی وجہ سے اُن کو قتل نہ کیا) تو وہ ہم میں سے نہیں﴾اور﴿مَن تَرَكَ قَتل شيءٍ مِنهُنَّ خِيفَةً فَلَيس مِنا:::جِس نےاُن (سانپوں) کو (اُنکے انتقام کے) ڈر کی وجہ سے قتل نہ کیا تو وہ ہم میں سے نہیں﴾،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اپنی اُمت کے عقیدے کی اِصلاح اور مضبوطی کے لیے یہ مذکورہ بالا وضاحتیں اِرشاد فرمائیں،کیونکہ اُس وقت کے عرب معاشرے میں بھی کئی دیگر معاشروں کی طرح یہ عقیدہ پایا جاتا تھا کہ سانپ کو مارنے سے اُس سانپ کے رشتہ دار مارنے

والے سے انتقام لیتے ہیں،
اور اِس عقیدے کی وجہ سے لوگ سانپوں کو مارنے سے ڈرتے تھے،
اور یہ بات آج بھی ہے، ہمارے معاشرے میں اکثر زبانوں پر، اور کتابوں میں ، اور نشر و اشاعت کے دیگر وسائل میں اِس قِسم کی کہانیاں ملتی ہیں جو اِس عقیدے کی غماز ہوتی ہیں، ولا حول ولا قوۃ إِلا باللہ، اللہ تعالیٰ ہم سب کو حق جاننے اُسے قُبول کرنے اور اُس پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے اور اُسی پر ہمارا خاتمہ فرمائے،

::::::: مزید توجہ طلب مسائل ::::::: اوپر بیان کی گئی اَحادیث شریفہ میں تو ہر قِسم کے سانپوں کو قتل کرنے کا حُکم ملتا ہے، لیکن چند دوسری اَحادیث مُبارکہ میں دو قسم کے سانپوں کے لیے الگ حُکم ملتا ہے،
ہمیں اِن سب احکام کا اچھی طرح سے مطالعہ کر کے اِن کا عِلم رکھنا چاہیے اور اِن کو نشر کرنا چاہیے ، تا کہ ہمارے مُسلمان بھائیوں بہنوں اور مُسلم معاشرے کی اِصلاح میں ہمارا حصہ بھی رہے ،
دو قسم کے سانپوں کے بارے میں الگ احکام درج ذیل ہیں :::
::::: (1) ::::: ایک قِسم کے سانپ کو مارنے سے منع کیا گیا، لہذا اِس معاملے میں یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ ہر قِسم کے سانپوں میں سے ایک قِسم کے سانپوں کو نہیں مارا نہیں جائے گا،
::::: (2) ::::: اور ایک قِسم کے سانپوں کو مارنے سے پہلے اُن سانپوں کو تنبیہ (warning) کی جائے گی،

::::: کِس قِسم کے سانپوں کو مارنے کی ممانعت ہے :::::

::::: (1) ::::: اِیمان والوں کی والدہ محترمہ، امی جان عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ﴿أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم نَهَى عَنْ قَتْلِ حَيَّاتِ الْبُيُوتِ إِلاَّ الأَبْتَرَ وَذَا الطُّفْيَتَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَخْطَفَانِ أَوْ قَالَ يَطْمِسَانِ الأَبْصَارَ وَيَطْرَحَانِ الْحَمْلَ مِنْ بُطُونِ النِّسَاءِ وَمَنْ تَرَكَهُمَا فَلَيْسَ مِنَّا:::رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ

وسلم نے گھروں میں پائے جانے والے جِنّان کو قتل کرنے سے منع فرمایا، سوائے اُس کے جس کی دُم بہت چھوٹی سی ہوتی ہے اور وہ جِس کی کمر پر دو دھاریاں بنی ہوتی ہیں، کیونکہ یہ (دونوں) بینائی کو چھین لیتے ہیں، یا فرمایا کہ، مٹا دیتے ہیں اور عورتوں کے پیٹ سے حمل گرا دیتے ہیں اور بینائی ختم کر دیتے ہیں﴾مُسند اَبی یعلی الموصلی/حدیث4341/مُسند عائشہ رضی اللہ عنہا کی دوسری حدیث، مُسند اَحمد/حدیث24511/ حدیث عائشہ رضی اللہ عنھا کی پہلی حدیث، اِس حدیث کے بارے میں اِمام اَبو بکر الہیثمی رحمہُ اللہ نے کہا"""اَحمد کی روایت کے راوی صحیح روایات والے ہیں"""، بحوالہ المجمع الزوائد/کتاب الصید و الذبائح/باب النھی عن قتل عوامر البیوت/باب32۔

:::::: (2) :::::: سعید ابن المسیب رحمہُ اللہ کا کہنا ہے کہ ایک دفعہ ایک عورت اِیمان والوں کی والدہ محترمہ امی جان عائشہ رضی اللہ عنہا و اَرضاھا کے پاس حاضر ہوئی تو اُن رضی اللہ عنہا کے ہاتھ میں ایک نیزہ تھا، اُس نے پوچھا، اے ایمان والوں کی امی جان، آپ اِس سے کیا کرتی ہیں،

تو انہوں نے اِرشاد فرمایا""" یہ چھپکلیوں (کو قتل کرنے) کے لیے ہے"""،

کیونکہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے ہمیں بتایا تھا﴿أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ شَىْءٌ إِلاَّ يُطْفِئُ عَلَى إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ إِلاَّ هَذِهِ الدَّابَّةُ. فَأَمَرَنَا بِقَتْلِهَا . وَنَهَى عَنْ قَتْلِ الْجِنَّانِ إِلاَّ ذَا الطُّفْيَتَيْنِ وَالأَبْتَرَ فَإِنَّهُمَا يُطْمِسَانِ الْبَصَرَ وَيُسْقِطَانِ مَا فِى بُطُونِ النِّسَاءِ::: کہ جب ابراہیم (علیہ السلام) کو آگ میں ڈالا گیا تو (جائے وقوع کے قریب) زمین میں پر چلنے والا (رینگنے والا) کوئی ایسا جانور نہ تھا جس نے آگ بجھائی (کی کوشش) نہ (کی) ہو، سوائے چھپکلی کے، یہ ابراہیم علیہ السلام پر آگ (کو تیز کرنے کے لیے) پھونکتی رہی، لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اسے قتل کرنے کا حکم فرمایا، اور ہمیں جِنّان کو قتل کرنے سے

منع فرمایا، سوائے دو دھاری والے کے، اور چھوٹی دُم والے کے کیونکہ یہ دونوں بینائی ختم کر دیتے ہیں اور جو کچھ عورتوں کے پیٹ میں ہوتا ہے وہ گرا دیتے ہیں﴾سُنن النسائی /حدیث/2844کتاب الحج/باب 85،امام الالبانی رحمہُ اللہ نے صحیح قرار دیا،

::::: (3) ::::: ابن ابی مُلیکہ رحمہُ اللہ کا کہنا ہے کہ ، عبداللہ ابن عُمر رضی اللہ عنہُما و اَرضاہُما سب ہی سانپوں کو قتل کر دِیا کرتے تھے، پھر انہوں نے ایسا کرنے سے منع کر دِیا اور (منع کرنے کا سبب بتاتے ہوئے)فرمایا﴿ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدَمَ حَائِطًا لَهُ فَوَجَدَ فِيهِ سِلْخَ حَيَّةٍ فَقَالَ انْظُرُوا أَيْنَ هُوَ فَنَظَرُوا فَقَالَ اقْتُلُوهُ ::: نبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اُن کے باغ کی دیوار گرائی تو اُس (دیوار) میں ایک سانپ کی اتاری ہوئی کھال دیکھی، تو اِرشاد فرمایا، دیکھو کہ سانپ کہاں ہے ؟، صحابہ نے سانپ دیکھ لیا، تو (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے)اِرشاد فرمایا، اُسے قتل کر دو﴾،

اس لیے میں سانپوں کو قتل کیا کرتا تھا، پھر (ایک دفعہ) میری ملاقات ابو لبابہ (البدری رضی اللہ عنہُ) سے ہوئی تو انہوں نے مجھے خبر دی کہ ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ﴿ لَا تَقْتُلُوا الْجِنَّانَ إِلَّا كُلَّ أَبْتَرَ ذِي طُفْيَتَيْنِ فَإِنَّهُ يُسْقِطُ الْوَلَدَ وَيُذْهِبُ الْبَصَرَ فَاقْتُلُوهُ :::جِنّان کو قتل مت کرو، سوائے اس کے جس کی دُم کٹی ہوتی ہے، (یا اتنی چھوٹی ہوتی ہے گویا کہ کٹی ہوئی ہو)،اور سوائے اُس کے جِس کی کمر پر دو دھاریاں بنی ہوتی ہیں، کیونکہ یہ (دونوں قِسم کے سانپ) حمل ضائع کر دیتے ہیں ، اور بینائی ختم کر دیتے ہیں﴾ صحیح البُخاری/حدیث 3311/کتاب بدء الخلق/باب 15، صحیح مُسلم/ حدیث 2233/کتاب قتل الحیات وغیرہ/پہلا باب،اُوپر لکھے ہوئے الفاظ صحیح البُخاری کی روایت کے ہیں،

اور سُنن ابی داؤد میں اس کے یہ الفاظ ہیں کہ ﴿ نَهَى عَنْ قَتْلِ الْجِنَّانِ الَّتِي تَكُونُ فِي الْبُيُوتِ إِلاَّ أَنْ يَكُونَ ذَا الطُّفْيَتَيْنِ وَالأَبْتَرَ فَإِنَّهُمَا يَخْطِفَانِ الْبَصَرَ وَيَطْرَحَانِ مَا

فِی بُطُونِ النِّسَاءِ::: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم) نے جِنّان جو کہ گھروں میں ہوتے ہیں، انہیں قتل کرنے سے منع فرمایا، سوائے اس کے کہ وہ جِنّان دو دھاری والوں میں سے ہو، اور چھوٹی دُم والا ہو، کیونکہ یہ دونوں (قِسم کے سانپ) بینائی چھین لیتے ہیں، اور جو کچھ عورتوں کے پیٹ میں ہوتا ہے نکال دیتے ہیں﴾ سُنن ابو داؤد/حدیث/5255 کتاب الادب/باب/175،

اِس مذکورہ بالا حدیث شریف سے ہمیں یہ بھی پتہ چلا کہ پہلے ہر قِسم کے سانپوں کو مارنے کا عام حکم فرمایا گیا تھا، پھر اُس حکم میں تبدیلی فرما کر اسے مُقیّد فرما دِیا گیا،

اِمام ابن حجر العسقلانی رحمہ ُاللہ نے فتح الباری شرح صحیح البُخاری میں لکھا،

""" ::: جِنَّان ::: جان کی جمع ہے، اور جان چھوٹے سے باریک ہلکے وزن والے سانپ کو کہتے ہیں، اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جان وہ سانپ ہوتا ہے جو باریک اور سفید رنگ کا ہوتا ہے"""،

اِمام الترمذی رحمہ ُاللہ نے اِمام ابن المبارک رحمہ ُاللہ کا قول نقل کیا ہے کہ،

"""جان وہ سانپ ہے جو چاندی کی طرح (چمکدار رنگت والا) ہوتا ہے، اور اُسکی چال سیدھی ہوتی ہے"""،

عام طور پر""" جِنَّان """سے مُراد چھوٹے سانپ ہوتے ہیں،

::: أبتر ::: اُس سانپ کو کہا جاتا ہے جِس کی دُم چھوٹی سی ہوتی ہے، اور عموماً اُس کی رنگت نیلی سی ہوتی ہے،

::: ذی طفیتین ::: وہ سانپ جِس کی پُشت پر دو سُفید یا سُفیدی مائل دھاریاں ہوتی ہیں،

مذکورہ بالا سب احادیث شریفہ کے مطالعہ سے یہ مسئلہ واضح ہوا کہ گھروں میں دِکھائی دینے والے سانپوں میں سے دو دھاری والے، اور چھوٹی دُم والے سانپوں کو فوراً قتل کر دیا جانا چاہیے کیونکہ یہ سانپ دو خوفناک کام کرتے ہیں،

::::: (1) :::::: بینائی ختم کر دیتے ہیں، اور،

::::: (2) :::::: حاملہ عورتوں کا حمل گِرا دیتے ہیں،

اس کے بعد گھروں میں دِکھائی دینے والے سانپوں کو قتل کرنے کے حکم میں سے ایک احتیاطی کاروائی ، کے حکم کے بارے میں مطالعہ کریں گے ، وہ احتیاطی کاروائی گھروں میں دِکھائی دینے والے سانپوں کو قتل کرنے سے پہلے انہیں تنبیہ کرنے کی ہے ،

::::: کن سانپوں کو تنبیہ کی جائے گی :::::

یہاں سے آگے چلنے سے پہلے میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ کچھ ایسے لوگوں کے شبہات کا جواب دیا جائے جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم، اور بالخصوص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے فرامین مبارکہ کو اپنی ناقص اور جہالت زدہ عقلوں کے مطابق سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں ، اور اس میں علمیت کا رنگ بھرنے کے لیے انہیں جدید سائنسی علوم کی معلومات کے مطابق پرکھنے کی کوشش کرتے ہیں،

اور اگر اپنی جہالت کی وجہ سے ایسی کوئی معلومات حاصل نہ کر سکیں تو معاذ اللہ صحیح ثابت شدہ احادیث شریفہ کا تو انکار ہی کر ڈالتے ہیں اور قُرآن کریم کی آیات مبارکہ کی باطل تاویلات کرنے لگتے ہیں،

جبکہ قُرآن کریم اور صحیح ثابت شدہ احادیث شریفہ سائنسی معلومات کا ذریعہ نہیں ہیں، اور اُن پر """إِيمان بالغيب""" رکھنے کا حکم ہے، لیکن اِس کی توفیق ہر کسی کو نصیب نہیں ہوتی، خاص طور پر کسی ایسے کو تو نہیں ہوتی جو اپنی عقل، ذاتی سوچ و فِکر اور مادی علوم کو اللہ اور اُس کے خلیل محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے اقوال اور افعال کی جانچ کی کسوٹی بناتا ہے،

ایسے ہی جاھلوں میں سے کچھ اِن صحیح ثابت شدہ احادیث پر بھی اعتراض کرتے ہیں، کیونکہ اُن کی عقلوں میں یہ بات نہیں آ پاتی کہ کوئی سانپ کس طرح کسی کی بینائی ضائع کر سکتا ہے ؟؟؟ اور کس طرح کسی حاملہ عورت کا حمل گرا سکتا ہے ؟؟؟

میں یہاں کچھ زیادہ تفصیلات ذِکر نہیں کروں گا ، بس اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ جدید علوم میں سے جانوروں کی صِفات اور عادات سے متعلق علم میں یہ چیز معروف ہے کہ سانپوں میں ایسے بھی ہیں

جو کافی فاصلے سے اپنا زہر فوارے کی صُورت میں پھینکتے ہیں ، اور اگر وہ زہر کسی کی آنکھ میں داخل ہو جائے ، اور مناسب وقت کے اندر اندر اس کا کوئی علاج نہ کیا جائے تو اُس آنکھ کی بینائی ہمیشہ کے لیے جاتی رہتی ہے ،

ایسے سانپوں کو عام طور پر "Spitting Snakes,Rinkhals cobra, Ringhals cobra" وغیرہ کہا جاتا ہے، اور ان کی کئی مختلف اقسام بتائی جاتی ہیں ،

ان معلومات کو انٹرنیٹ پر بھی بڑی آسانی سے دیکھا جا سکتا ہے ، مثال کے طور پر درج ذیل لنکس :

http://www.helium.com/items/2272293-snake-facts-rinkhals-cobra

http://www.britannica.com/EBchecked/topic/504089/ringhals

http://www.tigerhomes.org/animal/spitting-cobra.cfm

http://en.wikipedia.org/wiki/Snakebite

http://www.ajtmh.org/content/25/3/525.full.pdf

http://informahealthcare.com/doi/abs/10.3109/15563659309000372

اور عورتوں کا حمل گر جانے کے بارے میں درج ذیل لنکس دیکھیے :::

http://www.supplements.annemergmed.com/PDF/Pregnancy.pdf

عربی سمجھنے والوں کے لیے درج ذیل لنک پر بہت شاندار اور مدلل معلومات میسر ہیں ، جس میں اس قسم کے سانپوں کا حجاز کے علاقوں میں پائے جانے اور ان کے زہر کے ساتھ سائنسی طور پر تجربات کرنے کا ذِکر ہے۔

http://www.ebnmaryam.com/vb/t122787-2.html

عقل پرستوں ، اور خُود فہمیوں کے مارے ہوئے لوگوں کی جہالت اگر اِن حقائق کا عِلم نہیں رکھتی تو یہ اُن کی بد عقلی اور جہالت کی ایک اور کھلی نشانی ہے ، نہ کہ صحیح ثابت شدہ احادیث شریفہ میں کسی کمی کی ، اور اگر وہ لوگ یہ معلومات رکھتے ہیں تو پھر اِس بات کی دلیل ہے کہ وہ لوگ جان بوجھ کر اللہ کے رسول کریم محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے خِلاف کام کر رہے ہیں ، اور اپنے خبث

باطن کو چھپانے کے لیے اللہ کی کتاب قُرآن مجید کا نام استعمال کرتے ہیں،
بلکہ صحیح ثابت شدہ احادیث مبارکہ میں ایسی باتوں کا عِلم عطا فرمانا جن کا عِلم اُس وقت کے اِنسانی معاشرے میں نہ تھا، اور پھر وقت کے ساتھ ساتھ اُس عِلم کے لیے جدید علوم میں سے گواہیوں کا میسر ہونا اس بات کے دلائل میں سے ہے کہ احادیث شریفہ اللہ کی طرف سے وحی کی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی زبان مبارک پر جاری ہوتی تھیں، اور یہ ہی وہ وحی ہے، جسے ہم مُسلمانوں کے عُلماء """وحی غیر متلو، یعنی تلاوت نہ کی جانے والی وحی """کہتے ہیں، اور جِس کی گواہی خود اللہ جلّ وعُلا نے یہ فرما کر دی کہ ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى ○ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى ○ عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَى﴾:::اور وہ (محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم) اپنی خواہش کے مطابق بات نہیں فرماتے ○ اُن کی بات تو صِرف اُن کی طرف کی گئی وحی ہے ○ جو وحی انہیں بہت زیادہ قوت والے (فرشتے جبریل) نے سکھائی﴾ سُورت النجم (53)/آیات 3،4،5،
پس جو کوئی اپنی بد دماغی کو حدیث ءِ رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی پرکھ کی کسوٹی بناتا ہے وہ عملی طور پر اللہ کے اِس مذکورہ بالا فرمان کا اِنکار کرتا ہے، اور قُرآن مجید کا مخالف ہے،

اِن احادیث شریفہ کی شرح کرنے والے ہمارے اِماموں رحمہم اللہ نے اِن کے بارے میں بہت صدیوں پہلے ہی بہت شاندار قِسم کی علمی معلومات مہیا کر رکھی ہیں، اگر میں اُن سب کا ذِکر یہاں کرنے لگوں تو بات کافی لمبی ہو جائے گی، صِرف ایک اِمام ربانی، اِمام ابن القیم الجوزیہ رحمہُ اللہ کی پیش کردہ شرح میں سے ایک اقتباس پڑھتے ہیں:::

""""وَلَا رَيْبَ أَنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ خَلَقَ فِي الْأَجْسَامِ وَالْأَرْوَاحِ قُوًى وَطَبَائِعَ مُخْتَلِفَةً وَجَعَلَ فِي كَثِيرٍ مِنْهَا خَوَاصَّ وَكَيْفِيَّاتٍ مُؤَثِّرَةً وَلَا يُمْكِنُ لِعَاقِلٍ إِنْكَارُ تَأْثِيرِ الْأَرْوَاحِ فِي الْأَجْسَامِ فَإِنَّهُ أَمْرٌ مُشَاهَدٌ مَحْسُوسٌ وَأَنْتَ تَرَى الْوَجْهَ كَيْفَ يَحْمَرُّ حُمْرَةً شَدِيدَةً إِذَا نَظَرَ إِلَيْهِ مَنْ يَحْتَشِمُهُ وَيَسْتَحِي مِنْهُ وَيَصْفَرُّ صُفْرَةً شَدِيدَةً عِنْدَ نَظَرِ مَنْ يَخَافُهُ إِلَيْهِ وَقَدْ شَاهَدَ النَّاسُ مَنْ يَسْقَمُ مِنَ النَّظَرِ وَتَضْعُفُ قُوَاهُ وَهَذَا

كُلُّهُ بِوَاسِطَةِ تَأْثِيرِ الْأَرْوَاحِ وَلِشِدَّةِ ارْتِبَاطِهَا بِالْعَيْنِ يُنْسَبُ الْفِعْلُ إِلَيْهَا وَلَيْسَتْ هِيَ الْفَاعِلَةَ وَإِنَّمَا التَّأْثِيرُ لِلرُّوحِ وَالْأَرْوَاحُ مُخْتَلِفَةٌ فِي طَبَائِعِهَا وَقُوَاهَا وَكَيْفِيَّاتِهَا وَخَوَاصِّهَا فَرُوحُ الْحَاسِدِ مُؤْذِيَةٌ لِلْمَحْسُودِ أَذًى بَيِّنًا وَلِهَذَا أَمَرَ اللَّهُ ـ سُبْحَانَهُ ـ رَسُولَهُ أَنْ يَسْتَعِيذَ بِهِ مِنْ شَرِّهِ وَتَأْثِيرُ الْحَاسِدِ فِي أَذَى الْمَحْسُودِ أَمْرٌ لَا يُنْكِرُهُ إِلَّا مَنْ هُوَ خَارِجٌ عَنْ حَقِيقَةِ الْإِنْسَانِيَّةِ وَهُوَ أَصْلُ الْإِصَابَةِ بِالْعَيْنِ فَإِنَّ النَّفْسَ الْخَبِيثَةَ الْحَاسِدَةَ

تَتَكَيَّفُ بِكَيْفِيَّةٍ خَبِيثَةٍ وَتُقَابِلُ الْمَحْسُودَ فَتُؤَثِّرُ فِيهِ بِتِلْكَ الْخَاصِّيَّةِ وَأَشْبَهُ الْأَشْيَاءِ بِهَذَا الْأَفْعَى فَإِنَّ السُّمَّ كَامِنٌ فِيهَا بِالْقُوَّةِ فَإِذَا قَابَلَتْ عَدُوَّهَا انْبَعَثَتْ مِنْهَا قُوَّةٌ غَضَبِيَّةٌ وَتَكَيَّفَتْ بِكَيْفِيَّةٍ خَبِيثَةٍ مُؤْذِيَةٍ فَمِنْهَا مَا تَشْتَدُّ كَيْفِيَّتُهَا وَتَقْوَى حَتَّى تُؤَثِّرَ فِي إِسْقَاطِ الْجَنِينِ وَمِنْهَا مَا تُؤَثِّرُ فِي طَمْسِ الْبَصَرِ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْأَبْتَرِ وَذِي الطُّفْيَتَيْنِ مِنَ الْحَيَّاتِ إِنَّهُمَا يَلْتَمِسَانِ الْبَصَرَ وَيُسْقِطَانِ الْحَبَلَ

وَمِنْهَا مَا تُؤَثِّرُ فِي الْإِنْسَانِ كَيْفِيَّتُهَا بِمُجَرَّدِ الرُّؤْيَةِ مِنْ غَيْرِ اتِّصَالٍ بِهِ لِشِدَّةِ خُبْثِ تِلْكَ النَّفْسِ وَكَيْفِيَّتِهَا الْخَبِيثَةِ الْمُؤَثِّرَةِ وَالتَّأْثِيرُ غَيْرُ مَوْقُوفٍ عَلَى الِاتِّصَالَاتِ الْجِسْمِيَّةِ كَمَا يَظُنُّهُ مَنْ قَلَّ عِلْمُهُ وَمَعْرِفَتُهُ بِالطَّبِيعَةِ وَالشَّرِيعَةِ بَلِ التَّأْثِيرُ يَكُونُ تَارَةً بِالِاتِّصَالِ وَتَارَةً بِالْمُقَابَلَةِ وَتَارَةً بِالرُّؤْيَةِ وَتَارَةً بِتَوَجُّهِ الرُّوحِ نَحْوَ مَنْ يُؤَثِّرُ فِيهِ وَتَارَةً بِالْأَدْعِيَةِ وَالرُّقَى وَالتَّعَوُّذَاتِ وَتَارَةً بِالْوَهْمِ وَالتَّخَيُّلِ، وَنَفْسُ الْعَائِنِ لَا يَتَوَقَّفُ أَعْمَى فَيُوصَفُ لَهُ الشَّيْءُ فَتُؤَثِّرُ نَفْسُهُ فِيهِ وَإِنْ لَمْ يَرَهُ وَكَثِيرٌ مِنَ الْعَائِنِينَ يُؤَثِّرُ فِي الْمَعِينِ بِالْوَصْفِ مِنْ غَيْرِ رُؤْيَةٍ وَقَدْ قَالَ تَعَالَى لِنَبِيِّهِ ﴿ وَإِنْ يَكَادُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَيُزْلِقُونَكَ بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ ﴾ [سُورَةُ الْقَلَمِ/آيَة 51].

وَقَالَ ﴿ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ﴾،

فَكُلّ عَائِنٍ حَاسِدٌ وَلَيْسَ كُلّ حَاسِدٍ عَائِنًا فَلَمّا كَانَ الْحَاسِدُ أَعَمّ مِنْ الْعَائِنِ كَانَتْ الِاسْتِعَاذَةُ مِنْهُ اسْتِعَاذَةً مِنْ الْعَائِنِ وَهِيَ سِهَامٌ تَخْرُجُ مِنْ نَفْسِ الْحَاسِدِ وَالْعَائِنِ نَحْوَ الْمَحْسُودِ وَالْمَعِينِ تُصِيبُهُ تَارَةً وَتُخْطِئُهُ تَارَةً ::: اِس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ سُبحانہُ وتعالیٰ نے (مخلوق کے جسموں اور رُوحوں میں مختلف طبیعتیں اور قوتیں بنائی ہیں، اور اُن میں سے بہت سی (طبیعتیں اور قوتیں عام معمول سے دُور رکھتے ہوئے) خاص اور اثر کرنے والی بنائی ہیں، کسی (درست) عقل والے کے لیے اس بات کا اِمکان نہیں ہے کہ وہ روح کے (کسی دُوسرے) اجسام میں اثر ہونے کا اِنکار کرے، کیونکہ یہ ایسا معاملہ ہے جو مشاھدہ میں ہے اور احساس کی حُدود میں ہے،

پس تم (اپنے روزمرہ کے معمولات میں یہ) دیکھتے ہو کہ جب (کوئی) کسی ایسے شخص کو دیکھے جس سے وہ شرم کرتا ہو، جس سے حیاء کرتا ہو تو دیکھنے والا کا چہرہ سرخ ہو جاتا ہے (خاص طور پر مؤنث کے چہرے پر یہ اثر زیادہ نمایاں ہوتا ہے، بشرطیکہ وہ حیاء والی ہو، فِطرت کی اِس خو بصورت اوردل نشین صِفت سے خود کوآزاد کرنے والی نہ ہو)،

اور (تم دیکھتے ہو) کہ جب (کوئی) کسی ایسے شخص کو دیکھے جِس سے وہ ڈرتا ہو، تو دیکھنے والا کا چہرہ پیلا ہو جاتا ہے، اور یہ بھی لوگوں کے مشاھدے میں ہے کہ لوگ نظر (بد لگنے) کی وجہ سے بیمار پڑ جاتے ہیں، کمزور ہو جاتے ہیں، یہ سب کچھ رُوح کی تاثیر کے ذریعے ہوتا ہے،

رُوح کا ربط آنکھ کے ساتھ بہت زیادہ ہونے کی وجہ سے رُوح کی تاثیر کو آنکھ سے منسوب کیا گیا، جب کہ (درحقیقت) آنکھ بذات خود اِس قسم کا اثر کرنے والی چیز نہیں، بلکہ تاثیر رُوح کی ہوتی ہے، اور رُوحیں اپنی طبعیتوں، قوتوں، کیفیات اور خصوصیات میں (ایک دُوسرے سے) مختلف ہوتی ہیں،

پس حَسد کرنے والی رُوح محسُود (جس سے حَسد کیا جاتا ہے) کے لیے واضح طور پر نقصان پہنچانے والی ہوتی ہے، اِسی لیے اللہ سُبحانہُ و تعالیٰ نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم) کو یہ حکم فرمایا کہ وہ (صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم) حَسد کرنے والوں سے اللہ کی پناہ طلب فرمایا کریں،

حَسد کرنے والے کی محسود پر نقصان دہ تاثیر ایسا معاملہ ہے جس سے صِرف وہی انکار کر سکتا ہے جو انسانیت کی حقیقت (سمجھنے کی عقل وفراست) سے خارج ہو،

اور یہی (رُوحوں کی تاثیر) نظر لگنے کی اصلیت ہے،

بُرے نفس، حَسد کرنے والے ہوتے ہیں ایسے نُفوس بُری کیفیات کے ہی حامل ہوتے ہیں، اور (جب) یہ محسُود کے سامنے آتے ہیں تو اس بُری کیفیت کا محسُود پر اثر ہوتا ہے، اور ایسے نفوس کے جیسی چیزوں میں سب سے زیادہ قریبی چیز سانپ ہے، اُس کا زہر اُس میں قوت کے ساتھ خفیہ رہتا ہے، اور جب یہ سانپ اپنے دشمن کے سامنے آتا ہے تو اُس کے غصے کی طاقت پھوٹ پڑتی ہے، اور یہ بُری اور نقصان دینے والی صِفت سے مغلوب ہو جاتا ہے، پس اِن سانپوں میں سے کچھ تو ایسے ہوتے ہیں جِس کی یہ بُری صِفت اِس قدر طاقتور ہو جاتی ہے کہ وہ حمل تک گرا دیتے ہیں، اور اِن سانپوں میں سے ایسے بھی ہیں جو بینائی ختم کر دیتے ہیں، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ہے، اور اِن سانپوں میں سے ایسے بھی ہیں جو اپنے نفس کی برائی کی قوت کی وجہ سے اِنسانوں پر کسی مادی تعلق (ربط، اتصال) کے بغیر ہی اپنا اثر کر دیتے ہیں،

اور (یاد رکھیے کہ ایسی) اثر پذیری کے لیے جسمانی ربط ضروری نہیں ہوتا، جیسا کہ طبعی اور شرعی علوم سے جاھلوں کا خیال ہے، بلکہ نُفوس کا اثر بعض اوقات جسمانی تعلق ہونے سے ہوتا ہے، تو بعض اوقات صِرف آپنے سامنے ہو جانے سے ہوتا ہے، اور بعض اوقات صِرف نظر ملنے سے ہو جاتا ہے، اور بعض اوقات کسی روح کی دوسرے کی طرف توجہ سے (جس کی طرف توجہ کی جائے)اثر ہو جاتا ہے، اور بعض اوقات دعاؤں سے،اور بعض اوقات جھاڑ پھونک (دَم وغیرہ) کرنے سے، اور بعض اوقات (شر اور شریر سے) پناہ طلب کرنے والے کلمات سے اثر ہو جاتا ہے، اور (تو اور) بعض اوقات تو صِرف (اپنے خود ساختہ، یا لاشعور کے بنائے ہوئے) وھم اور تخیل سے اثر ہو جاتا ہے،

اور نظر لگانے والا نفس کو اندھا پن (بھی) نہیں روکتا، کہ اگر کسی (ایسے نفس والے) اندھے کو

بھی کسی چیز کے بارے میں بتایا جائے (جس چیز سے وہ حسد کرے) تو اُس کا (بُرا نظر لگانے والا) نفس اُس چیز میں اثر کرتا، اور وہ اُس چیز کو دیکھ نہیں رہا ہوتا، اور (یہ معاملہ بھی مشاھدے میں ہے کہ) بہت سے نظر لگانے والے، کسی کو دیکھے بغیر صِرف اُس کے بارے میں کچھ معلومات پا کر ہی اسے نظر کا شکار کر لیتے ہیں، اور (اِسی لیے، اور اسی چیز کو سمجھاتے ہوئے)اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے اِرشاد فرمایا ﴿وَإِنْ يَكَادُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَيُزْلِقُونَكَ بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ :::اور بالکل قریب تھا کہ کافر آپ کو اُن کی نظروں کے ساتھ پِھسلا دیں، جب انہوں نے (یہ) ذِکر (قُرآن کریم) سُنا﴾سُورت القلم (68)/آیت 51،

اور اِرشاد فرمایا ہے ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ○ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ○ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ ○ وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ ○ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ::: (اے محمد) کہیے میں صُبح کے رب کی پناہ طلب کرتا ہوں ○اُس شر سے جو اُس نے تخلیق فرمایا ○اور اندھیری رات کے شر سے جب وہ چھا جائے ○اور گانٹھوں (گرہوں) پر پڑھ پڑھ کر پھونکنے والیوں کے شر سے ○اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے﴾سُورت الفلق (113)،

پس (اللہ کے اس کلام کی روشنی میں بھی یہ ثابت ہوا کہ) ہر حاسد نظر لگانے والا ہوتا ہے، اسی لیے نظر لگانے والا حاسدوں کی گنتی میں ہوتا ہے، لہذا حاسد سے پناہ طلب کرنا، نظر لگانے والے سے پناہ طلب کرنے کو شامل کر لیتا ہے، اور نظر ایسا تیر ہوتی ہے جو حسد کرنے والے نفس میں سے محسود اور نظر کا شکار ہونے والے کی طرف نکلتا ہے، جو تیر کبھی تو نشانے پر لگتا ہے اور کبھی نشانہ چُوک جاتا ہے """"""، زاد المعاد فی ھدی خیر العباد/ فصل الرّدّعَلی مَنْ أَنكَرَ الْإِصَابَةَ بِالْعَيْنِ اور فصل الْحَاسِدُ أَعَمّ مِنَ الْعَائِنِ۔

پس واضح ہوا کہ کسی مخلوق کا کسی دُوسری مخلوق پر مختلف طرح سے اثر انداز ہونا اللہ تبارک و تعالیٰ کے فرامین سے ثابت شدہ ہے، اور ایسی ہی کچھ تاثیر کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم

کی اِن مذکورہ بالا احادیث شریفہ میں دی گئی ہے ،
جس کی تائید اللہ تبارک و تعالیٰ نے جدید علوم کے ذریعے بھی مہیا فرما دی ، اب اِس کے بعد بھی اگر کوئی اِن صحیح ثابت شدہ احادیث مُبارکہ کا اِنکار کرے ، یا اِن پر اعتراض کرے تو میں یہی دُعا کرتا ہوں کہ اللہ جلّ وعلاءُ اُن لوگوں کو ہدایت دے ، اور اگر اللہ تعالیٰ کی مشیئت میں اُن کے لیے ہدایت نہیں ہے تو اللہ جلّ جلالہُ اپنی ساری ہی مخلوق کو اُن لوگوں کے شر سے محفوظ فرما دے ،

::::: کِن سانپوں کو تنبیہ کی جائے گی :::::

::::: (1) ::::: عبداللہ ابن عُمر رضی اللہ عنہما و أرضاہُما کا کہنا ہے کہ ایک دفعہ میں ایک سانپ کو قتل کرنے کی کوشش میں تھا کہ أبو لبابہ (رضی اللہ عنہُ) نے مجھے ایسا کرنے سے منع کیا ، تو میں نے کہا کہ ﴿رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے سانپوں کو قتل کرنے کا حکم فرمایا ہے﴾ ،

تو أبو لُبابہ (رضی اللہ عنہُ) نے کہا ﴿إِنَّهُ نَهَى بَعْدَ ذَلِكَ عَنْ ذَوَاتِ الْبُيُوتِ ، وَهِىَ الْعَوَامِرُ ::: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے (تمام سانپوں کو مارنے کے حکم کے) بعد میں گھروں میں رہنے والے عوامر (یعنی سانپوں کی شکل میں ، اِنسانوں کے گھروں میں رہنے والے جِنّوں) کو قتل کرنے سے منع فرما دیا تھا﴾ صحیح البخاری / حدیث 3298 / کتاب بدء الخلق / باب 14 ،

☜☜☜ ایک اضافی فائدہ ::: اس حدیث شریف یہ بھی پتہ چلا کہ ہر صحابی رضی اللہ عنہُ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی ہر بات کا پتہ نہیں ہوا کرتا تھا، جو کچھ اُس نے خود سے نہ سنا ، اُس کے بارے میں تب ہی جانتا تھا جب اُسے اپنے کسی دوسری صحابی بھائی رضی اللہ عنہُ سے کوئی خبر ملتی ، رضی اللہ عنہم اجمعین ،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے گھروں میں رہنے والے جنّات کو قتل کرنے سے منع کرنے کا سبب بھی بیان فرمایا اور اپنی عادتِ مُبارک کے مُطابق اپنی اُمت پر رحمت و شفقت کرتے ہوئے اُس کی مکمل وضاحت فرمائی ، ملاحظہ فرمایے :::

أبي سعيد الخُدری رضی اللہ عنہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ﴿إِنَّ بِالْمَدِينَةِ نَفَرًا مِنَ الْجِنِّ قَدْ أَسْلَمُوا فَمَنْ رَأَى شَيْئًا مِنْ هَذِهِ الْعَوَامِرِ فَلْيُؤْذِنْهُ ثَلاَثًا فَإِنْ بَدَا لَهُ بَعْدُ فَلْيَقْتُلْهُ فَإِنَّهُ شَيْطَانٌ:::مدینہ میں کچھ جن مُسلمان ہو چکے ہیں ، لہٰذا جب تم لوگ گھروں میں کوئی سانپ دیکھو تواُنہیں تین دفعہ تنبیہ کرو، اگراِس کے بعد بھی وہ نظر آئے تو اُسے قتل کر دو کیونکہ وہ شیطان ہے﴾ صحیح مُسلم/حدیث 2236،کتاب السلام/باب 37/ قتل الحیات و غیرھا کی آخری حدیث،

اِن مذکورہ بالا أحادیث کی شرح میں لکھا گیا،

""""""اگر تین دفعہ تنبیہ کرنے اور گھر سے نکل جانے یا ظاہر نہ ہونے اور نُقصان نہ پہنچانے کا کہہ دینے کے بعد بھی وہ سانپ نظر آئے تو اُسے قتل کیا جائے گا،کیونکہ اِس طرح یہ بات یقینی ہو جائے گی کہ وہ مُسلمان جِنّات (جنوں) میں سے نہیں، لہٰذا اُس کو قتل کرنا حرام نہیں، کیونکہ اس کو قتل کرنے کا حق مل گیا، اِس لیے اللہ تعالیٰ اُس کے رشتہ داروں میں سے کِسی کو بھی ہرگز یہ موقع نہیں دے گا کہ وہ قتل کرنے والے سے اِنتقام لے،

اوراِن أحادیث شریفہ کے مفہوم کے بارے میں علماءِ کرام کی دو رائے ہیں :::

::::: (1) ::::: گھروں میں رہنے یا نظر آنے والے سانپوں کو قتل کرنے سے پہلے تنبیہ کرنے کا معاملہ صرف مدینہ کے گھروں کے لیے خاص ہے،

::::: (2) ::::: أحادیث کے عام اِلفاظ کے مطابق یہ حُکم تمام دُنیا کے گھروں کے لیے ہے، رہا معاملہ گھروں سے باہر والے سانپوں کو تو اُن کو فوراًاور ہر حال میں قتل کرنے کا حُکم واضح ہے اور اُسکی شرح میں سب کا اتفاق ہے""""""، شرح إِمام النووی علٰی صحیح مُسلم، اور فتح الباری شرح صحیح البُخاری، اور التمھید لاَبن عبدالبر۔

☜☜☜ یہاں ایک بات کی طرف توجہ دلانا ضروری خیال کرتا ہوں کہ سانپوں کو تنبیہ کرنے کے لیے کوئی خاص اِلفاظ کِسی صحیح حدیث میں نہیں ملتے،

ایک ضعیف یعنی کمزور، نا قابل روایت ہے جِس کے اِلفاظ کو عام طور پر سانپوں کو تنبیہ کرنے کے لیے بطورِ سُنّت استعمال کیا جاتا ہے لیکن ایسا کرنا دُرست نہیں کیونکہ یہ روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم کے اِلفاظ کے طور پر ثابت شدہ نہیں، لہذا اُن اِلفاظ کو سُنّت سمجھنا اور سُنّت سمجھ کر استعمال کرنا قطعاً دُرست نہیں، وہ ضعیف (کمزور، نا قابل حُجت) روایت درج ذیل ہے،

((((إِذا ظهرت الحية في المسكن فقولوا لها :: إِنا نسألكِ بعهد نوحٍ وبعهد سليمان بن داؤد أن لا تؤذينا ، فإن عادت فأقتلوها ::: اگر کِسی گھر میں سانپ نظر آئے تو اُسے کہو """ ہم تمہیں نوح اور سلیمان بن داؤد کے ساتھ کیے ہوئے عہد کے واسطے سے سوال کرتے ہیں کہ ہمیں نقصان مت پہنچانا """، اگر یہ کہنے کے بعد بھی وہ واپس نظر آئے تو اُسے قتل کر دو)))) سُنن الترمذی/حدیث 1483/کتاب الاحکام و الفوائد/ باب 2 ما جاء فی قتل الحیات، سُنن أبو داؤد/حدیث 5249/أبواب السلام/باب 33 فی قتل الحیات، تفصیلات کے لیے إِمام الالبانی رحمہُ اللہ کی کتاب سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ/حدیث 1507، ملاحظہ فرمایے۔

الحمد للہ، یہاں تک کی معلومات کی روشنی میں یہ بالکل واضح ہو گیا کہ گھروں میں پائے جانے والے سانپوں کو قتل کرنے کا حکم مُقید ہے، اور گھروں سے باہر پائے جانے والے سانپوں کو قتل کرنے کا حکم عام ہے، اور جو دو قِسم کے سانپوں کے بارے میں یہ خبر دی گئی ہے کہ وہ بینائی ختم کر دیتے ہیں، اور حاملہ عورتوں کا حمل گرا دیتے ہیں، وہ خبر بالکل حق ہے، جس کا ثبوت قُرآن کریم میں سے بھی میسر ہوا، اور جدید عُلوم کی اُن """ جدید تحقیقات """ سے بھی، کہ جِن تحقیقات پر کچھ مُسلمان، عملی طور پر، اللہ کے قُرآن اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے فرامین سے زیادہ اِیمان رکھتے ہیں۔ ولا حول و لا قوۃ اِلا باللہ۔

گھروں میں پائے جانے والے سانپوں کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے """ چھکلیوں """ کو بھی قتل کرنے کا حکم فرمایا ہے،

جس کا کچھ ذِکر امی جان عائشہ رضی اللہ عنہا و أرضاھا کی بیان فرمودہ ایک حدیث شریف میں کچھ

دیر پہلے کیا گیا ہے،

اِس موضوع اور مسئلے کی، اور دیگر کچھ جانوروں کو مارنے کے احکام کی تفصیل کے لیے آپ صاحبان درج ذیل لنک پر موجود معلومات کا مطالعہ فرمایے، اِن شاءِ اللہ اِس موضوع کے عِلاوہ اور بھی بہت سی مفید معلومات حاصل ہوں گی، اُس مضمون کے سات حصے ہیں، درج ذیل لنک پہلے حصے کا ہے، اُسی کے آخر میں آپ دیگر حصوں کے لنکس پا سکتے ہیں: http://bit.ly/1bDDXCc

----

نواں کام 9

:::::::تیر اندازی سیکھنے کے بعد اُسے ترک کر دینا، بُھلا دینا:::::

::::::: عُقبہ بن عامر رضی اللہ عنہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ﴿مَنْ عَلِمَ الرَّمْيَ ثُمَّ تَرَكَهُ فَلَيْسَ مِنَّا أَوْ قَدْ عَصَى::: جِس نے تیر اَندازی سیکھی اور پھر تیر چلانا ترک کر دیا وہ ہم میں سے نہیں (یا یہ فرمایا کہ) یقیناً اُس نے (اللہ اور اُس کے رسول کی) نافرمانی کی﴾ صحیح مسلم/حدیث/1919 کتاب الإمارۃ/باب 52،

::::: فقہ الحدیث ::: حدیث کی تشریح اور أحکام :::::

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا یہ مذکورہ بالا فرمان مُبارک، ہمیں یہ سمجھاتا ہے کہ ہم مُسلمانوں میں سے جِس نے جنگی اور دفاعی عُلوم میں سے کوئی عِلم سیکھا خاص طور پر تیر اَندازی، اور دُور سے دُشمن پر نیزہ یا بھالا وغیرہ پھینک کر وار کرنا، اور ہر زمانے میں پائے جانے والا کوئی ایسا حربہ جو اِن ہتھیاروں جیسا ہو،

جیسا کہ ہمارے اِس زمانے میں مختلف قِسم کی بندوقیں، راکٹس، میزائیلز وغیرہ ہیں، تو جو کوئی اِس قِسم کا کوئی فن سیکھے اور پھر اُس کو اللہ کی راہ میں اِستعمال نہ کرے تو وہ گناہ گار ہے کیونکہ اِس طرح

وہ نہ صِرف خود کو کمزوری کی طرف مائل کرتا ہے بلکہ جو عِلم تمام مُسلمانوں کے دِفاع اور اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے اِستعمال کیا جا سکتا ہے اُس کو اپنے تک محدود کر کے تمام اُمت کا نقصان کرتا ہے،
ممکن ہے میرے یہ اِلفاظ پڑھنے والوں میں سے کِسی کے دِل میں یہ خیال آئے کہ حدیث میں بات تو تیر اندازی کی ہے، لیکن صاحبِ کتاب یہاں """ دیگر ہتھیاروں ، اور جنگی اور دفاعی علوم """ کو کیوں اور کیسے شامل کر رہا ہے ؟؟؟

لہذا، اِس معاملے کو کچھ تفصیل سے پڑہتے ہیں، اور اچھی طرح سے سمجھتے ہیں اِن شاء اللہ تعالیٰ،
"""رمیٰ""" کا لفظی معنیٰ ہے """پھینکنا"""،

اور """الرمیٰ""" کا عام مفہوم ہے """تیر اندازی"""،

اور اِسی کے مطابق حدیث شریف کے اِلفاظ کا ترجمہ کیا گیا ہے، لیکن،
اِس """الرمیٰ""" کے مفہوم میں """نیزہ بازی""" اور """دُشمن کو مارنے کے لیے کوئی بھی ہتھیار دُشمن کی طرف پھینکنا""" شامل ہے،
اِس مفہوم کے پیش نظر یہ کہا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے فرمان ﴿ مَنْ عَلِمَ الرَّمْيَ ثُمَّ تَرَكَهُ فَلَيْسَ مِنَّا أَوْ قَدْ عَصَى ::: جِس نے تیر اندازی سیکھی اور پھر تیر چلانا ترک کر دیا وہ ہم میں سے نہیں (یا یہ فرمایا کہ) یقیناً اُس نے (اللہ اور اُس کے رسول کی) نافرمانی کی ﴾ کو صرف تیر اندازی تک محدود نہیں کیا جا سکتا،
"""الرمی""" کے اِس وسیع مفہوم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے فرمان ﴿ وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِينَ مِنْ دُونِهِمْ لَا تَعْلَمُونَهُمُ اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ ::: اور اُن (کافروں) کے (مقابلے) کے لیے تیاری رکھو، قوت میں سے، اور گھوڑوں (سواریوں) میں سے، جِس کے ذریعے تُم لوگ اللہ کے دُشمنوں اور تُمہارے دُشمنوں (یعنی کافروں) کو خوف زدہ

(دہشت زدہ) رکھ سکو اور اُن کافروں کے عِلاوہ جو دوسرے (دُشمن) ہیں (اُن کو بھی خوف زدہ رکھ سکو)﴾سورت الأنفال(8)/آیت60، کی تفسیر بیان کرتے ہوئے تین مرتبہ اِرشاد فرمایا ﴿وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ أَلاَ إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْىُ أَلاَ إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْىُ أَلاَ إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْىُ:::اور جتنی قُوت بھی تمہاری استطاعت میں ہو،اُس میں سے اُن (کافروں) کے (مُقابلے کے) لیے تیاری رکھو، (اور سمجھ رکھو کہ) بے شک قوت (کا مطلب) پھینکنا ہے، بے شک قوت (کا مطلب) پھینکنا ہے، بے شک قوت (کا مطلب) پھینکنا ہے﴾ صحیح مُسلم/ حدیث 1917/کتاب الأمارۃ/باب 52/پہلی حدیث،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے اِس فرمان مُبارک سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ """الرَّمیُ"""کا مفہوم صرف تیر اندازی تک محدود نہیں رکھا جا سکتا، اگر ایسا ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم """الرَّمیُ""" کو عام رکھنے کی بجائے خاص طور پر تیر اندازی کا ذِکر فرماتے اور اپنی عادت مُبارکہ کے مُطابق بات کو مکمل طور پر واضح فرماتے جیسا کہ بوقت ضرورت دوسری أحادیث میں فرمایا، مثلاً،

عُقبہ بن عامر رضی اللہ عنہُ کی ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا﴿إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يُدْخِلُ بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ ثَلاَثَةَ نَفَرٍ الْجَنَّةَ (1) صَانِعَهُ يَحْتَسِبُ فِي صَنْعَتِهِ الْخَيْرَ وَ(2) الرَّامِيَ بِهِ وَ(3) مُنْبِلَهُ ، وَارْمُوا وَارْكَبُوا وَأَنْ تَرْمُوا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ تَرْكَبُوا لَيْسَ مِنَ اللَّهْوِ إِلاَّ ثَلاَثٌ (1) تَأْدِيبُ الرَّجُلِ فَرَسَهُ وَ(2) مُلاَعَبَتُهُ أَهْلَهُ وَ(3) رَمْيُهُ بِقَوْسِهِ وَنَبْلِهِ وَمَنْ تَرَكَ الرَّمْىَ بَعْدَ مَا عَلِمَهُ رَغْبَةً عَنْهُ فَإِنَّهَا نِعْمَةٌ تَرَكَهَا ـــ إنَّ اللَّهَ يُدّخِلُ بِسَهمِ الواحِدِ ثلاثة نفر الجَنَّة (1) صانعهُ الذی أحتسب فيصَنعَهُ الخَير (2) و مُتنبلُهُ (3) و الرامی، و أرموا و أركبوا و إن ترمُوا أحب إِليَّ مِن أن تركبوا ، و ليس مِن اللهو إِلَّا ثلاثة(1)تؤديب الرجُلُ فُرسَهُ (2)و ملاعبتهُ زوجَتَهُ (3) و رَميهِ بِنُبلِهِ عن قومِهِ و مَن عَلمَ الرمی ثمَ تركَهُ فهی نعمة

کَفَرَھَا:::بے شک اللہ تعالیٰ ایک تیر کے ذریعے تین آدمیوں کو جنّت میں داخل کرے گا (1) وہ جس نے نیک نیّت سے اَجر و ثواب حاصل کرنے کے لیے تیر بنایا، اور (2) جس نے وہ تیر (اللہ کی راہ میں) چلانے والے تک پہنچایا، اور (3) جس نے (اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے) وہ تیر پھینکا (چلایا)، اور تُم لوگ تیر اندازی کیا کرو اور گھڑ سواری کیا کرو، اور مجھے زیادہ پسند یہ ہے کہ تُم لوگ گھڑ سواری کرنے کی بجائے تیر اندازی کیا کرو، اور کھیل کود میں سے سوائے تین کاموں کے کوئی بھی جائز نہیں (1) اپنے گھوڑے کو تربیت دینا، اور (2) اپنی بیوی کے ساتھ (پیار و محبت سے متعلق) کھیل کرنا، اور (3) اپنی قوم کی طرف سے تیر اندازی کرنا، اور جس نے پھینکنا (یعنی دُشمن کی طرف ہتھیار پھینک کر اُس پر وار کرنے کا فن) سیکھا اور پھر چھوڑ دِیا اُس نے اِس نعمت (یعنی اِس انداز میں وار کرنے کے فن) کا کُفر کیا﴾ المستدرک الحاکم / حدیث 2467، کتاب الجھاد / حدیث 92 اِمام الذہبی رحمہُ اللہ نے صحیح قرار دِیا۔

اِس حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے تیر پھینکنے یا چلانے کو صرف """الرَّمِيُ""" کہہ کر نہیں فرمایا بلکہ مزید وضاحت سے اِرشاد فرمایا کہ """رمیہ بنبلہ""" """یعنی""" آدمی کا اپنا تیر پھینکنا یا چلانا """ واضح کر دیا،

(نَبَّلَ ، الرجل ::: تیر دینا، النَبِلَ، مصدر، واحد، نَبلَۃ: ج: نِبَال، وآنبَال ونُبلان)

سعد بن اَبی وقاص رضی اللہ عنہُ سے روایت ہے کہ غزوہ اُحد والے دِن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ﴿إِنَّ أنبلُوا سَعداً ، أرمِ یا سعد رمیٰ اللَّہ لکَ ، أرمِ فِدَاکَ أبِي و أُمي::: (اے لوگو) سعد کو تیر دو، (اور اے) سعد (تیر) پھینکو، اللہ تمہارے لیے (یہ تیر) پھینکے، پھینکو (اے سعد) میرے ماں باپ تُم پر قُربان ہوں﴾ المستدرک الحاکم / حدیث 2467 / کتاب الجھاد / حدیث 97، اِمام الذہبی رحمہُ اللہ نے صحیح قرار دِیا۔

اِس واقعہ کی دیگر روایات کے حوالہ جات درج ذیل ہیں :::

صحیح بخاری/حدیث 4055،/4059 کتاب المغازی/باب 18، صحیح مُسلم/حدیث/6390 کتاب فضائل الصحابہ/باب 5،مُسند احمد/حدیث/720/مُسند علی بن ابی طالب میں سے حدیث رقم 148، صحیح ابن حبان/حدیث/6988 کتاب التاریخ،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی طرف سے محبت اور کرم نوازی کا یہ انداز کہ اپنے والدین قربان کرنے تک کا فرمانا، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہُ کے علاوہ بھی ایک دو صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں مروی ہے، تفصیل کے لیے "شرح صحیح مُسلم للنووی/کتاب فضائل الصحابہ رضی اللہ عنہم / باب 5 بَاب فِي فَضْلِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ" ملاحظہ فرمایے۔

دسواں کام 10

::::: اپنی چیز کے عِلاوہ کسی اور (کی) چیز کے بارے میں اپنا ہونے کا دعویٰ کرنا :::::

::::::: أبي ذر الغِفاری رضی اللہ عنہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ﴿لَيسَ مِن رَجلٍ ادَّعىٰ غَيرِ أَبِيهِ و هُوَ يَعلمُهُ إِلَّا كَفَرَ ، وَمَن أَدَّعىٰ مَا لَيسَ لَهُ فَلَيسَ مِنَّا ، و ليَتَبَوَّا مَقعَدَهُ مِن النَّارِ ، وَمَن دَعَا رَجلاً بالكُفرِ ، أو قَالَ : عَدُو اللَّهِ: وَ لَيسَ كَذَلِكَ ، إِلَّا حَارَ عَلِيهِ::: جو کوئی بھی جانتے بوجھتے ہوئے خود کو اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی اولاد ظاہر کرتا ہے، وہ کفر کرتا ہے، اور جو کوئی بھی اپنی چیز کے علاوہ کسی اور (کی) چیز کے بارے میں اپنا ہونے کا دعویٰ کرتا ہے وہ ہم میں سے نہیں، اور ایسا کرنے والا اپنا ٹھکانہ آگ (جہنم) میں بناتا ہے، اور جس کسی نے بھی کسی دوسرے (مُسلمان) کو """کافر""" کہا، یا کہا """اے اللہ کے دُشمن"""، اور حقیقت میں ایسا نہیں، تو (ناحق دُوسرے کو کافر کہنے یا اللہ کا دُشمن کہنے کی وجہ سے) یہ کافر ہونا یا اللہ کا دُشمن ہونا اِس کہنے والے پر ہی آپڑتا

ہے﴾ صحیح مُسلم/حدیث 61/کتاب الایمان/باب 27،مُسند أحمد 21797/الأدب المفرد للبخاری/حدیث 433۔

:::::::: سُنن ابن ماجہ میں یہ روایت ہے کہ ﴿مَن أَدَّعىٰ مَا لَيسَ لَهُ فَلَيسَ مِنَّا ، و لِيَتَبَوَّا مَقعَدَهُ مِنَ النَّارِ:::جس نے کسی ایسی چیز کا مالک ہونے کا دعویٰ کیا وہ شخص ہم میں سے نہیں،اور وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالیتاہے﴾حدیث 2319/کتاب الأحکام/باب 6،

::::: فقہ الحدیث ::: حدیث کی تشریح اور اَحکام :::::

مذکورہ بالا احادیث شریفہ میں سے ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ اپنے والد کے علاوہ کسی اور کی ولدیت اختیار کرنا حرام ہے اور اس قدر بڑا گناہ ہے کہ اُسے کفر قرار دِیا گیا،

اور کسی دوسرے کی کسی چیز کا مالک ہونے کا دعویٰ کرنا بھی حرام ہے،اور اس قدر بڑا گناہ ہے کہ یہ گناہ کرنے والے کو مسلمانوں میں سے باہر قرار دیا گیا،اور جہنم میں اُس کا ٹھکانا بن جاتا ہے۔

گیارواں کام، بارہواں کام،اور تیرہواں کام 11،12،13

::::: چھوٹوں پر رحم نہ کرنا،بڑوں کی عِزت نہ کرنا،عُلماء کی عِزت نہ کرنا :::::

:::::::: (پہلی حدیث) :::::::: أبو ھریرہ رضی اللہ عنہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا﴿مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَيَعْرِفْ حَقَّ كَبِيرِنَا فَلَيْسَ مِنَّا:::جو کوئی ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا،اور ہمارے بڑوں کا حق نہیں سمجھتا(اور ادا نہیں کرتا)تو وہ ہم میں سے نہیں﴾المُستدرک الحاکم/حدیث 7352،سُنن أبي داؤد/حدیث 4943/کتاب الادب/باب 66 کی آخری حدیث،سُنن الترمذی/حدیث/2044 کتاب البر والصلة/باب 15،مُصنف ابن ابی شیبہ/حدیث 25359،مُسند أحمد/حدیث 7073،

:::::::: (دُوسری حدیث) :::::::: عُبادہ بن صامت رضی اللہ عنہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا﴿لَيْسَ مِنْ أُمَّتِي مَنْ لَمْ يُجِلَّ كَبِيرَنَا

وَيَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَيَعْرِفْ لِعَالِمِنَا:::وہ میری اُمت میں سے نہیں جس نے ہمارے بڑوں کی عِزت نہ کی اور ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کِیا اور ہمارے عُلماء کا حق نہ پہچانا(اور ادا نہ کیا) ﴾مُسند أحمد/حدیث/23425حدیث عُبادہ بن صامت میں سے حدیث رقم91، حدیث حَسن ہے، صحیح الجامع الصغیر وزیادتہ/حدیث5443،

::::::: (تیسری حدیث) ::::::: ابی اُمامہ رضی اللہ عنہ ُسے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا﴿لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَجِلَّ كَبِيرَنَا، وَيَرْحَمْ صَغِيرَنَا::: وہ ہم میں سے نہیں جِس نے ہمارے بڑوں کی عِزت نہ کی، اور ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کِیا﴾معجم الکبیر للطبرانی/حدیث7922،إِمام علی بن ابی بکر الہیثمی رحمہُ اللہ نے مجمع الزوئد/کتاب الأدب/باب 1توقیر الصغیر میں لکھا کہ اِس حدیث کی سند حسن ہے،

::::::: (چوتھی حدیث) ::::::: اَنس رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اِرشاد نے فرمایا﴿لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَيُوَقِّرْ كَبِيرَنَا::: وہ ہم میں سے نہیں ہے جِس نے ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کِیا اور ہمارے بڑوں کی عِزت نہ کی﴾سُنن الترمذی/حدیث/2043کتاب البر والصلۃ/باب15،إِمام الالبانی رحمہُ اللہ نے صحیح قرار دِیا۔

چودہواں کام 14

::::: مونچھیں چھوٹی نہ کرنا:::::

زید ابن اَرقم رضی اللہ عنہُ نے فرمایا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا کہ﴿مَنْ لم يأْخُذ مِن شَارِبِهِ فَلَيس مِنَّا:::جِس نے اپنی مُونچھوں میں سے (بال) نہیں لیا، وہ ہم میں سے نہیں﴾سُنن الترمذی/حدیث2760/باب16 ما جاء فی قص الشارب، سُنن الکُبریٰ للنسائی/حدیث 14/کتاب الطھارۃ /أبواب الفطرۃ/حدیث9293، سُنن النسائی (المجتبیٰ)/حدیث 13/

باب 13 قص الشارب،

::::::: ابن عُمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ﴿خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ، وَفِّرُوا اللِّحَى، وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ::: مُشرکوں کی مخالفت کرو، داڑھیوں کو (کاٹنے تراشنے سے بچاؤ، اور بھرپور طور پر) مکمل رکھو، اور مُونچھوں کو ہلکا کرو﴾ صحیح بخاری/حدیث/5892 کتاب اللباس/باب 64 باب تَقْلِيمِ الأَظْفَارِ، صحیح مُسلم/حدیث/625 کتاب الطہارۃ/باب 15 باب خصال الفِطرۃ،

(((صحیح مُسلم کی روایت میں مونچھیں ہلکی کرنے کا ذِکر پہلے ہے اور داڑھیاں بچائے رکھنے کا بعد میں، اور دونوں روایات میں مُشرکوں کی مخالفت کرنے کا حکم آغاز میں ہی ہے)))

::::::: اور صحیح بخاری کی دوسری رویات کے الفاظ ہیں کہ ﴿انْهَكُوا الشَّوَارِبَ ، وَأَعْفُوا اللِّحَى::: مُونچھوں کو ہلکا کرو، اور داڑھیوں کو معاف کرو﴾ صحیح بخاری/حدیث/5893 کتاب اللباس/باب 65 باب إِعْفَاءِ اللِّحَى،

::::::: ابو ہُریرہ رضی اللہ عنہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ﴿جُزُّوا الشَّوَارِبَ وَأَرْخُوا اللِّحَى خَالِفُوا الْمَجُوسَ::: مُونچھوں کو چھوٹا کرو، اور داڑھیوں کو جھکاؤ (یعنی بڑھاؤ، اور اِس طرح بھی)، مجوسیوں کی مخالفت کرو﴾ صحیح مُسلم/حدیث/626 کتاب الطہارۃ/باب 15 باب خصال الفِطرۃ،

::::: فقہ الحدیث ::: حدیث کی تشریح اور أحکام :::::

مذکورہ بالا احادیث شریفہ میں مشترکہ طور پر یہ حکم دِیا گیا ہے کہ ہم مُسلمان مشرکوں اور کافروں کی، اور بالخصوص مجوسیوں اور یہودیوں کی مخالفت کریں، اور ہمارے حُلیے کسی طور کوئی ایسا انداز نہ رکھتے ہوں جو اُن لوگوں کے حُلیوں میں ہوتے ہیں،

داڑھیاں مونڈھنا، اور کترنا، مُشرکین، عیسائیوں، اور یہودیوں کے انداز میں سے تھا، اور مونچھیں

بڑھانا، لمبی کرنا ایرانی آتش پرست مجوسیوں کی عادت تھی،

الحمدُ للہ میں نے """فِطرت کی سنتیں ::: http://bit.ly/11SH4ZD """ میں اِسی موضوع پر بات کرتے ہوئے، مذکورہ بالا احادیث شریفہ میں سے دُوسری حدیث مُبارک کی شرح میں لکھا تھا:::

"""""" اِسی طرح مونچھوں کو بالکل مونڈھ دینا بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے اِس حکم کی، اور راویِ حدیث صحابی رضی اللہ عنہ ُ کی سُنّت کی، اور سُنّتِ فطرت کی خِلاف ورزی ہے،

عبداللہ ابن عُمر رضی اللہ عنہما اِس حدیث کے راوی ہیں اور یہ حدیث صحیح مُسلم /کتاب الطھارۃ /باب 16 خصال الفطرۃ میں ہے، اور صحیح البُخاری/کتاب اللباس/ باب 63 قُص الشارب، میں اِمام البُخاری رحمہ ُ اللہ نے تعلیقاً روایت کیا کہ:::

"""ابن عُمر اپنی مونچھیں اتنی ہلکی کرتے تھے کہ نیچے سے جِلد کی سُفیدی دِکھائی دیتی تھی اور مُونچھوں اور داڑھی کے درمیانی حصے سے بھی بال اُتارتے تھے"""،

اِمام الالبانی رحمہ ُ اللہ نے """سلسلہ الاَحادیث الموضوعہ و الضعیفہ/حدیث 4056""" کی تخریج کے آخر میں لکھا """(اِمام) الطحاوی نے (شرح المعانی میں) اِس اثر (یعنی عبداللہ ابن عُمر رضی اللہ عنہما کے اِس فعل) کو مُختلف سندوں سے روایت کیا، جِن میں سے کچھ صحیح ہیں"""۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے کِسی حکم کی سب سے بہترین شرح خُود اُن کے اپنے عمل یا فعل سے ملتی ہے اُس کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے اقوال و افعال سے،

اور کِسی حدیث کو روایت کرنے والے صحابی رضی اللہ عنہ ُ کا قول و فعل اُس مسئلے، یا اُس کام، یا اُس بات کے بارے میں سب سے زیادہ بہترین شرح ہوتی ہے جو اُنھوں نے روایت کیا ہو،

لہٰذا عبداللہ ابن عُمر رضی اللہ عنہما کا یہ فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے حکم کی سب سے بہترین عملی تشریح ہے۔""""""،

::::::یہاں ایک اور بات، ایک اور مسئلہ بھی بہت اچھی طرح سے سمجھ لینا چاہیے کہ اگر آج ہم لوگ اپنی روایات مشرکوں اور کافروں کے جیسی اختیار کر چکے ہیں، اور وہ لوگ ہمارے حلیوں میں دِکھائی دیتے ہیں تو اِس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ شریعت کے احکام تبدیل ہو گئے ہیں، جیسا کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ """اب تو یہودیوں، عیسائیوں اور دیگر کافروں نے بھی داڑھیاں رکھی ہوتی ہیں، اور اُن میں کئی مُونچھیں بھی کترتے ہیں"""،

ایسی باتیں سوچنے اور کرنے والوں کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہم مُسلمانوں کے لیے احکام اور معیار وہی ہیں جو اللہ سُبحانہُ و تعالیٰ اور اُس کے خلیل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے مقرر فرمائے ہیں، نہ کہ وہ، جو لوگ کرتے ہیں،

قارئین کرام، ایک دفعہ پھر مذکورہ بالا احادیث شریفہ پر غور فرمایے، کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے مُشرکوں اور مجوسیوں کی مخالفت کرنے کا عام حکم فرمایا ہے، اور اُس مخالفت کے مختلف انداز میں سے خاص طور پر دو انداز کا ذِکر فرمایا ہے کہ اے مسلمانوں اپنی داڑھیاں مت کاٹو، مت کترو، بلکہ اُنہیں بچائے رکھو، اُنہیں بڑھاؤ، اور مُونچھوں کو مت بڑھاؤ بلکہ اُنہیں کاٹو، اور کترو اور ہلکی رکھو،

جیسا کہ یہ حکم بھی فرمایا کہ ﴿إِنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى لاَ يَصْبُغُونَ، فَخَالِفُوهُمْ ::: یقیناً یہودی اور عیسائی (اپنے بالوں کو) رنگ نہیں دیتے، لہذا تم لوگ اُن کی مخالفت کرو﴾ صحیح بخاری/حدیث 3462/کتاب احادیث الانبیاء/باب 50، صحیح مُسلم/حدیث 5632/کتاب اللباس و الزینۃ/باب 25،

اور اِرشاد فرمایا ﴿خَالِفُوا الْيَهُودَ فَإِنَّهُمْ لاَ يُصَلُّونَ فِي نِعَالِهِمْ وَلاَ خِفَافِهِمْ ::: یہودیوں کی مخالفت کرو، کہ وہ لوگ نہ توجوتے پہن کر نماز پڑھتے ہیں اور نہ ہی چمڑے کی جرابیں پہن کر﴾ سُنن ابی داؤد/حدیث/652 کتاب الصلاۃ/باب 91، إِمام الالبانی رحمہُ اللہ نے صحیح قرار دِیا،

اِن سب مذکورہ بالا احادیث شریفہ کے ذریعے یہ واضح ترین ہو جاتا ہے کہ مُشرکوں، اور کافروں

کی مخالفت کرنے کا حکم عام ہے اور ہمیں اپنے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا یہ حکم اپنی زندگی کے ہر معاملے میں یاد بھی رکھنا چاہیے اور اِس پر عمل بھی کرنا چاہیے،

خاص طور پر اُن معاملات میں تو بہت زیادہ خیال رکھنا چاہیے جن کا باقاعدہ نام لے کر ذِکر فرمایا گیا ہے، پس اے مُسلمان بھائیو، اپنی داڑھیوں کو کاٹنے، کُترنے اور مونڈھنے سے معاف رکھو، اُنہیں اِس ظلم سے بچاؤ، اُنہیں بڑھاؤ، اور اپنی مُونچھوں کو کاٹو، کُترو، ہلکا کرو، چھوٹا رکھو۔

محترم قارئین، الحمد للہ ہم سب اچھی طرح سے سمجھتے ہیں کہ جو بات، جو سوچ، جو فِکر اللہ اور اُس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے احکامات اور تعلیمات کے خِلاف ہو وہ شیطانی ہوتی ہے،

آپ صاحبان، اللہ کے رسول کریم محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے ابھی ابھی ذِکر کیے گئے اِن مذکورہ بالا احکام پر توجہ فرمایے، اور پھر اِن شیطانی باتوں کی حقیقت سمجھیے کہ """مُونچھ نہیں تو مَرد نہیں"""، یا """مُونچھ تو مردانگی کی عِلامت ہے""" وغیرہ، وغیرہ،

اُخروی طور پر مُونچھ کو مردانگی کی دلیل یا عِلامت وغیرہ سمجھنا اللہ کے رسول کریم محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے احکام مُبارک کی ضِد اور مخالفت بھی ہے، اور دُنیاوی امور کے لحاظ سے بھی یہ معاملہ تقریباً سب ہی کے عِلم اور مُشاھدے میں ہے کہ مُونچھ برداروں میں سے ہزاروں ایسے ہوتے ہیں جو مردانگی کے تقریباً سارے ہی معاملات میں صِفر ہوتے ہیں،

پس ہمیں وہ کام اختیار کرتے ہوئے کسی قِسم کی شرم یا ہچکچاہٹ نہیں کرنی چاہیے، جِس کام میں ہمارے دِین، دُنیا اور آخرت کی بھلائی ہو۔

پندرہواں کام 15

::::: غیر مُسلموں کی مُشابہت اختیار کرنا، نقالی کرنا :::::

::::::: جابر رضی اللہ عنہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ﴿مَنْ تَشَبَّهَ بِغَيْرِنَا فَلَيْسَ مِنَّا, وَلَا تُسَلِّمُوا بِتَسْلِيمِ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى. فَإِنَّ تَسْلِيمَ الْيَهُودِ بِالْأَكُفِّ، وَتَسْلِيمَ النَّصَارَى بِالْإِشَارَةِ::: جس نے ہمارے (یعنی مُسلمانوں کے) عِلاوہ کسی اور کی مُشابہت اختیار کی (نقالی کی) وہ ہم میں سے نہیں، اور تُم لوگ یہودیوں اور عیسائیوں کے سلام کی طرح سلام مت کرو، کہ یہودیوں کا سلام ہتھیلیوں سے اِشارہ کرنا ہے، اور عیسائیوں کا سلام (ہاتھ کی انگلیوں سے) اِشارہ کرنا ہے﴾ مُسند الشامین/حدیث 503/ مَا انْتَهَى إِلَيْنَا مِنْ مُسْنَدِ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ/ثور، عن ابی الزبیر میں سے دُوسری حدیث،

::::::: رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ﴿لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَشَبَّهَ بِغَيْرِنَا. لَا تَشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ وَلَا النَّصَارَى. فَإِنَّ تَسْلِيمَ الْيَهُودِ الْإِشَارَةُ بِالْأَصَابِعِ. وَتَسْلِيمَ النَّصَارَى الْإِشَارَةُ بِالْأَكُفِّ::: جس نے ہمارے (یعنی مُسلمانوں کے) عِلاوہ کسی اور کی مُشابہت اختیار کی (نقالی کی) وہ ہم میں سے نہیں، تُم لوگ یہودیوں اور عیسائیوں کی مُشابہت (نقالی) اختیار مت کرو، کہ یہودیوں کا سلام (ہاتھ کی) اُنگلیوں سے اِشارہ کرنا ہے، اور عیسائیوں کا سلام ہتھیلیوں سے اِشارہ کرنا ہے﴾ سُنن الترمذی/حدیث/2695 کتاب الاَستئذان/باب 7/ما جاء فی کراہیۃ اشارۃ الید بالسلام، اِمام الترمذی رحمہُ اللہ نے یہ لکھا کہ """ و قال أسنادہ ضعیف. و روی ابن المبارک ھذا الحدیث عن ابن لھیعۃ فلم یرفعه""" اور اِمام الالبانی رحمہُ اللہ نے حَسن قرار دیا، تفصیلی تحقیق کے لیے ملاحظہ فرمایے، سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ/حدیث 2194،

::::::: عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ

وسلم نے اِرشاد فرمایا﴿لَيسَ مِنَّا مَن عَمِلَ بِسّنَّةِ غَيرِنا:::وہ ہم میں سے نہیں جس نے ہمارے علاوہ دُوسروں (یعنی غیر مُسلموں) کے طریقوں پر عمل کیا﴾اِمام الالبانی رحمہُ اللہ نے حَسن قرار دِیا، سلسلۃالاحادیث الصحیحۃ/حدیث 2194، صحیح الجامع الصغیر وزیادتہُ/حدیث 5439،

::::::: فقہ الحدیث ::::::: حدیث کی شرح اور احکام :::::::

ہو سکتا ہے کسی قاری کے ذہن میں مذکورہ بالا تین احادیث میں سے پہلی دو میں ذِکرشُدہ یہودیوں اور عیسائیوں کے سلام کرنے کے طریقوں کے بارے میں یہ سوال آئے کہ پہلی حدیث شریف میں یہودیوں کے سلام کرنے کا طریقہ ہتھیلیوں سے اِشارہ کرنا بیان ہوا، اور عیسائیوں کا ہاتھ کی انگلیوں سے اِشارہ کرنا، اور دوسری حدیث شریف میں یہ طریقے بالعکس بیان ہوئے !

ایسا کیوں ؟؟؟

کیا یہ دونوں احادیث شریفہ ایک دوسرے کی متضاد ہیں ؟؟؟ ایک دوسرے کی خلاف ہیں ؟؟؟

::::::: اِس کا جواب یہ ہے کہ ، جی نہیں، یہ دونوں احادیث شریفہ ایک دوسرے کی متضاد نہیں ہیں، اور نہ ہی اِن میں کوئی مخالفت ہے،

ایسا اس لیے بیان ہوا کہ یہ سلام کرنے کے یہ دونوں انداز اُس وقت بھی یہودیوں اور عیسائیوں میں رائج تھے، اور وہ لوگ یہ دونوں انداز اِستعمال کرتے تھے،

جِس کا ذِکر دیگر صحیح احادیث شریفہ میں بھی ملتا ہے، جیسا کہ :::

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا کہ﴿تَسلِيمُ الرَّجُلِ بِأُصبُعٍ وَاحِدَةٍ يُشِيرُ بِهَا فِعلُ اليَهُودِ:::کسی شخص کا ایک انگلی سے اِشارہ کرتے ہوئے سلام کرنا یہودیوں والا کام ہے﴾مُسند الشامیین/حدیث 503/مَا انْتَهَى إِلَيْنَا مِنْ مُسْنَدِ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ/ثور، عن ابی الزبیر میں سے پہلی حدیث، اِمام الالبانی رحمہُ اللہ نے صحیح قرار دِیا، سلسلۃالاحادیث الصحیحۃ/حدیث 1783،

اِن سب احادیث شریفہ سے یہ بالکل واضح ہوتا ہے کہ ہم مُسلمانوں کے لیے مُشرکوں اور کافروں

کی مُشابہت اختیار کرنا، اُن کی نقالی کرنا حرام قرار دِیا گیا ہے،
لہٰذا کوئی بھی ایسا کام، کوئی بھی ایسا انداز جو اُن لوگوں کا خاص ہو وہ کام کرنا اور اُس انداز کو اپنانا ہم مُسلمانوں کے لیے جائز نہیں،
اِس حکم میں سے کسی مُشرک اور کسی کافر کو اِستثناء نہیں، اور نہ ہی کسی مُسلمان کے لیے کوئی اِستثناء ہے،
ہمارے نبی اکرم محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے ہمیں مُشرکوں اور کافروں کی نقالی کرنے کا خوفناک انجام بھی بتا دِیا ہے کہ ﴿مَن تَشبهه بِقومٍ فَهُوَ مُنهُم﴾ ::: جِس نے جِس قوم کی نقالی اختیار کی تو وہ اُن (یعنی اُسی قوم) میں سے ہی ہے ﴾ سُنن اِبو داؤد/ کتاب اللباس/ باب 4 لبس الشُھرۃ، اِمام الالبانی رحمہُ اللہ نے فرمایا """ حسنٌ صحیح """۔

::::::: میرے محترم قارئین، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا یہ فیصلہ عام ہے اور اِس میں سے کِسی چیز کو نکالنے کی کوئی گنجائش نہیں، لہٰذا لباس، طرز رہائش، عادات و اطوار، رسم و رواج، کِسی بھی معاملے میں کافروں کی نقالی کرنا جائز نہیں، اور کِسی کا یومِ پیدائش منانا مُسلمانوں کی رَسم نہیں، اور اگر وہ تاریخ پیدائش جِس پر کِسی کی پیدائش کا جشن منایا جائے جھوٹی ہو تو پھر "یک نہ شُد، دو شُد"،

اِس موضوع کو کچھ مزید تفصیل سے سمجھنے کے لیے درج ذیل دو مضامین کا مطالعہ اِن شاء اللہ مُفید ہو گا:

(1) """ غیر مُسلموں کے تہواروں میں شمولیت """، یہ مضمون درج ذیل روابط پر میسر ہے:

http://bit.ly/Ur6d6F

http://bit.ly/12CFczO

http://bit.ly/12mVwqr

(2) """ عیدِ مُحبت، یا، ویلنٹائن ڈے """، یہ مضمون درج ذیل روابط پر میسر ہے:

http://bit.ly/1gncqgp

http://bit.ly/11EfDAE

http://bit.ly/11B3WLg

http://bit.ly/WZ5aKz

سولہواں کام 16

::::: شگون لینا (فال نکالنا، زائچہ بازی اور اِس طرح کے دُوسرے کام) :::::

:::::: عمران بن حصین رضی اللہ عنہ ُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم نے اِرشاد فرمایا ﴿لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَسَحَّرَ أَوْ تُسِحِّرَ لَهُ. أَوْ تَكَهَّنَ أَوْ تُكِهِّنَ لَهُ. أَوْ تَطَيَّرَ أَوْ تُطِيِّرَ لَهُ ::: جِس نے جادُو کیا، یا جِس کے لیے جادُو کیا گیا، یا جِس نے (علم نجوم اور دیگر علوم کے ذریعے غیب کی خبریں) جاننے (کی کوششوں والے) کام کیے یا جِس کے لیے یہ کام کیے گئے، یا جِس نے پرندوں کے (اُڑنے یا بیٹھے رہنے، یا کسی بھی اور اندازاور) ذریعے سے شُگون لیا وہ ہم میں سے نہیں﴾ المعجم الاوسط للطبرانی/حدیث 4262/باب العین/مَن اسمہ العباس کی حدیث رقم 48، مُسند البزار(البحر الزخار)/حدیث 3578، اول حدیث عمران بن حصین میں سے حدیث رقم 69، إِمام الالبانی رحمہ ُ اللہ نے صحیح قرار دِیا، سلسلہ الاحادیث الصحیحہ/حدیث 2195،

::::: فقہ الحدیث ::: حدیث کی تشریح اور اَحکام :::::

اِس مذکورہ بالا حدیث شریف میں یہ بتا دِیا گیا ہے کہ جادُو کرنے والا، اور جِس کے لیے جادُو کیا جائے، اور دونوں کے درمیان اگر کوئی واسطہ ہو جو کسی کے لیے جادُو کروائے سب کے سب آخرت میں اُمت محمدیہ علی صاحبھا افضل الصلاۃ والتسلیم سے خارج ہیں،

مذکورہ بالا حدیث شریف میں مزید یہ بتایا گیا ہے کہ کہانت کرنے اور کروانے والے، یعنی جنات اور شیطانوں کی چرائی ہوئی خبروں کو بنیاد بنا کر، یا جھوٹی قیاس آرائیوں کی بنا پر غیب (ماضی ہو یا مستقبل) کی خبریں بتانے والے اور ایسی خبریں پوچھنے اور پوچھوانے والے سب ہی لوگ آخرت میں رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی اُمت میں شُمار نہ کیے جائیں گے،

اور اِسی طرح وہ لوگ جو کسی طور کوئی شگون بازی کرتے ہیں، جیسا کہ اگر کالی بلی راستہ کاٹ گئی تو اُسے نحوست سمجھ کر اپنے سفر سے واپس ہوگئے، یا اپنے سامنے یا آگے نظر آ جانے والے کسی پرندے کے دائیں یا بائیں اُڑنے کو اچھا یا بُرا شگون سمجھ کر کسی کام سے رُک جانا، یا کسی کام کی طرف روانہ ہو جانا،

یا کسی کتاب کے صفحات کھول کر اُن پر نظر آنے والے الفاظ یا عِبارات سے، مُستقبل میں کسی اچھائی یا برائی کے پیش آ جانے کا یقین کر لینا، یا کچھ اوراق پر کچھ الفاظ یا عبارات وغیرہ لکھ کر کسی جانور یا بچے سے کوئی ورق اُٹھوا کر اُس پر لکھے ہوئے کی بنا پر مُستقبل میں کسی اچھائی یا برائی کے پیش آ جانے کا یقین کر لینا، جسے عام طور پر "فال نکالنا" بھی کہا جاتا ہے،

یہ سب کام، اور اِن سے ملتے جلتے سب کام """طیرہ""" ہیں، اور انہیں کرنے اور کروانے والے بھی اُسی نتیجے کے مستحق ہیں کہ وہ آخرت میں اُمت محمدیہ میں شُمار نہ ہوں گے،

یہاں میں ایک اور صحیح حدیث شریف کا ذِکر کرنا چاہتا ہوں، جِسے بنیاد بنا کر کچھ لوگ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے فیصلے ﴿فَلَيْسَ مِنَّا:::تو وہ ہم میں سے نہیں﴾ میں موجود واضح وعید کو کچھ اور مفہوم دینے کی کوشش کرتے ہیں،

وہ حدیث شریف ابی الدرداء رضی اللہ عنہُ سے روایت ہے کہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا﴿لَنْ يَلِجَ الدَّرَجَاتِ الْعُلَى مَنْ تَكَهَّنَ أَوْ تُكُهِّنَ لَهُ أَوْ رَجَعَ مِنْ سَفَرٍ تَطَيُّرًا:::جس کسی نے کہانت کی یا جس کسی کے لیے بھی کہانت کی گئی، یا جس کسی نے کوئی شگون بازی کرتے ہوئے (اپنے) سفر سے واپسی اختیار کی، وہ کبھی بھی اونچے درجات نہیں پا

سکتا﴾الفوائد للامام اِبو القاسم تمام بن محمد البجلی الرازی ثم الدمشقی (المتوفی: 414ہجری) /حدیث1444/ جلد2/ صفحہ168، مطبوع مکتبہ الرشد، الریاض،
إِمام الالبانی رحمہُ اللہ نے صحیح قرار دِیا، سلسلہ الاحادیث الصحیحہ/حدیث2161،
اِس مذکورہ بالا حدیث شریف میں یہ ہی بتایا گیا ہے کہ جادُو کرنے اور کروانے والا، کہانت کے کام کرنے اور کروانے والے، اور کسی بھی کام یا چیز کے ذریعے شگون لیتے ہیں اور اُس کی وجہ سے اپنے کاموں اور اِرادوں کو تبدیل کرتے ہیں، ایسے لوگ آخرت میں کبھی بھی بلندی حاصل نہیں کر سکتے، یہ معاملہ اُن لوگوں کے لیے ہو گا جنہوں نے جہالت یا دھوکہ دہی کا شِکار ہو کر انجانے میں ایسے کام کیے، لیکن چونکہ یہ سب اصلاً کفر اور شرک والے کام ہیں، لہذا اِن کاموں کا شکار ہونے والوں کے لیے اُن کی نیکیاں اُن کے لیے بلند درجات تک پہنچنے کا سبب نہیں بن سکیں گی،
کہانت اور نجوم وغیرہ کے کاموں میں ملوث ہونے والوں کے انجام کے بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے خلیل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی زُبان مُبارک سے بڑی وضاحت سے یہ اعلان کروادیے ہیں کہ:
﴿مَنْ أَتَى عَرَّافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَىْءٍ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلاَةٌ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً :::جو کِسی غیب کی خبر(بتانے کا دعویٰ کرنے)والے کے پاس گیا اور اُس سے کوئی سوال کیا تو چالیس راتیں (یعنی چالیس دِن کی مُدت تک)اِس سوال کرنے والے کی نماز قُبول نہیں کی جائے گی﴾ صحیح مُسلم/حدیث5957/کتاب السلام/باب35،
یہ پہلا درجہ ہے جِس کے انجام کا نقصان اور شدت دوسرے کی نسبت کم ہے، کیونکہ اِس میں صِرف سوال کرنے کی سزا اور انجام کا ذِکر ہے،
اور اگر کوئی ایسے کسی عرّاف یا نجومی وغیرہ سے کچھ پوچھے، یا بغیر پوچھے بھی، کسی طور اُس کی طرف سے کہی گئی کسی بات کو مان بھی لے تو اُس کا انجام بہت ہی خوفناک ہے کہ وہ اللہ جلّ جلالہُ کے ہاں، اللہ تبارک وتعالیٰ کی وحی کا مُنکر قرار دِیا گیا ہے﴿مَن اَتَیَ عَرَّافاً اَو کَاھِناً فَصَدَّقَه

فِيمَا يَقُولُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنزِلَ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ::: جو کِسی غیب کی خبر بتانے (بتانے کا دعویٰ کرنے) والے ، یا نجومی (دست شناس وغیرہ) کے پاس گیا ، اور اُس کی کہی ہوئی بات کو دُرست مانا، تواُس دُرست ماننے والے نے جو کچھ مُحمد (صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم) پر نازل کِیا گیا (یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کی وحی) اُس کا کفر کیا﴾ المستدرک الحاکم / حدیث 15، اور اِمام الالبانی رحمہُ اللہ نے کہا حدیث صحیح ہے، صحیح الترغیب والترھیب 3047،

اِن شاءِ اللہ ، بہتر ہو گا کہ یہاں میں ، کاھن ، نجومی ، عراف وغیرہ کی تعریف بھی ذِکر کرتا چلوں تا کہ اِن کے کاموں کے بارے میں پتہ چل سکے ، اور احادیث شریفہ میں جو اِن کا ذِکر الگ الگ کیا گیا ہے اُس کا سبب زیادہ دُرست طور پر سمجھا جا سکے ،

::: کاھن ::: اُس شخص کو کہا جاتا ہے جو جِنّات وغیرہ کی مدد سے اور غیر مرئی اسباب کے ذریعے اپنے طور پر غیب کی خبریں بتاتا ہو ، جو خبریں عام طور پر مُستقبل کے بارے میں ہوتی ہیں ، اور کبھی کبھار ماضی کے غیب میں سے خبریں بتاتا ہو ،

::: نجومی، اور دست شناس ::: وہ لوگ جو ستاروں سیاروں کی چالوں اور آسمانی برجوں وغیرہ کے نام پر ، اور لوگوں کے ہاتھوں کی لکیریں دیکھ کر ، اپنے طور پر غیب کی خبریں بتاتے ہیں ، جن میں عموماً مُستقبل کی خبریں ہوتی ہیں ، اور کبھی کبھار ماضی کے پوشیدہ احوال بھی ،

::: عرّاف ::: ایسے شخص کو کہا جاتا ہے جو مٹی پر ، ریت پر ، یا کاغذ وغیرہ پر مختلف لکیریں بنا کر اپنے زعم میں ، لوگوں کو اُن کے لیے غیب کی خبریں بتاتا ہو ، یا ماضی کے ایسے واقعات کی خبریں دیتا ہو ، جو پوچھنے والوں کے لیے غیب ہوں ،

اس لکیر بازی کو زائچہ کشی (زائچہ بنانا) بھی کہا جاتا ہے ، اور ہاتھوں کی لکیریں وغیرہ دیکھ کر اس قِسم کی حرکات کرنے والے اِس گروہ میں بھی ہوتے ہیں ،

اور اِسی گروہ میں وہ لوگ بھی شُمار ہوتے ہیں جو جانوروں ، موسموں ، اور مختلف لکھے ہوئے الفاظ اور عِبارتوں کے ذریعے شگون بازی کرتے ہیں ، جسے عام طور پر فال نکالنا کہا جاتا ہے ، اور اکثر

اوقات مُسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے قُرآن کریم کے اِلفاظ مبارکہ ، اور اوراق بھی اِستعمال کرتے ہیں ،

بسا اوقات یہ سب کام کوئی ایک ہی شخص کرتا ہوا دِکھائی دیتا ہے ، پس اُس شخص کو کاھن ، نجومی ، عرّاف ، دست شناس ، زائچہ کش ، سب ہی کچھ کہا جائے گا ، وہ اِن سب ہی حرام کفریہ اور شرکیہ کاموں کا عامل ہے ،

اِن میں سے کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو مُسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے بظاہر بڑے پرہیز گار بنے ہوتے ہیں ، اور قُرآن کریم کے اوراق کھول کھول کر یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ وہ قُرآن کریم کے ذریعے غیب کی خبریں حاصل کرتے ہیں ، یا اپنے باتوں میں اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا ذِکر کرتے رہتے ہیں ، تاکہ سننے دیکھنے والے اِن لوگوں کو قُرآن وسُنّت کا پابند سمجھیں ،

::: مشعوذ ::: وہ لوگ جو نہ تو جادُو میں سے کچھ جانتے ہیں ، اور نہ ہی ابھی ذِکر کیے گئے دیگر شیطانی کاموں میں سے کچھ جانتے ہیں ، لیکن لوگوں کے سامنے بڑے عامل بنتے ہیں ، تاکہ لوگوں کے مال اور عزتیں لوٹ سکیں ۔

[[جادُو کرنے کروانے والوں پر تو کافر ہونے کا حکم بھی لاگو ہوتا ہے ، اِس کی تفصیل جادُو والے مضمون بعنوان """جادُو ، جادُو گر ، پہچان ، اِقسام اور شرعی حکم اور عِلاج : http://bit.ly/ZRsYH5 """ میں موجود ہے ، وللہ الحمد ،

اِس کے عِلاوہ """ستارے سیارے اور اُن کی چال : http://bit.ly/181q9Bn """ کا مطالعہ بھی ضرور فرمایے ، اِن شاء اللہ خیر کا سبب ہو گا]]۔

سترہواں اور اٹھارہواں کام 18،17

:::رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم کی سُنّت سے مُنہ پھیر نا، اور رہبانیت اختیار کرنا:::

::::::: عُبادہ بن صامت رضی اللہ عنہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم نے اِرشاد فرمایا ﴿ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي ::: لہذا جس نے میری سُنّت سے منہُ پھیرا وہ مجھ میں سے نہیں ﴾ صحیح بخاری/حدیث 5063/کتاب النکاح/پہلا باب ، صحیح مُسلم /حدیث 3469/کتاب النکاح/پہلا باب ،

::::: فقہ الحدیث ::: حدیث کی تشریح اور اَحکام :::::

عُبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہُ سے روایت ہے کہ تین آدمی نبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم کی بیگمات (رضی اللہ عنھُن) کے گھروں تک آئے اور اُن سے نبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم کی عِبادت کے بارے میں پوچھا، جب اُنہیں اُنکے سوال کا جواب دیا گیا تو اُنہوں نے گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم کی عِبادت کو کم جانا،

اور کہا ''' ہم کہاں اور نبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم کہاں، اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم کی تو اللہ تعالیٰ نے مغفرت فرمادی ہوئی ہے اور اُن کے آگے پیچھے کوئی گُناہ نہیں ''' ،

تو پھر اُن میں سے ایک نے کہا ''' میں تو ہمیشہ ہر رات نماز پڑھنے میں گذارا کروں گا ''' ،

اور دوسرے نے کہا ''' میں ہمیشہ روزے رکھا کروں گا اور کبھی بغیر روزے کے نہیں رہوں گا ''' ،

اور تیسرے نے کہا ''' میں ہمیشہ عورتوں سے دُور رہوں گا اور کبھی نِکاح نہیں کروں گا ''' ،

اِسکے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم تشریف لائے اور اِرشاد فرمایا،

﴿ أَنْتُمُ الَّذِينَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا أَمَا وَاللَّهِ إِنِّي لأَخْشَاكُمْ لِلَّهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهُ، لَكِنِّي أَصُومُ وَأُفْطِرُ، وَأُصَلِّي وَأَرْقُدُ وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي ::: تُم وہ لوگ ہو جنہوں نے اِس طرح اِس طرح کہا ہے، اللہ کی قسم میرا معاملہ تو یہ ہے کہ میں تُم میں سے سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور اُس (کی ناراضگی) سے بچنے (کی کوشش کرنے) والا ہوں ☆1☆ ،

لیکن میں (کبھی) روزہ بھی رکھتا ہوں اور (کبھی) بغیر روزے کے بھی رہتا ہوں ، اور (رات کو) نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں ، اور عورتوں سے نِکاح بھی کرتا ہوں ، لہٰذا جِس نے میری سُنّت سے منہ ُ پھیرا وہ مجھ میں سے نہیں ﴾ یہ اِلفاظ صحیح بخاری کے روایت کے ہیں ،

:::::: اور صحیح مُسلم کی روایت میں ہے کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی بیگمات رضی اللہ عنھُن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے ذاتی اوقات میں کیے جانے والے کاموں کے بارے میں پوچھا ،

اور پھر (جواب ملنے کے بعد) اُن میں سے کسی نے کہا """ میں شادی نہیں کروں گا """ ،

اور کسی نے کہا """ میں گوشت نہیں کھاؤں گا """ ،

اور کسی نے کہا """ میں کبھی بستر پر نہیں سوؤں گا """ ،

(جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو اِس بات کی خبر ہوئی تو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اللہ کی حمد و ثناء بیان کی ،

اور اِرشاد فرمایا ﴿ مَا بَالَ أقوَامٌ قالوُا کَذَا و کَذَا ، لَكِنِّي أُصلِّي و أَنَام ، و أَصُومُ و أفطِرُ ، و أَتزَوَجُ النِساءَ ، فَمَن رَغِبَ عَن سُنَّتِي فَلَيسَ مِنِّي ::: کیا ہو گیا ہے لوگوں کی عقل کو ، جو اِس طرح اِس طرح کی باتیں جب کہ میں (رات کو) نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں ، (کبھی) روزہ بھی رکھتا ہوں اور (کبھی) بغیر روزے کے بھی رہتا ہوں ، ، اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں ، تو بس ، جِس نے میری سُنّت سے منہؔ پھیرا وہ مجھ میں سے نہیں ﴾ صحیح مُسلم حدیث 1401 / کتاب النکاح / پہلے باب کی پانچویں حدیث ،

:::::: سعد بن أبي وقاص رضی اللہ عنہ ُ سے روایت ہے کہ جب کچھ لوگوں (عِبادت کے طور پر) نے اپنی بیویوں سے علیحدگی أختیار کر لی اور اُن میں عُثمان بن مظعون (رضی اللہ عنہ ُ) بھی تھے ، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اُن کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا ﴿ یا عُثمانُ إِنِّي لَم أُومر بِالرَّھبَانِیةِ ، أَرَغِبتَ عَن سُنَّتِي ::: اے عُثمان مجھے رہبانیت (اختیار) کرنے کا

حکم نہیں ہے﴾،

عُثمان رضی اللہ عنہُ نے عرض کی """جی نہیں، اے اللہ کے رسول"""،

﴿إِنَّ مِن سُنَّتی أن أُصلي و أَنام ، و أَصُومَ و أُطعَم ، و أنكِحَ و أُطلِّق ، فَمَن رَغِبَ عَن سُنَّتِي فَلَيسَ مِنِّي ، يا عُثمانَ ، إِنَّ لِأهلِكَ عَلِيكَ حقاً ، و إِنَّ لِنَفسِكَ عَلِيكَ حَقاً ::: بے شک میری سُنّت یہ ہے کہ میں سوتا بھی ہوں اور نماز بھی پڑھتا ہوں، اور روزہ بھی رکھتا ہوں اور بغیر روزے کے بھی رہتا ہوں، اور نِکاح بھی کرتا ہوں اور چھوڑتا بھی ہوں (یعنی بیویوں سے دُور بھی رہ لیتا ہوں)، لہٰذا جِس نے میری سُنّت سے مُنہ پھیرا وہ مُجھ میں سے نہیں ، اے عُثمان (یاد رکھو کہ) تمہارے گھر والوں کا بھی تُم پر حق ہے اور تمہاری جان کا بھی تُم پر حق ہے﴾ حوالہ جات کا ذِکر اوپر کیا جا چکا ہے۔

:::::: سعد رضی اللہ عنہُ کا کہنا ہے کہ """اللہ کی قسم مُسلمانوں میں سے بہت سے مرد اِس بات کا فیصلہ کر چکے تھے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے عُثمان کے اِس کام کی تائید فرما دی تو ہم لوگ اپنے آپ کو خصی کر لیں گے """،

سُنن الدارمی ، حدیث 6169/ و مِن کتاب النکاح / باب 3 کی حدیث 3، اِمام الالبانی رحمہُ اللہ نے اِسے حَسن قرار دِیا، السلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ، چوتھی جلد، صفحہ 387،

::::: فقہ الحدیث ::: حدیث کی تشریح اور اَحکام :::::

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اپنے اُن تمام کاموں کا جِن کے بارے میں اُن تین صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنی، اور تمام اِیمان والوں کی ماؤں سے پوچھا، ذِکر فرما کر، اور جِس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم وہ کام کرتے تھے اُس کا ذِکر فرما یہ سبق دِیا کہ اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے تمام کام مکمل ترین، دُرست ترین اور اعلیٰ ترین طور پر ادا ہوئے ، اور صِرف اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے طریقے اپنانے میں ہی اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے کے اُمتیوں کی نجات ہے ، اور جو کوئی اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے طریقے سے انحراف کرے گا، کوئی

کمی یا کوئی زیادتی کرے گا، اللہ کے ہاں اُس کا شُمار اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی اُمت میں نہیں ہو گا ، اور روزِ قیامت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اُس سے بری ہیں ،

یہاں تک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے حوض پر پہنچنے سے بھی روک دِیا جائے گا، جیسا کہ اَگلی حدیث میں آرہا ہے، اور یہ کِسی بھی قِسم کی بدعت پر رَد ہے، خواہ اُسے بدعتِ حسنہ یعنی اَچھی بدعت کہا جائے ،

[[الحمد للہ ، اِس موضوع کو ایک الگ مضمون بعنوان """بدعت حسنہ اور بدعت سئیہ، اچھی بدعت اور بُری بدعت : http://bit.ly/1eBQ4C6 """ بیان کیا جا چکا ہے]]

عام طور پر اِس مذکورہ بالا حدیث کے آخری حصے کو اِستعمال کیا جاتا ہے اور صرف نِکاح کی سُنّت اَدا کرنے کا ذِکر کیا جاتا ہے،

جبکہ صِرف نِکاح کا ذِکر مندرجہ ذیل حدیث میں ہے، اور یہ اِیمان والوں کی امی جان عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ﴿النِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِي فَمَنْ لَمْ يَعْمَلْ بِسُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي وَتَزَوَّجُوا فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الأُمَمَ وَمَنْ كَانَ ذَا طَوْلٍ فَلْيَنْكِحْ وَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَعَلَيْهِ بِالصِّيَامِ فَإِنَّ الصَّوْمَ لَهُ وِجَاءٌ ::: نِکاح کرنا میری سُنّت میں سے ہے، اور جِس کِسی نے میری سُنّت کے مُطابق عمل نہ کیا وہ مُجھ میں سے نہیں (یعنی میری اُمت میں سے نہیں) اور تُم لوگ شادیاں کرو، تا کہ میں دُوسری اُمتوں کے سامنے تُم لوگوں کی کثرت پاؤں، اور جو کوئی (نکاح کی) اِستطاعت رکھتا ہو تو وہ نکاح کرے ، اور جو (نِکاح کی) استطاعت نہ پائے تو وہ روزے رکھے کیونکہ روزہ اُس کے لیے (شہوت سے بچنے کے لیے) ڈھال ہے﴾،

سُنن ابن ماجہ /حدیث 1864 ، اور اِمام البوصیری رحمہُ اللہ نے """مصباح الزُجاجہ """ میں لکھا کہ """اِس کی سند میں عیسی بن میمون المدینی نامی راوی یہ جو کہ ضعیف ہے """،

اور اِمام الالبانی رحمہُ اللہ نے اِس حدیث کو """سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ/حدیث 2383، میں ذِکر

کیا اور لکھا کہ """اِس حدیث کی سند تو ضعیف ہے ، لیکن حدیث صحیح ہے کیونکہ ٹکڑوں کی صورت میں یہ سارے الفاظ مختلف اَحادیث میں آئے ہیں """ ،

::::: مُجاھد رحمہُ اللہ سے کا کہنا ہے کہ میں اور یحییٰ بن جعدہ ایک انصاری صحابی (رضی اللہ عنہُ) کے پاس گئے ، تو انہوں نے بتایا کہ صحابہ (رضی اللہ عنہم نے ایک دفعہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے سامنے بنی عبدالمُطلب کی ایک باندی کے بارے میں بات کی کہ وہ عورت دِن میں روزے رکھتی ہے اور رات بھر قیام کرتی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ﴿لَكِنِّي أَنَا أَنَامُ وَأُصَلِّي وَأَصُومُ وَأُفْطِرُ فَمَنِ اقْتَدَى بِي فَهُوَ مِنِّي وَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي إِنَّ لِكُلِّ عَمَلٍ شِرَّةً ثُمَّ فَتْرَةً فَمَنْ كَانَتْ فَتْرَتُهُ إِلَى بِدْعَةٍ فَقَدْ ضَلَّ وَمَنْ كَانَتْ فَتْرَتُهُ إِلَى سُنَّةٍ فَقَدِ اهْتَدَى ::: لیکن میں تو سوتا بھی ہوں اور نماز بھی پڑھتا ہوں ،اور روزہ رکھتا ہوں اور بغیر روزے کے بھی رہتا ہوں ، لہٰذا جِس نے میری پیروی کی تو وہ مُجھ میں سے ہے ، اور جِس نے میری سُنّت سے مُنہ پھیرا وہ مُجھ میں سے نہیں ، یقیناً ہر کام میں ایک وقت نشاط (چُستی ، ذوق و شوق) والا ہوتا ہے ، (اور) پھر ہر نشاط والے وقت کے لیے سُستی اور کمی والا وقت بھی ہوتا ہے ، پس جِس کسی کی سُستی اور کمی بدعت کی طرف ہو تو وہ شخص یقینی طور پر گمراہ ہو گیا ، اور جِس کسی کی سُستی اور کمی سُنّت کی طرف ہو تو یقیناً وہ ھدایت پا گیا ﴾ مُسند احمد /حدیث 24189 ، اِمام الالبانی رحمہُ اللہ نے "اصل صفۃ الصلاۃ / ما کانَ یقرؤہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فی الصلوات / 6- صلاۃ اللیل" میں کہا کہ " یہ سند شیخین (یعنی اِمام بخاری اور اِمام مُسلم رحمہما اللہ) کی شرائط کے مُطابق صحیح ہے " ۔

::::: فقہ الحدیث ::: حدیث کی تشریح اور اَحکام :::::

اِس حدیث شریف میں ہمیں ہمارے محبوب ، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے ہمیں اِنسانی نفسیات کا ایک بہت اہم راز سمجھایا ہے کہ ، عموماً اِنسان کو نیک اور اچھے کام کرنے کا شوق وقتی جوش کے ساتھ ہوتا ہے ، اور جوش کبھی ایک سا نہیں رہتا ، لہٰذا ہر جوش والے اوقات کے درمیان ایسے اوقات بھی آتے رہتے ہیں جن میں اِنسان اُس کام کو کرنے میں سُست ہو جاتا ہے اُن

سے دُور ہو جاتا ہے ، اور اگر کرتا بھی ہے تو اُس طرح اور اُس قدر نہیں کرتا جِس طرح اور جِس قدر وہ چستی اور نشاط والے وقت میں کرتا ہے ،

ایسا ہونا ایک فِطری معاملہ ہے ، اور ایسے ہونا اصل میں پریشانی کا سبب نہیں ، بلکہ پریشانی کا سبب ایسے ہونے کا سبب ہو سکتا ہے ،

یعنی ، اگر تو نیکی اور خیر والے کام میں سُستی اور اُس کی ادائیگی میں کمی ، اور اُس سے دُوری کا سبب بِدعت یعنی کوئی خود ساختہ عقیدہ ، عِبادت ، معاملہ وغیرہ ہے تو نیکی اور خیر سے دُور ہونے کا یہ سبب پریشانی کا سبب ہے ، آخرت کے نقصان کا سبب ہے ، سراسر گُمراہی ہے ، اور ہر گمراہی جہنم میں جانے والی ہے ، ہر ایک بدِعت کا یہی انجام مقرر ہے جِس کا اعلان اللہ پاک نے اپنے خلیل محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی زُبان مُبارک سے کروا رکھا ہے کہ ﴿أُوصيكُم بتقوى اللَّه وَ السَّمعِ وَ الطَّاعةِ وَ اِن عَبداً حبشيٌّ ، فَإِنَّهُ مَن يَعِيش مِنكُم بَعدِي فَسَيَرىٰ اِختلافاً كثيراً ، فَعَلَيكُم بسُنَّتي وَسُنَّةِ الخُلفاءِ الرَّاشِدِينَ المَهدِيِّنَ تَمسَّكُوا بِها وعَضُّوا عليها بِالنَّواجِذِ ، وَ أيَّاكُم و مُحدثاتِ الأمُورِ فَإنَّ كُلَّ مُحدثةٍ بِدَعةٌ وكل بِدعةٍ ضلالةٍ [و كُلَّ ضلالةٍ فى النَّارِ] ::: میں تُم لوگوں کو اللہ (کی نافرمانی ، ناراضگی اور عذاب) سے بچنے کی وصیت کرتا ہوں اور بات سننے اور ماننے کی وصیت کرتا ہوں ، خواہ حبشی غُلام ہی ہو (یعنی اگر بات حق ہے تو اُسے مانو اور اُس پر عمل کرو خواہ کہنے والا کوئی حبشی غُلام ہی ہو ، اِس وجہ سے بات کو ردنہ کرو کہ کہنے والا کوئی بڑی حیثیت نہیں رکھتا) بے شک تُم سے جو میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت سے اختلافات دیکھے گا ، پس تُم لوگوں پر میری اور (میرے) ہدایت یافتہ ، ہدایت دینے والے خُلفاء کی سنّت فرض ہے اِس کو تھام لو اور اُس پر دانت گاڑ دو (یعنی اِس مضبوطی سے تھامو جیسے کہ کِسی چیز کو نوکیلے دانتوں سے تھاما جاتا ہے) اور خبردار (دِین میں) نئے کاموں سے باز رہو ، بے شک ہر نیا کام بِدعت ہے اور ہر بِدعت گُمراہی ہے [اور ہر گُمراہی آگ میں ہے] ﴾ (مجموعہ روایات)

صحیح ابن حبان / کتاب الرقاق ، صحیح ابن خُزیمہ / حدیث 1785 / کتاب الجمعہ / باب 51 ، سُنن ابن ماجہ

/حدیث 42/باب 6، سُنن اِبو داؤد/ حدیث 4594، سُنن النسائی/ کتاب صلاۃ العیدین/ باب کیف الخطبہ، مُستدرک الحاکم حدیث 329، 331،اسنادہ صحیح/ احکام الجنائز/مایحرم عندالقبور/12،

اور اگر نیکی اور خیر کا کوئی کام کرنے میں سُستی اور کمی کا سبب کوئی اور سُنّت ہے، جِس کو اولیت دے کر پہلے والے کام کی ادائیگی میں کمی ہو گئی ہو تو ایسی کمی پریشانی کا سبب نہیں، کیونکہ اِس کا سبب پریشانی والا نہیں، گمراہی والا نہیں، بلکہ اللہ کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی طرف سے تعلیم کی گئی ھدایت ہے،اور بلاشک اِس میں دُنیا اورآخرت کی خیر اور کامیابی ہے۔

نیک کام کرنے کے انداز کے بارے میں ہمیں یہ تعلیم بھی دی گئی ہے ﴿أَحَبُّ الأَعْمَالِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى أَدْوَمُهَا وَإِنْ قَلَّ :::اللہ کے ہاں وہ کام محبوب ترین (کاموں میں سے) ہیں جو ہمیشگی کے ساتھ کیے جائیں﴾ صحیح بخاری/حدیث6464/کتاب الرقاق/باب18، صحیح مُسلم/ حدیث1866/کتاب صلاۃ المُسافرین/باب30،والفظ لہُ،

لہذا ہونا یہ ہی چاہیے کہ نیکی اور خیر کے کام کرنے والے اپنے محبوب رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی اِن تعلیمات کو یاد رکھتے ہوئے اپنے نیک اعمال کو اُس طرح اور اُس مقدار میں کریں جس طرح اور جس قدر ہمیشہ کر سکنے کی استطاعت پاتے ہوں،

مذکورہ بالا احادیث شریفہ سے یہ بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی سُنّت مُبارکہ ھدایت اور کامیابی ہے، اور جو کوئی اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی کسی سُنّت مُبارکہ کو جاننے سمجھنے کے بعد بھی اُس سے مُنہ پھیرے گا اور کسی اور کام کو اولیت دے گا وہ نہ صرف گمراہ ہے بلکہ اللہ کے ہاں اُمت سے خارج ہو گا،

یہ خوفناک انجام اُن لوگوں کے لیے بہت بڑا لمحہ فِکریہ ہے جو اِس گمراہ کُن فلسفے کا شِکار کر کہ """سُنّت ہی تو ہے"""، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی سُنّت شریفہ کو کوئی اَہمیت نہیں دیتے، اُس سے رُو گردانی کرتے ہیں، اور اُس کے مُقابلے میں دیگر کاموں، سوچوں، فِکروں، فلسفوں، منطقوں، خوابوں، نام نہاد خودساختہ کشف والہام اور قصے کہانیوں کو اپناتے ہیں،

اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سب کو ، اور ہمارے ہر ایک کلمہ گو بھائی اور بہن کو ہر گمراہی کی پہچان کروائے اور اُس سے بچنے کی ہمت اور جراءت عطاء فرمائے۔

☆1☆ ::: خشیت اور تقویٰ کا فرق :::

عام طور پر ہماری اُردو زبان میں اِن دونوں کیفیات یعنی خشیت اور تقویٰ کو ایک ہی لفظ """ڈرنا""" کے ذریعے بیان کیا جاتا ہے اور اِس وجہ سے اِن کیفیات کو بھی ایک ہی چیز سمجھا جاتا ہے ، جب کہ عربی لغت کے مُطابق یہ دونوں کیفیات الگ الگ جذبات کی حامل ہوتی ہیں ، اور خاص طور پر شریعت میں اِن کا مفہوم مختلف لیا جاتا ہے ، اور اِس کے بہت سے دلائل میں سے ایک دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا یہ فرمان مُبارک بھی ہے جِس کا ہم اِس وقت مطالعہ کر رہے ہیں ،

"""خشیت """ کا معنیٰ اور مفہوم ہے """ڈرنا """ ،

اور """ تقویٰ """ کا معنیٰ اور مفہوم ہے """ بچنا """ ،

اور شرعاً اِس کا مفہوم ہے """اللہ تعالیٰ کے غصے اور عذاب سے بچنا """ ،

اور یہ اُس وقت ممکن ہے جب اِنسان اپنے ہر قول اور فعل میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی تابع فرمانی اَختیار کرے اور اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی نافرمانی سے بچنے کی ہر مُمکن کوشش کرتا رہے ، اور اِس کا سبب اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی مُحبت ہو ،

[[الحمد للہ ، خشیئت کے بارے میں کچھ بنیادی تفصیل """ گناہ اور ایمان والے نفس کی جنگ ، کون کیسے جیتتا ہے؟ خشیئت اللہ وہ صِفت ہے جو گناہوں کو مات کرتی ہے ::: http://bit.ly/UCSvJj """ میں ذِکر کی جا چکی ہے ،

اور تقویٰ کی تفصیل اِن مضامین میں بیان کی جا چکی ہے ،

::: تقویٰ ::: تعریف ، مفہوم ، ذرائع حصول ، نتائج ::: http://bit.ly/12CTotr

::::: تقویٰ کیسے حاصل کیا جائے ؟::::: http://bit.ly/1ayREEx]]]

19 اُنیسواں کام

:::رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی سُنّت کے خِلاف بنے ہوئے دینی اور دُنیاوی حکمرانوں، راہنماؤں، وغیرہ کی ہاں میں ہاں ملانا :::

::::::: کعب بن عُجرۃ رضی اللہ عنہ ُسے روایت ہے کہ ،ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم اُس وقت نو 9 آدمی تھے ، پانچ اور چار (یعنی دو گرہوں کی صُورت میں تھے، جِن میں سے) ایک گروہ عرب تھااورایک عجمی،

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ﴿اسْمَعُوا أَوْ هَلْ سَمِعْتُمْ؟ إِنَّهُ يَكُونُ بَعْدِي أُمَرَاءُ فَمَنْ دَخَلَ عَلَيْهِمْ فَصَدَّقَهُمْ بِكَذِبِهِمْ وَأَعَانَهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَلَيْسَ مِنِّي وَلَسْتُ مِنْهُ وَلَيْسَ بِوَارِدٍ عَلَيَّ الْحَوْضَ وَمَنْ لَمْ يُصَدِّقْهُمْ بِكَذِبِهِمْ وَلَمْ يُعِنهم عَلَى ظُلْمِهِمْ فَهُوَ مِنِّي وأنا مِنهُ وَهُوَ وَارِدٌ عَليَّ الحَوض::: سُنو، کیا تُم لوگ سُن رہے ہو؟ بے شک میرے بعد (ایسے)اُمیر (یعنی ایسے حکمران ، رہبر ، راہنما ، پیشوا وغیرہ)ہوں گے (جو نہ تو میری سُنّت اور میرے خلفاء کی سُنّت کے مطابق امیر بنے ہوں گے اور نہ ہی اُس کے مطابق حکم و حکومت کرتے ہوں گے)، تو جو کوئی بھی اُن کے پاس جائے گا ، اور اُن کے جھوٹ کی تصدیق کرتے ہوئے اُس جھوٹ کو سچ کہے گا اور ظلم کرنے میں اُن کی مدد کرے گا، تو ایسا کرنے والا مُجھ میں سے نہیں اور میں اُس میں سے نہیں ، اور نہ ہی وہ (قیامت کے دِن میرے پاس (میرے) حوض (کوثر) پر آ سکے گا ، اور جو کوئی اُن اُمیروں (حکمرانوں ، دینی دُنیاوی مذھبی راہبروں راہنماؤں وغیرہ) کے جھوٹ کو سچ نہیں کہے گا، (بلکہ جھوٹ ہی کہے گا)اور ظلم کرنے میں اُن کی مدد نہیں کرے گا، تو ایسا کرنے والا، مُجھ میں سے ہے اور میں اُس میں سے ہوں، اور وہ (قیامت کے دِن میرے پاس (میرے) حوض پر آسکے گا﴾ صحیح ابن حِبان/حدیث 279/کتاب البرِ و

الاَحسان/ پہلے باب کی نویں 9، بارہویں 12، اور تیرہویں 13 حدیث، المُستدرک الحاکم/حدیث 262، سُنن الترمذی/ حدیث 2259،إِمام الالبانی رحمہُ اللہ نے صحیح قرار دِیا ، دیکھیے"""ظلال الجَنَّة فی تخریج السُّنة/ حدیث 755"""،مذکورہ بالا الفاظ صحیح ابن حبان کی روایت کے ہیں۔اِلفاظ کے کچھ اضافے اور کچھ فرق کے ساتھ یہ حدیث شریف جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہُ سے بھی اُنہی کتابوں میں روایت ہے ،اورإِمام الالبانی رحمہُ اللہ نے صحیح قرار دِیا،دیکھیے""" ظلال الجَنَّة فی تخریج السُّنة/حدیث 756"""،

::::: فقہ الحدیث ::: حدیث کی تشریح اور اُحکام :::::

اِس حدیث شریف میں یہ بتایا گیا ہے کہ مُسلمانوں میں ایسے دینی اور دُنیاوی حکمران ، راہنما، پیشوا اور رہبر وغیرہ ہوں گے ، جو نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی سُنّت کے مُطابق اختیار کیے گئے ہوں گے ، اور نہ وہ اپنے اور لوگوں کے معاملات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی سُنّت کے مُطابق نمٹاتے ہیں ، بلکہ خود ساختہ طور طریقے ،سُنّت شریفہ کے خلاف ، اللہ تبارک وتعالیٰ کے احکام مُبارکہ کے خِلاف کرتے اور کرواتے ہیں ،

جو کوئی بھی اِن لوگوں سے میل ملاپ رکھے گا ، اور اِن کی غلطیوں اور شرعی اور اخلاقی ظلم کا کِسی بھی طور ساتھ دیتے ہیں ، اللہ کے رسول کریم محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اُن سے اپنی برأت اور لا تعلّقی کا اعلان فرما رہے ہیں ، پس اُن لوگوں کی آخرت کی تباہی یقینی ہے ،

اور جو لوگ ایسے حکمرانوں ،، راہنماؤں، پیشواؤں اور رہبروں وغیرہ کے ساتھ نہ تو میل جول رکھیں گے ، اور نہ ہی اُن کی غلطیوں اور شرعی اور اخلاقی ظلم کا کِسی بھی طور ساتھ دیں گے ،اُن لوگوں کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے جنّت میں اپنے ساتھ کی خُوشخبری عطاء فرمائی ہے۔

---

20 بیسواں کام

::: مُسلمانوں کی جماعت سے علیحدگی اختیار کرنا، تفرقہ بازی، جماعت سازی، حِزب بندی وغیرہ کرنا :::

::::::: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ﴿مَنْ خَرَجَ مِنَ الطَّاعَةِ وَفَارَقَ الْجَمَاعَةَ فَمَاتَ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً وَمَنْ قَاتَلَ تَحْتَ رَايَةٍ عُمِّيَّةٍ يَغْضَبُ لِعَصَبَةٍ أَوْ يَدْعُو إِلَى عَصَبَةٍ أَوْ يَنْصُرُ عَصَبَةً فَقُتِلَ فَقِتْلَةٌ جَاهِلِيَّةٌ وَمَنْ خَرَجَ عَلَى أُمَّتِي يَضْرِبُ بَرَّهَا وَفَاجِرَهَا وَلاَ يَتَحَاشَ مِنْ مُؤْمِنِهَا وَلاَ يَفِي لِذِي عَهْدٍ عَهْدَهُ فَلَيْسَ مِنِّي وَلَسْتُ مِنْهُ::: جو (اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی) اطاعت سے نکل گیا اور (مُسلمانوں کی خاص جماعت (الجماعت) سے الگ ہو گیا، اور پھر (اِسی حالت میں) مر گیا تو وہ جہالت (یعنی شِرک و کفر) کی موت مرا، اور جو کسی (ناجائز) تعصب کی خاطر لڑا، کہ (حق و باطل کی تمیز کے بغیر ہی اپنی ذاتی پسند و نا پسند اور تعلق و لگاؤ کے بِنا پر ہونے والے تعصب کی وجہ سے) کسی جماعت (گروہ، قبیلے، علاقے وغیرہ) کے لیے غصہ کیا (اور لڑائی کی) یا (حق و باطل کی تمیز کے بغیر ہی اپنے تعصب کی وجہ سے) کسی جماعت (گروہ) کی (مدد) کی طرف بلایا، یا (حق و باطل کی تمیز کے بغیر ہی اپنی ذاتی پسند و نا پسند اور تعلق و لگاؤ کے بِنا پر ہونے والے تعصب کی وجہ سے) کسی جماعت (گروہ، قبیلے، علاقے وغیرہ) کی مدد کی، اور (ایسے کاموں میں) مارا گیا تو وہ جاھلیت (یعنی شِرک و کفر کی حالت میں قتل ہونے) والا مقتول ہے، اور جو میری اُمت کے خِلاف نکلا اور میری اُمت کے نیک اور بد سب ہی کو مارنے لگا، اور میری اُمت میں سے اِیمان والوں کی پرواہ نہ کی، اور جِس نے کِسی کے ساتھ کیا ہوا عہد (وعدہ) پورا نہ کیا تو وہ مُجھ میں سے نہیں اور میں اُس میں سے نہیں۔ (یعنی میرا اور اُس کا نبی اور اُمتی والا کوئی تعلق نہیں)﴾ صحیح مُسلم/حدیث 4892/کتاب الامارۃ/باب 13،

::::: فقہ الحدیث ::: حدیث کی تشریح اور اَحکام :::::

رحمت ، شفقت ،اور انسانیت کے معلم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی یہ تعلیمات دیکھیے اور آج اُن قوموں اور اُن شخصیات کو دیکھیے جو اپنے طور اِنسانیت کے ٹھیکیدار بنے ہوئے ہیں کہ اِسی اِنسانیت اور حقوق ءِ انسان ، اور آزادی حقوق وغیرہ قِسم کے نعروں کے پردے میں اِنسانوں کی جان ، مال اور عزت لوٹنے میں کچھ بھی دیر نہیں کرتے ، رتّی برابر بھی نہیں ہچکچاتے ،اِسلام کے پہلے اَدوار میں اِنسانوں کی غلامی کے خلاف شور مچاتے ہیں اور عملی طور پر ساری دُنیا کے اِنسانوں کو اپنا غلام بنانے کی کوشش میں ہی رہتے ہیں ،

اِنسانوں کی غُلامی اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے برقرار رکھی گئی ہے ، لیکن اُس نے اپنے رسول کریم محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی زُبان شریف سے غلاموں کے ساتھ سُلوک کرنے کے بارے میں جو ہدایات اعلان کروائی ہیں اُن کی روشنی میں مُسلمان معاشرے میں غلام اور باندی بے عِزت ، بے قدر ، اور مظلوم نہیں ہوتے ،

یہاں میرا موضوع اِسلام میں اِنسانوں کی غُلامی نہیں ، اِس موضوع پر کچھ بات """ محمد ہمیشہ ہمیشہ ہی عِزت اور قدر کے مستحق ہیں :::http://bit.ly/1880isE """ میں بھی کی گئی ہے ،

یہاں تو میں مذکورہ بالا حدیث شریف میں بیان فرمودہ کچھ اور باتوں کی طرف توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں ، اِن شاء اللہ ،

:::::: کون سی جماعت کے ساتھ رہنے کا حکم دِیا گیا ہے ؟ ::::::

اِس حدیث مُبارک کو کچھ لوگ اپنی اپنی خود ساختہ ، نام نہاد اور بزعم خود قِسم کی اِسلامی جماعت ، اِسلامی تحریک ،اِسلامی مجلس ، تبلیغی جماعت ،اِصلاحی کونسل ، وغیرہ ، وغیرہ ، کی دُرُستگی کی دلیل بناتے ہیں ، اور لوگوں کو یہ دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ چونکہ جماعت سے علیحدگی کو جاھلیت قرار دیا گیا ہے لہذا اُن کی جماعت میں شامل ہوا جائے ،

قارئین کرام ، غور فرمایے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے """ الجماعت """ فرمایا

ہے ، جو کسی بھی اَول فَول جماعت کا ذِکر نہیں ، بلکہ ایک خاص جماعت کا ذِکر ہے ، اگر کسی بھی جماعت کا ذِکر کرنا ہوتو""" جماعت """ فرمایا جاتا،

لہٰذا جاننے اور سمجھنے کی بات یہ ہے کہ وہ کونسی """الجماعت یعنی خاص جماعت """جِس کے ساتھ جُڑ کر رہنا لازم ہے ؟؟؟

جی ، وہ """الجماعت یعنی خاص جماعت """جِس کے ساتھ جُڑ کر رہنا لازم ہے، اور جِسے چھوڑنا ، اور جِس کی مخالفت کرنا جاھلیت ہے ، وہ """الجماعت یعنی خاص جماعت """صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی جماعت ہے ، جِسے اللہ تبارک و تعالیٰ نے بعد والے مُسلمانوں کے اِیمان و عمل کی دُرستگی کی کسوٹی مقرر فرمایا ہے ،

[[[اِس موضوع کو سمجھنے کے لیے درج ذیل دو مضامین کا مطالعہ فرمایے، اِن شاءاللہ مفید ہو گا :

(1) صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے فہم کی حُجیت : http://bit.ly/1xLOI1t

(2) احکام ِشریعت جاننے کی کسوٹیاں : http://bit.ly/10kvpkQ]]]،

آگے چلنے سے پہلے میں یہاں ایک اور حدیث شریف ذِکر کرتا چلوں ، جو اِس موضوع کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی مُراد کے مُطابق سمجھنے کے لیے بہت ہی اہم ذریعہ ہے ،

حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ ُ کا کہنا ہے کہ ''' كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم عَنِ الْخَيْرِ ، وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِي ::: لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے خیر کے بارے میں پوچھا کرتے اور میں اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے شرّ کے بارے میں سوال کیا کرتا ، اِس ڈر سے کہ کہیں وہ شرّ مجھے قابو نہ کر لے (اور میں اُسے جانتا سمجھتا ہی نہ ہوں)'''،

پس میں نے سوال عرض کیا ''' يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا كُنَّا فِي جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٍّ ، فَجَاءَنَا اللَّهُ بِهَذَا الْخَيْرِ ، فَهَلْ بَعْدَ هَذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ ::: اے اللہ کے رسول ، ہم لوگ جہالت اور شرّ میں تھے ، تو اللہ ہمارے پاس یہ (دِین اِسلام کی) خیر لے کر آیا ، تو کیا اِس خیر کے بعد بھی کوئی شرّ ہے ؟'''،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ﴿نَعَمْ ::: جی ہاں ﴾،

میں نے پھر عرض کی """وَهَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ ::: اور کیا اِس شرّ کے بعد کوئی خیر ہے""،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ﴿نَعَمْ ، وَفِيهِ دَخَنٌ ::: جی ہاں، (خیر تو ہے، لیکن) اور اُس (خیر) میں دُھندلا پن ہے ﴾،

میں نے پھر عرض کی """وَمَا دَخَنُهُ ؟ ::: اور اُس کا دھندلا پن کیا ہے ؟""،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ﴿قَوْمٌ يَهْدُونَ بِغَيْرِ هَدْيِي تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ ::: (اُس کا دھندلا پن) ایسے گروہ جو میری (دی ہوئی) ہدایت کے بغیر ہدایت دینے کی کوشش کریں گے ، تُم اُن لوگوں میں خیر اور شر دونوں ہی پاؤ گے ﴾،

میں نے پھر عرض کی """فَهَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ ؟ ::: تو کیا پھر اُس خیر کے بعد کوئی اور شرّ ہے ؟""، تو ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ﴿نَعَمْ دُعَاةٌ إِلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ ، مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوهُ فِيهَا ::: جی ہاں ، ایسے داعی (اِسلام کی دعوت دینے والے ، تبلیغ کرنے والے) جو جہنم کے دروازوں پر (کھڑے) ہوں گے ، جو کوئی اُن کی (مان کر اُن کی) طرف جائے گا ، اُسے جہنم میں ڈبو دیں گے ﴾،

میں نے پھر عرض کی """يَا رَسُولَ اللَّهِ صِفْهُمْ لَنَا ::: اے اللہ کے رسول ، ہمارے لیے اُن کی نشانیاں بیان فرما دیجیے""، تو ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ﴿هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا ، وَيَتَكَلَّمُونَ بِأَلْسِنَتِنَا ::: وہ لوگ ہماری جِلد (یعنی ہماری اُمت) میں سے ہوں گے ، اور ہماری ہی زبانوں میں بات کرتے ہوں گے ﴾،

میں نے پھر عرض کی """فَمَا تَأْمُرُنِي إِنْ أَدْرَكَنِي ذَلِكَ ؟ ::: اگر مجھے یہ کچھ ملے تو آپ میرے لیے کیا حکم فرماتے ہیں ؟""، تو ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ﴿تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ ::: (اگر تم ایسے لوگ اور حالات پاؤ تو میرا حکم یہ ہے کہ) تُم مُسلمانوں

کی جماعت اور اُن کے اِمام کے ساتھ مضبوطی سے جُڑے رہو ﴾،

میں نے پھر عرض کی """فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلاَ إِمَامٌ ؟:::اور اگر مُسلمانوں کی کوئی جماعت بھی ہو، اور نہ ہی کوئی اِمام ہو تو ؟"""،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا﴿فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا ، وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ حَتَّى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلَى ذَلِكَ::: (جب ایسا ہو تو میرا حکم یہ ہے کہ)اُن تمام گروہوں سے الگ رہو ، خواہ تُمہیں (زندہ رہنے کے لیے) درخت کی جڑ چُوسنا پڑے ، یہاں تک کہ تُمہیں (اُن سب سے علیحدگی والی)اِس حالت میں موت آجائے﴾ صحیح بخاری شریف/حدیث 3606/کتاب المناقب/باب 25،، صحیح بخاری شریف/حدیث 7084/ کتاب الفتن/باب 11،،

اس کے علاوہ الفاظ کے کچھ تبدیلی اور کمی و بیشی کے ساتھ اس روایت کے درج ذیل حوالہ جات بھی ہیں::: صحیح مسلم شریف/حدیث 4890/کتاب الإمارة/باب 13،،

صحیح مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں جو کہ مزید وضاحت کرنے والے اور فیصلہ کن ہیں کہ ﴿قَوْمٌ يَسْتَنُّونَ بِغَيْرِ سُنَّتِي وَ يَهْدُونَ بِغَيْرِ هَدْيِي تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ :::(اُس کا دھندلا پن)ایسے گروہ (ہوں گے)جو میری سُنّت کے علاوہ سُنتیں اپنائیں گے ، اور میری (دی ہوئی) ہدایت کے بغیر ہدایت دینے کی کوشش کریں گے ، تُم اُن لوگوں میں خیر اور شر دونوں ہی پاؤ گے﴾،

حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہُ والی اِس حدیث شریف میں بہت وضاحت کے ساتھ یہ بتایا گیا ہے کہ مُسلمانوں میں طرح طرح کی دعوتیں دینے والے ہوں گے ، جو مُسلمانوں کی جِلد میں ہی ہوں گے ، یعنی اِسلام سے ہی منسوب ہوں گے ، مُسلمان ہی دِکھائی دیں گے ، اور مُسلمانوں کے لب و لہجوں میں ہی بات کریں گے ، یعنی اُن کی باتیں اِسلام کے انداز میں ہی ہوں گی ، لیکن ہر کوئی اپنی دعوت کو دُرُست کہے گا اور اُسی کی طرف بلائے گا ، اور وہ سب کے سب جہنم کے گڑھوں کے کناروں پر کھڑے ہوں گے ، جو کوئی اُن کی دعوت کو قُبول کرے گا اُسے حقیقی اِسلامی منہج یعنی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی سُنّت شریفہ اور تعلیمات مُبارکہ سے اِس قدر گمراہ کر دیں گے کہ وہ جہنم میں جا گرے گا،

لیکن ،ہمیں اِن دعوتوں میں سے کسی بھی دعوت کو قبول نہیں کرنا ،کسی بھی جماعت ، کسی بھی گروہ کسی بھی حِزب کی دعوت کو قُبول نہیں کرنا ،اگر مُسلمانوں کی کوئی ایسی جماعت ہو جِس پر سب ہی مُسلمانوں کا اتفاق ہو ،اور کوئی ایسا حکمران ، راہنما و رہبر ہو جس پر سب ہی مُسلمانوں کا اتفاق ہو تو اُس جماعت کے ساتھ رہنا ہے اور اُس حکمران ، راہنما و رہبر کی اطاعت کرنا ہے ،اور اگر ایسا کچھ نہیں تو سب جماعتوں سے الگ رہنا ہے خواہ درختوں کی جڑیں چوس کر ہی زندگی بسر کرنا پڑے ،

میرے محترم ، قارئین ،ابھی ابھی ذِکر کردہ دوعدد احادیث شریفہ میں ،اور جماعت کے ساتھ جڑنے اور جماعت کی مخالفت نہ کرنے کی تمام صحیح احادیث شریفہ میں کسی شک و شبے کے بغیر صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی جماعت کا ذِکر ہے ،اُس جماعت کا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی تربیت یافتہ تھی ،اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے خصوصی ہدایت پائے ہوئے لوگوں پر مشتمل تھی ،

اور دُوسرا مُسلمانوں کی ایسی جماعت کا ذِکر ہے جِس پر اور جِس کے اُمیر پر تمام تر مُسلمانوں کا اتفاق ہو ،

لہذا یہ بات بالکل واضح ہے کہ اِن دو احادیث شریفہ کے عِلاوہ اور بھی جتنی صحیح احادیث مُبارکہ جماعت سے جڑنے کا ذِکر لیے ہوئے ہیں اُن تمام احادیث مُبارکہ میں لوگوں کی بنائی ہوئی کسی بھی جماعت کا ذِکر نہیں ہے ،اور کسی کے لیے کسی قِسم کی جماعت سازی کی کوئی دلیل نہیں ،

اگر مُسلمانوں میں جماعتیں بنانے اور جماعت سازی کے بنیاد پر اپنی اپنی کوششوں کو الگ کر لینا دُرُست ہوتا تو صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین بھی جماعتیں بناتے ، کہ اُن کے زمانے میں جب کہ لاکھوں لوگ جوق در جوق اِسلام میں داخل ہو رہے تھے ، جِہاد و فتوحات کا عمل مسلسل جاری تھا ،

جماعت سازی اور جماعتی کوششوں کی آج سے زیادہ ضرورت تھی، لیکن وہاں ایسا کچھ نہیں کیا گیا، اِس مسئلے میں ایک بات بہت اچھی طرح سے سمجھنے کی ہے، کہ، کہیں کسی یا چند معاملات کی اصلاح کے لیے، یا کوئی یا چند شرعی اھداف کے حصول کے لیے اگر کچھ مُسلمان مل کر کوئی اجتماعی کوشش کریں تو ایسی کسی کوشش کا آغاز کرنے والوں کو اپنی اور اپنے ساتھیوں کی تعلیم وتربیت اور اپنے انتظامی امور کو اس طرح واضح رکھنا چاہیے کہ وہ کوئی مُستقل جماعت نہیں، کوئی الگ مسلک یا مذھب نہیں، بلکہ فلاں فلاں جائز شرعی مقصد یا مقاصد کی تکمیل تک کے لیے ساتھیوں کے ایک گروہ کی صُورت میں کام کرنے والے ہیں، اور جو کوئی بھی ذمہ داریاں یا عہدے مُقرر کیے گئے ہیں وہ فقط اُس ھدف یا اھداف کے حصول تک انتظامی امور کے لیے ہیں، لہٰذا اُس کے بعد اُس گروہ کی تحلیل ہو جائے گی،

لیکن عملی طور پر ایسا ہونا تقریباً نا ممکن ہے کیونکہ اِنسانی فِطرت میں سے ہے کہ وہ جس چیز کے ساتھ اپنی رغبت کے ساتھ منسوب ہو جاتا ہے اس چیز کو شاذ و نادر ہی چھوڑتا ہے، لہٰذا اگر کوئی، یا کچھ لوگ اپنے ہر ایک ساتھی کے بارے میں یہ یقین رکھتے ہوں کہ وہ اپنے ھدف کے حصول کے بعد گروہ یا جماعت وغیرہ کے برقرار رہنے پر بضد نہیں رہے گا یا ایسی کوئی کوشش نہیں کرے گا تو پھر اجتماعی طور پر کسی کام کے لیے کوشش کی جاسکتی ہے۔

لیکن ،،، بہر صُورت سب سے زیادہ خیر والے کام اللہ کے رسول کریم محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے ہیں، اور پھر اُن کے خُلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین کے، اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت کے، لہٰذا ہمیں اُنہی کے طریقوں کو اپنانا چاہیے، جہاں فرد کی اِصلاح، معاشرے کی اِصلاح ہے، جماعتی کوششیں وہاں کہیں نہیں ملتیں۔

اکیسواں کام 21

:::رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم کی سُنّت مُبارکہ کی دلیل کے بغیر کوئی عقیدہ رکھنا :::

:::::::عُبادہ بن صامت رضی اللہ عنہُ نے اپنے بیٹے سے کہا """اے میرے بیٹے، تم کبھی بھی إِیمان کا حقیقی مزہ نہیں پا سکتے جب تک کہ تُم یہ نہ سیکھ جاؤ کہ، جو کچھ بھی تمہیں ملا ہے وہ تُم سے رہ جانے والا نہیں تھا، اور جو کچھ بھی تمہیں نہیں ملا وہ تمہیں ملنے والا نہیں تھا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم کو یہ اِرشادفرماتے ہوئے سُنا﴿إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ تعالیٰ القَلَمَ ، فَقَالَ لَهُ """أُكتُب""" قال """ رَبِّ و مَاذَا أَكتُبُ ؟""" قال """ أُكتُب مَقادِيرَ كُلِّ شَيءٍ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ""":::اللہ تعالیٰ نے (تمام تر مخلوق میں) سب سے پہلے قلم تخلیق فرمایا (یعنی پہلی دفعہ عدم سے وجود میں لایا کِسی سابقہ مثال یا مواد کے بغیر) اور قلم کو حکم فرمایا """لکھو"""، قلم نے کہا """اے میرے رب کیا لکھوں """،اللہ تعالیٰ نے فرمایا """قیامت تک ہونے والی ہر چیز (بات کام واقعات وغیرہ) کی تقدیر لکھو"""﴾،

اور میرے بیٹے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم کو یہ اِرشادفرماتے ہوئے بھی سُنا کہ﴿مَن مَاتَ عَلَى غَيرِ هَذَا فَلَيسَ مِنِّي:::جو اِس (عقیدے) کے عِلاوہ کِسی اور (عقیدے) پر مرا تو وہ مجھ سے نہیں﴾سُنن أبي داؤد/حدیث4702/کتاب (شرح)السُنة/باب 17 کی دسویں حدیث،إِمام الالبانی رحمہُ اللہ نے صحیح قرار دِیا، صحیح الجامع الصغیر وزیادتہ/حدیث890،

::::: فقہ الحدیث::: حدیث کی تشریح اور أحکام:::::

اِس حدیث شریف میں ہمارے محبوب رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم نے بتا دِیا ہے، سمجھا دِیا ہے کہ جو کوئی بھی اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم کے بتائے اور سِکھائے ہوئے عقیدے کے عِلاوہ کوئی اور عقیدہ رکھے گا، وہ اللہ کے ہاں اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم کی اُمت میں شُمار

نہیں ہو گا،اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم قیامت والے دِن اُس سے بری ہیں ،
اِس کے ساتھ ساتھ اِس حدیث شریف میں ہمیں عقیدے کے اہم مسائل میں سے اس مسئلے کا بھی پتہ چلا کہ :::

:::::: سب سے پہلی مخلوق ::::::

جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے تخلیق فرمائی وہ قلم تھا، نہ کہ کوئی اور چیز ، جیسا کہ جھوٹی من گھڑت روایات میں کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا نُور تخلیق کیا، یہ بات کہ سب سے پہلی مخلوق نبی اللہ محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا نُور تھی ، کسی طور پر بھی ثابت نہیں ہوتی،

بلکہ حق یہ ہی کہ اللہ سُبحانہُ و تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو تخلیق فرمایا،اور پھر جب جیسے جیسے چاہا جِس جِس مخلوق کو چاہا تخلیق فرمایا،اور اُس مخلوق میں مُحمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا نُور نامی کوئی چیز نہ تھی،

::::::: اور یہ بھی پتہ چلا کہ زمین اور آسمان کی تخلیق فرمانے سے پچاس ہزار پہلے اِسی قلم نے اپنے اکیلے لا شریک خالق اللہ جلّ جلالہُ کے حکم کے مطابق باقی ساری مخلوقات کی تقدیر لکھی،اِس واقعے کی خبر بھی اللہ عزّ و جلّ نے اپنے خلیل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی زُبان مُبارک سے ادا کروائی کہ ﴿كَتَبَ اللَّهُ مَقَادِيرَ الْخَلاَئِقِ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضَ بِخَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ قَالَ وَعَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ:::اللہ نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق فرمانے سے پچاس ہزار پہلے تمام مخلوق کی تقدیر لکھ دی ، (مزید یہ بھی) فرمایا،اور (اُس وقت)اللہ کا عرش پانی پر تھا﴾ صحیح مُسلم/حدیث 6919/کتاب القدر/باب 2،

یہاں میں، عقیدے کے ایک اور اہم نکتے کی طرف بھی توجہ مبذول کرنا چاہتا ہوں،اور وہ یہ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے عِلاوہ کوئی اور خالق نہیں ہے، تخلیق کرنا صرف اللہ تبارک و تعالیٰ کی صِفت ہے،اِس مسئلے کو سمجھنے کے لیے """ خلق """،اور،""" جعل """ کا فرق سمجھنا لازم ہے،

::::::: خلق، اور جعل، تخلیق کرنا، اور بنانا، کا فرق :::::::

"""خلق """کا معنیٰ اور مفہوم ::: کسی چیز کو بالکل نئے سِرے سے عدم سے وجود میں لانا ہے، کسی سابقہ مثال اور کسی سابقہ مواد کے بغیر،

اور """جعل """کا معنیٰ ہے ::: کسی پہلے سے موجود مواد کو، یا کچھ مختلف مواد کو کسی نئی شکل یا انداز میں، کسی نئی چیز کے طور پر بنانا،

عربوں میں """خلق ، اور تخلیق """وغیرہ مجازی طور پر دُوسرے معنیٰ اور مفہوم میں بھی اِستعمال کیے جاتے رہے ہیں، اور قُرآن کریم بھی اِستعمال فرمائے گئے ہیں،

لہذا اِس دُوسرے مفہوم میں، اللہ کے عِلاوہ کسی اور کو خالق کہا جا سکتا ہے، لیکن کہنے ، سُننے اور پڑھنے والوں کو یہ عِلم ضرور ہونا چاہیے کہ حقیقی خالق سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں، اللہ تبارک و تعالیٰ کے علاوہ کسی کو خالق کہنے سے مُراد بالکل نئے سِرے سے کسی نئی چیز کو ایجاد کرنے والا ، تخلیق کرنے ، عَدم سے وجود میں لانے والا نہیں ، بلکہ کسی پرانی چیز کو ، یا کچھ پہلے سے موجود چیزوں کو کسی نئے انداز میں بنانے والا ہے،

اِس مسئلے کو تفصیل سے سمجھنے کے لیے ، سُورت المؤمنون/آیت 14 کی تفسیر کا درج ذیل کُتبِ تفسیر میں مطالعہ فرمایے :

::: (1) ::: التفسیر الوسیط للقرآن الکریم/جامع ازھر کے مجمع البحوث کے عُلماء کے ایک مجموعے (گروپ) کی تیار کردہ ہے،

::: (2) ::: الجامع لأحکام القُرآن (فسیر القرطبیّ)/ إمام إبو عبداللہ محمد بن إحمد شمس الدین القرطبیّ رحمہُ اللہ،

::: (3) ::: زاد المسیر فی عِلم التفسیر/إمام ابو الفرج عبدالرحمٰن بن علی ابن الجوزی رحمہُ اللہ،

::: (4) ::: فتح القدیر/إمام محمد بن علی الشوکانہ رحمہُ اللہ،

::: (5) :::مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر، تفسیر الرازی)/ إمام ابو عبداللہ ، محمد بن عُمر فخر الدین الرازی رحمہُ اللہ،

::: (6) ::: التحریر والتنویر (المعروف بتفسیر ابن عاشور)/علامہ محمد الطاہر بن محمد ابن عاشور رحمہُ اللہ،

::: (7) ::: أضواء البیان فی إیضاح القُرآن بالقرآن/علامہ محمد الامین بن محمد المختار الشنقیطی رحمہُ اللہ ،

بائیسواں کام 22

::: ناانصافی ،اور بے رحمی کرنا :::

::::::: سعد رضی اللہ عنہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ """ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لِلْخَلِيفَةِ مِنْ بَعْدِكَ؟:::اے اللہ کے رسول ،آپ کے بعد (ہونے والے) خلیفہ کے لیے کیا (مُقام ،اور اَجر و ثواب) ہے؟""" ،

تو اِرشاد فرمایا ﴿مِثْلُ الَّذِي لِيَ إِذَا عَدَلَ فِي الْحُكْمِ وَقَسَطَ فِي الْبَسْطِ وَرَحِمَ ذَا الرَّحِمِ فَخَفَّفَ. فَمَنْ فَعَلَ غَيْرَ ذَلِكَ فَلَيْسَ مِنِّي وَلَسْتُ مِنْهُ ::: اُس کے لیے وہی ہے جو میرے لیے ہے ، اگر اُس نے فیصلے کرنے میں اِنصاف کیا ، اور لوگوں کو (مال و جاہ) دینے میں اِنصاف کیا ،اور رحم کے قابل لوگوں پر رحم کرتے ہوئے (اُن لوگوں کے لیے) آسانی کی ،اور جِس کِسی نے اِس کے عِلاوہ (طور طریقے کے مُطابق کام) کیا تو وہ مُجھ میں سے نہیں اور میں اُس میں سے نہیں﴾الفوائد للتمام/حدیث1169 ،

إِمام الالبانی رحمہُ اللہ نے صحیح قرار دِیا، تفصیل کے لیے دیکھیے ،إِرواءُ الغلیل / حدیث 1241 کے ضمن میں ،

::::: فقہ الحدیث ::: حدیث کی تشریح اور اَحکام :::::

چونکہ ہر ایک مُسلمان کسی نہ کسی طور ، کہیں نہ کہیں دینے والوں میں شامل ہوتا ہے یہ حدیث شریف عمومی طور ہر ایک مُسلمان کے لیے بہت بڑی خوشخبری لیے ہوئے ہے ،اور اِس کے ساتھ ساتھ ایک خوفناک انجام کی خبر بھی ، اور خصوصی طور پر مُسلمانوں میں حکمرانوں ، قاضیوں ، سربراہوں ،مال و جاہ والوں ، کے لیے ،

کہ اُن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے دُوسروں سے زیادہ قوت، قُدرت، مال، اور جاہ عطاء کی ہوتی ہے لہٰذا اُن لوگوں کو دُوسروں سے کہیں زیادہ اِنصاف اور رحم کرنا چاہیے ،اور ہر ایک معاملے میں پُوری طرح سے رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی پیروی کرنا چاہیے، اگر توایسا کریں تو اللہ کے ہاں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے خلیفہ قرار پائیں گے، اوراُسی طرح اُجر و ثواب پائیں گے جِس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو بحیثیت حکمران، قاضی اور رحم کرنے والے کے عطاء فرمائے گا،

اور اگر ایسا نہیں کریں گے، اور اپنی من مانی کریں گے، نہ ہی اِنصاف کریں گے اور نہ ہی رحم، تو پھر اللہ کے ہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے خلیفہ تو کیا، اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی اُمت میں بھی شُمار نہ ہوں گے۔

تئیسواں کام 23

::: مخالف جِنس کی مُشابہت اختیار کرنا، نقالی کرنا :::

::::::: عبداللہ بن عَمرو رضی اللہ عنہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ﴿لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَشَبَّهَ بِالرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ وَلاَ مَنْ تَشَبَّهَ بِالنِّسَاءِ مِنَ الرِّجَالِ ::: جس عورت نے مَردوں کی مُشابہت اختیار کی،اور جس مَرد نے عورتوں کی مُشابہت اختیار کی،وہ ہم میں سے نہیں﴾مُسند احمد/حدیث7054/ مُسند عبداللہ بن عَمرو میں سے حدیث رقم 421،إِمام الالبانی رحمہُ اللہ نے صحیح قرار دِیا، صحیح الجامع الصغیر و زیادتہ/حدیث5433،

::::: فقہ الحدیث ::: حدیث کی تشریح اور اَحکام :::::

اِس حدیث شریف میں اُن مَردوں کے لیے اور اُن عورتوں کے لیے شدید وعید ہے جو اپنے انداز و اطوار، حلیے اور حرکات اپنی جنس کے مُطابق نہیں رکھتے، بلکہ مخالف جِنس والے رکھتے ہیں، گو کہ اِس کے بہت سے نفسیاتی اسباب بیان کیے جاتے ہیں، لیکن در حقیقت اِس کا اصل سبب یہ ہوتا ہے کہ وہ لوگ شیطان کے وسوسوں کا شِکار ہو چکے ہوتے ہیں، اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی تخلیق پر عملی طور پر اعتراض کر رہے ہوتے ہیں کہ اُنہیں تو مخالف جِنس میں ہونا چاہیے تھا، لہٰذا وہ اُس جِنس کی نقالی کرتے ہیں،

مَردوں میں کئی ایسے دِکھائی دیتے ہیں جو عورتوں کی طرح بال لمبے رکھتے ہیں، چہرے کو چھیل کر رکھتے ہیں، لباس کے انداز، رنگ ڈھنگ ایسے رکھتے ہیں جو عورتوں کے لیے ہی ہوتا ہے، مثلاً رنگ برنگ کڑھائی والے لباس، ریشمی لباس، اور عورتوں کی چادروں، دوپٹوں اور اوڑھنیوں کی طرح چادریں، دوپٹے اور اوڑھیناں لٹکاتے ہیں،

اور اِسی طرح عورتوں میں ایسی ہوتی ہیں جو مَردوں کے طرح بال کٹواتی ہیں، مَردوں کے جیسے لباس پہنتی ہیں، چال ڈھال، بات چیت کے انداز مَردوں جیسے اپناتی ہیں،

لیکن یہ سب لوگ، یا تو جانتے ہی نہیں اور یا پھر جانتے بوجھتے ہوئے، عقل، فلسفے، منطق، اور اِسی قِسم کی دوسری خرافات کے نام پر شیطان کے شِکار ہو کر ایک دوسرے کی نقالی کرتے رہیں جو اللہ جلّ شانُہُ کے کام پر اعتراض ہے، اِس لیے اُن کے لیے یہ سزا سُنا دی گئی کہ وہ لوگ آخرت میں اُمت محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلاۃ والتسلیم میں شُمار نہیں کیے جائیں گے۔

الأحادیث الضعیفہ أو الموضوعۃ ::: کمزور، نا قابل حُجت، خود ساختہ جھوٹی روایات

::::::: (1) ::::::: قتادہ رضی اللہ عنہُ سے روایت کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ﴿مَن زارَ القُبُورَ فَلَیسَ مِنَّا ::: جس نے قبروں کی زیارت کی وہ ہم میں سے نہیں ﴾ مصنف عبدالرزاق / حدیث 6705، باب فی زیارۃ القُبورِ، سلسلۃ الاحادیث

الضعیفۃ والموضوعۃ/حدیث 5506۔

خیال رہے کہ اِس مذکورہ بالا روایت کے ضعیف ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ علی الاطلاق قبروں کی زیارت، یعنی قبرستانوں میں جانا جائز نہیں ہے، بلکہ آخرت اور موت کو یاد کرنے اور یاد رکھنے کے لیے قبروں کو دیکھنا جائز ہے، جیسا کہ صحیح حدیث شریف میں اِرشاد فرمایا گیا ہے کہ ﴿قَدْ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَقَدْ أُذِنَ لِمُحَمَّدٍ فِي زِيَارَةِ قَبْرِ أُمِّهِ فَزُورُوهَا فَإِنَّهَا تُذَكِّرُ الآخِرَةَ::: تھا﴾ سُنن الترمذی/حدیث 1074/کتاب الجنائز/باب 60، إمام الالبانی رحمہُ اللہ نے صحیح قرار دِیا، کچھ مختلف الفاظ میں یہ حدیث صحیح مُسلم/کتاب الجنائز/باب 36 میں بھی ہے،

پس، صِرف اپنے آپ کو آخرت اور موت کی یاد دھانی کروانے کی غرض سے قبرستان جانا، قبروں کو دیکھنا یعنی اُن کی زیارت کرنا جائز ہے، کِسی اور مقصد کے لیے نہیں،

اور مَرد و عورت دونوں کے لیے جائز ہے،

اِس مسئلے کو ٹھیک طور پر سمجھنے کے لیے دیکھیے إمام الالبانی رحمہُ اللہ کی """احکام الجنائز و بِدعُھا/مسئلہ 116/صفحہ 229/مطبوع مکتبۃ المعارف، الریاض،

خیال رہے کہ عورت کو گھر سے نکلنے کی دیگر شرائط، یعنی پردہ اور محرم کا ساتھ وغیرہ پوری کرنا ہی ہوں گی۔

::::::: (2) ::::::: أبی نجیح یسار رحمہُ اللہ سے روایت کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ﴿مَنْ قَدَرَ عَلَى أَنْ يَنْكِحَ فَلَمْ يَنْكِحْ فَلَيْسَ مِنَّا::: جِس کے پاس نِکاح کرنے کی قُدرت ہو اور وہ نِکاح نہ کرے تو وہ ہم میں سے نہیں﴾ سُنن الدارمی/حدیث 2164، کتاب النکاح/باب 1، الحث علیٰ التزویج،

اور کچھ کتب میں، اِن ہی سے یہ الفاظ روایت ہیں کہ ﴿من کان مُوسراً لأن يَنكِحَ فَلَم

يَنكِح فَلَيسَ مِني ::: جِس کے لیے نِکاح کرنا میسر ہو اور وہ نِکاح نہ کرے تو وہ مُجھ میں سے نہیں﴾ دونوں روایات ہی ضعیف یعنی کمزور، نا قابل حُجت اور نا قابل اعتماد و عمل ہیں، تفصیل کے لیے دیکھیے، سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ/حدیث 1934۔

::::::: (3) ::::::: عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا﴿مَن وطیء حبلیٰ فَلَيسَ مِنَّا:::جِس نے حاملہ عورت کے ساتھ ہم بستری کی وہ ہم میں سے نہیں﴾ سلسلہ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ/حدیث 4394/م۔

::::::: (4) ::::::: سمرۃ رضی اللہ عنہُ سے روایت کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا﴿لا تَساكِنُوا المُشرِكِينَ و لا تُجَامِعُوهُم فَمَن سَاكَنَهُم أو جَامَعهُم فَلَيس مَنَّا :::مُشرکوں کے ساتھ مت رہو، اور نہ ہی اُن کے ساتھ معاشرتی تعلق رکھو، جِس نے اُن کے ساتھ معاشرتی تعلق رکھا تو وہ ہم میں سے نہیں﴾المُستدرک الحاکم/حدیث 2627،

اِس کی سند میں اسحاق بن ادریس ہے جو الأسواری ہے، اور بالاتفاق متروک ہے، اور اِمام ابن معین رحمہُ اللہ نے کہا """جھوٹا ہے، حدیثیں گھڑتا ہے"""، المیزان، (تعلیقات علیٰ ما صححہ الحاکم و وافقہ الذہبی/حدیث 442/ص 155)،

::: ایک وضاحت ::: اِس روایت میں جو حکم ذِکر ہوا ہے، وہ بالکل دُرست ہے جو کئی دیگر صحیح احادیث شریفہ اور صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین صحیح ثابت شدہ اقوال میں ملتا ہے،

الحمد للہ، اِس کی کچھ تفصیل درج ذیل ربط پر میسر ہے، http://bit.ly/YDgka7

اور """ غیر مُسلموں کے تہواروں میں شمولیت""" نامی مضمون میں بھی نشر کر چکا ہوں، جو درج ذیل ربط پر مُیسر ہے، http://bit.ly/Ur6d6F

:::::: (5) :::::::أمیر المؤمنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہُ وأرضاہُ کے بارے میں کہا گیا کہ انہوں نے منبر پر خطاب کرتے کہا"""اے لوگو، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ ﴿إِيَّاكُم و اللِبَاس الرُهبَانِ فَإِنَّهُ مَن تَرهَب أو تَشبَهه فَلَيسَ مِنِّي::: خبر دار، تُم لوگ راھبوں کے لباس سے دُور رہو، کیونکہ جس نے راھبانیت اختیار کی، یا (راھبوں کی) مُشابہت کی وہ مُجھ میں سے نہیں﴾"""، المعجم الأوسط للطبرانی/حدیث 3909،

إِمام علی بن أبی بکر الھیثمی رحمہُ اللہ نے مجمع الزوائد/کتاب اللباس/باب 17، میں کہا کہ اسے طبرانی نے (معجم) الاوسط میں اپنے اُستاد، علی بن سعید الرازی سے روایت کیا ہے، اور وہ ضعیف ہے،،، مزید تفصیل کے لیے دیکھیے، سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ والموضوعہ/حدیث 3234،

::: ایک وضاحت :::اس روایت کا ضعیف ہونا، اور راھبانیت کا ناجائز ہونا دونوں الگ الگ معالمے ہیں، راھبانیت بہر طور اِسلام میں جائز نہیں، کسی کے دِل میں اِس ضعیف روایت کی وجہ سے یہ خیال نہ آئے کہ چونکہ یہ روایت ضعیف ہے لہٰذا راھبانیت اور راھبانیت والے کام اِسلام میں جائز ہیں۔ سترہویں، اور اٹھارہوں کام میں اس کا ذِکر پہلے کیا جا چکا ہے

:::::: (6) :::::::عبداللہ ابن عباس سے روایت کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا﴿مَن توضاء بعد الغُسلِ فَلَيس مِنَّا:::جِس نے غُسل (کرنے) کے بعد وضوء کیا وہ ہم میں سے نہیں﴾،

إِمام علی بن أبی بکر الھیثمی رحمہُ اللہ نے مجمع الزوائد/باب فیمن توضأ بعد الغُسل میں لکھا """اِس حدیث کو الطبرانی نے اپنی، معجم الکبیر اور الأوسط اور الصغیر میں روایت کیا ہے، اور الأوسط کی سند میں سلیمان بن أحمد ہے جِسے ابن معین نے جھوٹا قرار دِیا ہے اور دوسروں نے ضعیف قرار دِیا ہے، اور (صِرف) عبدان نے باأعتماد کہا ہے (جو کہ دُرُست نہیں)،

مزید تفصیل کے لیے دیکھیے ، سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ/حدیث 5535،

:::::: (7) ::::::: معقل بن یسار رضی اللہ عنہ ُ سے روایت کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا﴿مَن فَرَّقَ فَلَیسَ مِنَّا ، قال ، أشد الفرقه بین الأبنِ و أُمِهِ و الأخوة ::: جس نے جُدائی ڈالی وہ ہم میں سے نہیں ، اور کہا ، سب سے شدید (دُکھ، نقصان اور برائی والی) جُدائی ماں اور بیٹے کے درمیان، اور بھائیوں کے درمیان ہوتی ہے﴾،

إِمام علی بن أبی بکر الھیثمی نے مجمع الزوئد / باب النھی عن التفریق بین الممالیک فی البیع، میں کہا کہ اِس حدیث کو الطبرانی نے معجم الکبیر (حدیث 553) میں روایت کیا، اور اِس کی سند میں نصر بن طریف ہے جو کہ جھوٹا ہے،

لیکن اِس مفہوم کی ایک درج ذیل حدیث شریف بھی ہے جِس کی سند حسن ہے،

:::ماں اور اولاد کے درمیان جُدائی ڈالنے والے کا انجام :::

اور وہ حدیث أبو أیوب الأنصاری رضی اللہ عنہ ُ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ ﴿مَن فَرَّقَ بَینَ وَالدَۃٍ و وَلدِھَا ، فَرَّقَ اللَّهُ بَینَهُ و بَینَ أَحبَّتِهِ ::: جس نے ماں اور اُس کی أولاد کے درمیان جُدائی ڈالی اللہ تعالیٰ قیامت کے دِن اُس کو اُس کے تمام محبوب لوگوں سے جدا کر دے گا﴾ سُنن الدارمی/حدیث 2479/کتاب السِیر/کتاب 39 ، سُنن الترمذی/حدیث 1330/کتاب البیوع/باب 52، إِمام الالبانی رحمہ ُ اللہ نے اِس کی سند کو حسن قرار دِیا۔

اور چند دیگر أحادیث بھی ہیں جن میں ماں سے اُس کی أولاد کو جدا کرنے والے کو لعنتی کہا گیا ہے۔

:::::: (8) ::::::: ابن عُمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا﴿مَن لَبِسَ الحریر و شرِب فی الفضّةِ فَلَیسَ مِنَّا ، و مَن خَبَّبَ

إِمرَائَۃً علیٰ زوجِھَا أو عَبداً علیٰ مَوالیہِ فِلَیس مِنَّا:::جِس نے رِیشم پہنا اور چاندی (کے برتن) میں پیا وہ ہم میں سے نہیں اور جِس نے کِسی عورت کو اُس کے خاوند کے لیے بگاڑا یا کِسی غلام کو اُس کے مالکان کے لیے بگاڑا تو ایسا کرنے والا ہم میں سے نہیں ﴾،

إِمام علی بن أبی بکر الھیثمی نے مجمع الزوئد / باب الشرب فی الآنیۃ الذھب والفِضّۃ، میں کہا کہ اِس حدیث کو الطبرانی نے معجم الکبیر اور معجم الصغیر میں روایت کیا، اور اِس کی سند میں أبو طیبہ عبداللہ بن مُسلم ہے جِسے ابن حبان نے بأعتماد کہا اور یہ بھی کہا کہ غلطیاں اور مُخالفت کرتا ہے،

یہ حدیث """فَلیسَ مِنَّا""" کے الفاظ کے ساتھ صحیح نہیں ہے، اِن الفاظ کے علاوہ اِس روایت میں جو باتیں بیان کی گئی ہیں وہ سب دیگر صحیح أحادیث میں ملتی ہیں،

جیسا کہ اِس روایت کا دوسرا حصہ ﴿جِس نے کِسی عورت کو اُس کے خاوند کے لیے بگاڑا یا کِسی غلام کو اُس کے مالکان کے لیے بگاڑا تو ایسا کرنے والا ہم میں سے نہیں ﴾جِن صحیح أحادیث میں ہے اُن میں دو سابقہ صفحات میں بیان کی جا چکی ہیں، پانچویں کام میں اِس کا ذِکر کیا جا چُکا ہے،

اور پہلا حصہ یعنی ﴿جِس نے رِیشم پہنا اور چاندی کے برتنوں میں پیا، وہ ہم میں سے نہیں ﴾ کا معنیٰ اور مفہوم، اور اِس میں بیان کیا گیا حُکم، یعنی رِیشم پہننا اور چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا حرام ہے، کئی صحیح أحادیث میں ملتا ہے، اور اِس کے عِلاوہ بھی اُن أحادیث میں عقیدے اور فقہ کے کئی مسائل ملتے ہیں، لیکن اُن صحیح احادیث میں یہ الفاظ نہیں ہیں کہ """وہ ہم میں سے نہیں"""،

اُن صحیح احادیث شریفہ میں سے چند درج ذیل ہیں:

::::: رِیشم اور دیباج پہننے اور سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے کا حُکم :::::

:::::: (1) ::::::: دُوسرے بلا فصل خلیفہ، أمیر المؤمنین عُمر الفاروق ابن الخطاب رضی اللہ عنہما و أرضاھما، اور أنس ابن مالک، عبداللہ ابن الزُبیر، اور أبی اُمامہ رضی اللہ عنہُم أجمعین کی روایات ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ﴿مَنْ لَبِسَ الْحَرِيرَ فِي

الدُّنْيَا فَلَنْ يَلْبَسَهُ فِي الآخِرَةِ:::جو کوئی دُنیا میں ریشم پہنے گا تو وہ آخرت میں ہر گز نہیں پہن پائے گا﴾ صحیح البُخاری/حدیث 5832/کتاب اللباس/باب 25، صحیح مُسلم/حدیث 5546/کتاب اللباس والزینہ/باب 2،

:::::: (2) ::::::: عبداللہ ابن عُمر، رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسوال اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا﴿إِنَّمَا يَلْبِسُ الحَرِيرَ فِي الدُنيا مَن لا خَلاقَ لَهُ فِي الآخِرةِ:::دُنیا میں تو وہ ہی ریشم پہنتا ہے جِس کے لیے آخرت (کی آسانی) میں سے کوئی حصہ نہیں ﴾،

:::::: (3) ::::::: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے خاص راز دان، حُذیفہ ابن الیمان رضی اللہ عنہُ نے بتایا کہ﴿ نَهانَا رسولُ اللَّهِ صَلّى اللَّهُ عَليهِ وعَلَى آلهِ وَسلّمَ أَنْ نَشْرَبَ فِي آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَأَنْ نَأْكُلَ فِيهَا، وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ وَالدِّيبَاجِ، وَأَنْ نَجلِسَ عَلَيْهِ:::ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے منع فرمایا کہ ہم چاندی یا سونے کے برتنوں میں کھائیں یا پئیں، اور ریشم یا دِیباج پہنیں، اور اُن (یعنی ریشم اور دیباج) پر بیٹھیں ﴾ صحیح البُخاری/حدیث 5837/کتاب اللباس/باب 27،

::: وضاحت :::

ہم سے مراد صرف صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین ہی نہیں، بلکہ تمام تر مُسلمانوں کی بات ہے، لفظ """ہم""" کی وجہ سے کسی کے لیے یہ گنجائش نہیں کہ وہ اِس حُکم کو صِرف صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے لیے خاص سمجھے، اور باقی امتیوں کے لیے ریشم پہننا اور سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا حلال سمجھے،

جی، اِس حدیث شریف میں سارے ہی مُسلمانوں کے لیے احکام ہیں، یہ یقین دہانی اور وضاحت اِنہی حُذیفہ رضی اللہ عنہُ کی بیان کردہ درج ذیل حدیث شریف میں ہے،

:::::: (4) ::::::: یہ حذیفہ ابن الیمان رضی اللہ عنہُ ایک دفعہ مدائین تشریف لے گئے،

وہاں انہوں نے پانی طلب کیا، تواُن کے چاندی کے برتن میں پانی پیش کیا گیا، حذیفہ رضی اللہ عنہُ نے وہ برتن پھینک دِیا اور فرمایا کہ ،

""" میں نے یہ برتن اِس لیے پھینکا ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اِس (قِسم کے برتنوں کے اِستعمال) سے منع فرمایا ہے ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا﴿الذَھبُ و الفِضَّۃُ والحَرِیرُ والدِّیبَاجُ ھی لَھُم فی الدُّنیا و لَکُم فی الآخِرَۃِ :::سونا ، چاندی ، ریشم اور دیباج دُنیا میں تو کافروں کے لیے ہیں اور آخرت میں تم لوگوں کے لیے ہیں﴾""" صحیح البُخاری/حدیث 5831/کتاب اللباس/ باب 25 کی چوتھی حدیث ،

::::::: (5) ::::::: چوتھے بلا فصل خلیفہ أمیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہُ وأرضاہُ ، عبداللہ بن عُمر اور أبی موسیٰ الأشعری رضی اللہ عنہم أجمعین سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اپنے سیدھے ہاتھ میں ریشم پکڑا اور اپنے اُلٹے ہاتھ میں سونا پکڑا اور فرمایا﴿إِنَّ ھَذِینِ حَرامٌ عَلَیٰ ذُکُورِ أُمتِی:::بے شک یہ دونوں چیزیں میری اُمت کے مردوں پر حرام ہیں﴾مُسند أحمد/حدیث 750 ، سُنن أبو داؤد/ حدیث 4057/باب 13 فی حریر النساء / پہلی حدیث ، سُنن النسائی/حدیث 5144/ کتاب الزینہ / باب 40 تحریم الذھب علی الرجال/ پہلی حدیث ، صحیح ابن حِبان / حدیث 5410 / کتاب اللباس وآدابہُ کی حدیث 19 ، مُسند أبی یعلی الموصلی/حدیث 80 ، 272 ، 325 ، سُنن ابن ماجہ/ حدیث 3595 / کتاب اللباس / باب 19 لبس الحریر والذھب للنساء ، کی پہلی حدیث ،

ابن ماجہ کی روایت میں یہ اِلفاظ بھی ہیں﴿حِلٌّ لِإِنَاثِھِم:::اُنکی عورتوں کے لیے حلال ہیں﴾،

::::::: (6) ::::::: ابو موسیٰ الاسعری رضی اللہ عنہُ سے روایت ہے کہ ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا﴿أُحِلَ لِإِنَاثِ أُمتِی و حُرِّمَ عَلَیٰ ذُکُورِھَا:::میری اُمت کی عورتوں کے لیے (یہ دونوں چیزیں) حلال کی گئی ہیں اور مَردوں کے لیے حرام کی گئی ہیں﴾

مُسندأحمد/حدیث 19731،،

:::::: (7) ::::::: اور اِنہی ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ ُسے یہ الفاظ بھی مروی ہیں کہ ﴿حُرِّمَ لِبَاس الحَرِیرَ و الذَہَبَ عَلیٰ ذَکُورِ أُمَتِی و أُحِلَّ لِإِنَاثِہِم :::ریشمی لباس اور سونا میری اُمت کے مردوں پر حرام کر دِیا گیا ہے اور اُن کی عورتوں کے لیے حلال کر دیا گیا ہے﴾سُنن الترمذی/ حدیث 1720/ کتاب اللباس / پہلے باب کی پہلی حدیث ، سُنن النسائی/ حدیث 5148/کتاب الزینہ/ باب 40، تحریم الذھب علی الرجال/ پانچویں حدیث ، مُسند أحمد/ حدیث 19879،

:::::: (8) ::::::: زید بن أرقم رضی اللہ عنہ ُسے روایت ہے کہ ﴿الذَّھبُ و الحَرِیرُ حَلالٌ لِإِناثِ أُمتی، حرامٌ علیٰ ذُکورِھا:::سونا اور ریشم میرے اُمت کی عورتوں کے لیے حلال ہیں اور مَردوں کے لیے حرام ہیں﴾سلسلۃالأحادیث الصحیحۃ/حدیث 1865،

إِمام الالبانی رحمہ ُاللہ کا فرمانا ہے کہ ، یہ تمام تر أحادیث أکیلی أکیلی اپنی اپنی سند میں کمزور ہیں، لیکن تمام سندوں کو سامنے رکھتے ہوئے حدیث صحیح قرار پاتی ہے کیونکہ یہ سندیں ایک دوسرے کی کمی اور کمزوری کو دور کر رہی ہیں ، تفصیلات کے لیے ملاحظہ فرمایے"""غایۃ المرام فی تخریج الأحادیث الحلال والحرام/ حدیث 77 ، اور"""ارواءُ الغلیل فی تخریج أحادیث منار السبیل/ حدیث 277 """،

::::: فقہ الاحادیث المذکورہ اعلاھا::: ابھی ذِکر کردہ احادیث کی تشریح اور أحکام :::::

::::: عقیدے سے متعلق ایک مسئلہ :::::

"""دُنیا میں ریشم ، دِیباج ، سونا ، اور چاندی پہننے والے مَرد ،اور سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے والے سب ہی لوگ (مرد و عورت) جنّت میں نہیں جائیں گے """،

توجہ فرمایے محترم قارئین ، کہ ،،،،پہلی حدیث میں فرمایا گیا ﴿فَلَنْ یَلْبَسَهُ فِی الآخِرَۃِ:::تو

﴿وہ آخرت میں ہر گز نہیں پہن پائے گا﴾ یہاں آخرت سے مُراد روز قیامت نہیں ، کیونکہ ریشم اور دِیباج کے لباس جنتیوں کو جنّت میں ملیں گے ، نہ کہ روزِ قیامت ، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے﴿وَلِبَاسُهُم فِيهَا حَرِير :::اور جنّت میں جنّتیوں کا لباس ریشم ہو گا﴾، تو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا کہ ﴿تو وہ آخرت میں ہر گز نہیں پہن پائے گا﴾ تو اِس کا مطلب یہ ہوا کہ """دُنیا میں ریشم پہننے والے جنّت میں جانے والوں میں سے نہیں ہوں گے، خواہ وہ دُنیا میں مُسلمانوں کی صفوں میں ہی رہے ہوں، مُسلمانوں کی گنتی میں ہی گنے جاتے رہے ہوں"""،

اور بالکل اِسی طرح چوتھے نمبر پر ذِکر کردہ حدیث میں سونے چاندی کے برتنوں کو دُنیا میں کافروں کے لیے اور آخرت یعنی جنّت میں اِیمان والوں کے لیے قرار فرمایا گیا ہے۔

::::: ریشم و دِیباج اور سونا پہننے، اور سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے سے متعلق فقہی مسائل :::::

(1) ممنوع چیزوں کے عِلاوہ عورتوں کے لیے سونا پہننے کی اجازت ہے،

(2) اِسلامی لباس کی شرطیں پوری کرتے ہوئے صِرف عورتوں کے لیے ریشم پہننے کی اجازت ہے،

(3) کسی خاص سبب یا ضرورت کے تحت مردوں کے لیے ریشم پہننے کی اجازت ہے۔

اس کی دلیل درج ذیل حدیث شریف ہے :::

اَنس رضی اللہ عنہ ُ کا کہنا ہے کہ ﴿ رَخَّصَ رَسُولُ اللَّهِ صَلی اللّٰہُ عَلیہِ وَسلّمَ لِلزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ فِي لُبْسِ الْحَرِيرِ لِحِكَّةٍ كَانَتْ بِهِمَا:::زبیر بن العوام اور عبدالرحمٰن بن عوف کو(جسم پر)خارش (ہونے) کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم پہننے کی اجازت عطاء فرمائی﴾ صحیح بخاری/حدیث 5839/کتاب اللباس/باب 29، صحیح مُسلم/حدیث 5552،/کتاب اللباس والزینۃ/باب 3، مذکورہ بالاالفاظ صحیح بخاری والی روایت کے ہیں،

:::اِسلامی لباس کی پابندیاں یا شرائط:::

پہلے تو یہ بات سمجھنے والی ہے کہ اُوپر بیان کردہ تمام تر أحادیث مُبارکہ میں ممانعت کا حُکم عام ہے، مرد اور عورت سب کے لیے یکساں ہے، لیکن دوسری أحادیث شریفہ کے ذریعے یہ خبر ملتی ہے کہ عورتوں کو سونا اور ریشم پہننے کی أجازت دی گئی ہے، ریشمی لباس پہننے کی أجازت، کسی بھی دُوسرے لباس کی طرح ہے،

صِرف عورتوں کے لیے ریشم پہننے کی اِس أجازت میں کہیں قُرآن کریم کی کسی آیت مُبارکہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی کِسی صحیح ثابت شُدہ حدیث شریفہ میں کوئی پابندی نہیں ملتی،

سوائے اِسلامی لباس کی اُن پابندیوں کے، جِن میں کچھ تو مرد و عورت کے لیے ایک جیسی ہیں اور کچھ الگ الگ، اور وہ پابندی کسی بھی کپڑے یا مواد سے بنے ہوئے لباس پر ایک ہی طرح سے لاگو ہوتی ہیں،

وہ پابندیاں یا شرائط درج ذیل ہیں:::

(1) لباس ایسا باریک نہ ہو جِس میں سے جِسم نظر آئے

(2) لباس ایسا چُست نہ ہو جِس میں سے پہننے والے کی جسامت معلوم ہوتی ہو،

(3) لباس کافروں کی مُشابہت والا نہ ہو

(4) لباس شہرت والا نہ ہو

(5) مَردوں کا لباس عورتوں کے لباس سے مُشابہت نہ کرتا ہو، اور عورتوں کا لباس مَردوں کے لباس سے مُشابہت نہ کرتا ہو۔

عورتوں کا لباس کی شرائط اُن کے لیے ہر جگہ اور ہر کِسی کے سامنے آتے ہوئے برقرار رہتی ہیں، سوائے خاوند کے، کافروں کی مُشابہت یعنی نقالی والے لباس کے عِلاوہ، عورت صرف خاوند کے سامنے کِسی بھی قِسم کا کوئی بھی لباس پہن سکتی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ::: تمہاری بیویاں تمہارا لباس ہیں اور تُم اُن کا لباس ہو﴾ سُورت البقرۃ(2)/

آیت 187،

::::::: (9) ::::::: انس ابن مالک رضی اللہ عنہُ سے روایت کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ((مَنْ أَمْسَى وَأَصْبَحَ وَلَيْسَ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ وَالْمُسْلِمُونَ وَالْمُسْلِمَاتُ مِنْ هَمِّهِ فَلَيْسَ مِنِّي وَلَسْتُ مِنْهُ ::: جِس نے اِس حال میں اپنی صبح اور شام کی کہ اُسے اِیمان والے مَردوں اور عورتوں ، اور مُسلمان مَردوں اور عورتوں کی کوئی فِکر نہ ہو تو وہ مُجھ میں سے نہیں ، اور میں اُس میں سے نہیں))) حدیث ابی القاسم الحلبی/حدیث 29،
اِس کی سند میں """ عبدالرحیم بن زید """ نامی راوی کو اِمام ابن عدی الجرجانی ، اِمام ابو بکرا لبیھقی ، اِمام ابو حاتم الرازی ، اِمام ابو حاتم الرازی ، اِمام ابن حبان البستی ، اِمام ابو زرعہ الرازی ، اور اِمام ابو نعیم الاصبھانی رحمہم اللہ جمعیاً نے ضعیف ، منکر الحدیث ، متروک الحدیث ، اور واہٍ قرار دِیا ،

::::::: (10) ::::::: بنی غِفار کے ایک آدمی سے روایت کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ((مَن لم يحلق عانتهُ و يقلم أظفارهُ و يجز شاربهُ فَلَيسَ مِنَّا ::: جِس نے اپنے زیر ناف بال نہیں مُونڈھے ، اور اپنے ناخن نہیں تراشے اور اپنی موچھیں چھوٹی نہیں کِیں وہ ہم میں سے نہیں))) مُسند أحمد ، اِمام علی بن ائی بکرا لھیثمی نے مجمع الزوئد / باب فی تقلیم الأظفار و غیر ذلک میں کہا ، اِس کی سند میں ابن لھیعۃ ہے جو ضعیف ہے اور اُس کی حدیث حسن ہے ،
یہ مذکورہ بالا روایت صحیح ثابت شدہ نہیں ، لیکن اِس میں جو باتیں بیان کی گئی ہے وہ دیگر کئی صحیح احادیث میں ثابت ہیں ، اِن میں موچھوں والے معاملے کا ذِکر تو """ چودھویں کام """ میں کیا جا چکا ہے ، اور دیگر کاموں کی تفصیل الحمد للہ """ فِطرت کی سُنتیں ::: http://bit.ly/11SH4ZD """ میں بیان کی جا چکی ہے ۔

::::::: (11) ::::::: أبی ہریرہ رضی اللہ عنہُ سے روایت کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ((مَنْ رَمَانَا بِالنُّبلِ فَلَيْسَ مِنّا::: جِس نے ہم پر تیر سے وار کِیا وہ ہم میں سے نہیں))، إِمام علی بن أبی بکر الھیثمی نے """مجمع الزوئد/باب فیمن رمانا بالنبلِ"""، میں کہا"""اسے (إِمام)احمد نے مُسند میں روایت کیا ہے(مُسند أحمد/حدیث 8493/مُسند ابو هُریرہ (رضی اللہ عنہُ)میں سے حدیث رقم 1175، کچھ نسخوں میں """النُبل"""کی جگہ """اللیل"""لکھا ہے)اِس روایت کی سند میں یحی بن أبی سلیمان ہے جِسے إِمام ابن حبان رحمہُ اللہ نے بأعتماد کہا اور باقی إِماموں نے ضعیف قرار دِیا، سند کے دیگر راوی بأعتماد ہیں"""۔

::::::: (12) ::::::: بُریدہ رضی اللہ عنہُ سے روایت کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ((مَن رَمَانَا بالیلِ فَلَیس مِنَّا::: جِس نے رات کے وقت ہمیں مارا وہ ہم میں سے نہیں))، إِمام علی بن أبی بکر الھیثمی نے """مجمع الزوئد/باب فیمن رمانا بالنُبلِ"""میں کہا"""یہ روایت مُسند البزار(حدیث 4460، مُسند بُریدہ بن الحصیب رضی اللہ عنہُ میں سے حدیث رقم 108)میں ہے، اوراِس کی سند میں لیث بن أبی سلیم ہے جو مُدلِس ہے۔

::::::: (13) ::::::: عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہُ سے روایت کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ((مَن رَمَانَا باللیلِ فَلَیس مِنَّا و مُن رقد علیٰ سطح لا جدار لہُ فسقط فمات فدمہُ ھدر::: جِس نے ہم پر رات میں وار کیا تو وہ ہم میں سے نہیں، اور جو کسی ایسی چھت پر سویا جِس کی چاردیواری نہ ہو، اور (وہاں سے)گِر کر مر گیا تو اُس کا خون بے کار ہے))،

إِمام علی بن أبی بکر الھیثمی نے """مجمع الزوئد/باب فیمن رمانا باللیلِ""" میں کہا"""یہ روایت (إِمام)الطبرانی نے معجم (الکبیر/احادیث عبداللہ بن جعفر بن أبی طالب، کے بالکل آخر)میں

روایت کی ہے ،اور،اِس کی سند میں یزید بن عیاض ہے جو متروک ہے ،إِمام علی بن أبی بکر الھیثمی مجمع الزوئد / باب فیمن رمانا باللیل۔

::::::: (14) ::::::: أبی ھریرہ رضی اللہ عنہ ُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ((مَن رَمَانَا باللیلِ فَلَیس مِنَّا:::جِس نے ہم پر رات میں وار کیا تو وہ ہم میں سے نہیں)))إِمام الطبرانی نے معجم الأوسط میں مندرجہ بالا سند سے ہی روایت کیا ، درست یہ لگتا ہے کہ یہاں اللیل کے بجائے النُبل ہو گا ،إِمام علی بن أبی بکر الھیثمی مجمع الزوئد / باب فیمن رمانا بالنُبلِ،

::::::: (15،16) ::::::: (((مَن لم یوقر الکبیر و یرحم الصغیر فلیس منا:::جِس نے بڑے کی عِزت نہ کی اور چھوٹے پر رحم نہ کیا تو وہ ہم میں سے نہیں)))

(((لَیسَ مِنَّا مَنْ لَمْ یُوَقِّرِ الْکَبِیرَ وَیَرْحَمِ الصَّغِیرَ ویأمر بالمعروف وَیَنْہَ عن المنکر:::وہ ہم میں سے نہیں جِس نے بڑے کی عِزت نہ کی ، اور چھوٹے پر رحم نہ کیا اور نیکی کا حکم نہ کیا اور برائی سے نہ کیا)))مُسنداحمد ، معجم الطبرانی ، مسند البزار،مُسند أبی یعلی ، صحیح ابن حبان،یہ مذکورہ بالاروایات بھی صحیح نہیں ہیں،دیکھیے سلسلہ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ/ حدیث5033، التعلیقات الحسان علی صحیح ابن حبان/ حدیث459،

لیکن ،،،اِن روایات میں جو کچھ بیان ہوا ہے وہ دُرُست ہے کیونکہ دیگر صحیح ثابت شدہ روایات میں مروی ہے ، جِن کا بیان """گیارواں کام ، بارھواں کام،اور تیرھواں کام 11،12،13 """میں کیا جاچُکا ہے، وللہ الحمد۔

::::::: (17) ::::::: عبداللہ بن بُریدہ عن أبیہ ، قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم(((الوتر حقٌّ فَمن لَم یُوتَر فَلَیسَ مِنِّا:::وِتر حق ہے ، لہذا جِس نے وِتر نہیں پڑھے وہ

ہم میں سے نہیں)))،بہت سی کتب میں مروی ہے إِمام الالبانی رحمہُ اللہ نے کہا کہ """اِس روایت کی ساری ہی اسناد ضعیف ہیں"""الأرواء الغلیل/حدیث 741۔

:::::: (18) ::::::: عن أبي ذرٍ رضی اللہ عنہُ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا (((مَنْ أَصْبَحَ وَهَمُّهُ الدُّنْيَا. فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ، وَمَنْ لَمْ يَهْتَمَّ بِالْمُسْلِمِينَ فَلَيْسَ مِنْهُمْ، وَمَنْ أَعْطَى الذُّلَّ مِنْ نَفْسِهِ طَائِعًا غَيْرَ مُكْرَهٍ، فَلَيْسَ مِنَّا :::جس نے اِس حال میں صُبح کی کہ اُسے دُنیا کا ہی غم ہو، تو وہ شخص اللہ کی طرف سے کسی (اچھائی، خیر و برکت اور نیکی والی) چیز میں نہیں،اور جِس کسی کو مُسلمانوں کی فِکر نہ ہو تو وہ مُسلمانوں میں سے نہیں،اور جو کسی مجبوری کے بغیر، اپنی مرضی سے اپنے آپ کو رُسوا کرے وہ ہم میں سے نہیں)))

إِمام علی بن أبي بکر الہیثمی نے""" مجمع الزوئد/کتاب الزُھد/باب فیمن أحب الدُنیا /باب منہٗ"""میں لکھا کہ """اِس حدیث کو (إِمام) طبرانی (رحمہُ اللہ) نے (المعجم الکبیر/حدیث 471/ باب الألف/مَن اسمہُ احمد، میں سے حدیث رقم 471 میں) روایت کیا ہے اور اِس کی سند میں یزید بن ربیعہ الرجی ہے، جو متروک ہے"""۔

:::::: (19،20،21) ::::::: مسند الحارث / زوائد الہیثمی ، باب ٥٦ / باب فی خطبۃ قد کذ بھا داؤد بن المحبر علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم میں،ایک بہت لمبی حدیث نقل کی گئی ہے جو کہ داؤد بن المحبر کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی طرف جھوٹی نسبت ہے، اور یہ ایک لمبا چوڑا خطبہ ہے، جِس میں یہ اِلفاظ بھی ہیں (((فمن ضیع حق جارہ فَلَیسَ مِنَّا :::جِس نے اپنے پڑوسی کا حق ضائع کیا وہ ہم میں سے نہیں)))،

اور (((فَمَن غَشَّ مَسلماً فی بیع أو شِراءَ فَلیسَ مِنَّا :::جِس نے خرید و فروخت میں کسی مُسلمان کو دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں)))،

اور(((و مَن ضَارَ مُسلماً فَلَیسَ مِنَّا و لَسنَا مَنہُ فی الدُنیا و الآخرۃ :::جِس نے کسی مُسلمان

کو نُقصان پہنچایا تو وہ دُنیااور آخرت میں ہم میں سے نہیں،اور ہم اُس میں سے نہیں)))،
گو کہ یہ باتیں اور اِس حدیث بیان کی گئی دیگر باتیں کافی اُچھی اور کافی دُرست ہیں اور کافی باتوں کے لیے آیات قُرآنی کی دلیل بھی میسر ہے،اور کچھ باتیں دیگر صحیح ثابت شدہ روایات میں مروی ہیں،
لیکن یہ مذکورہ بالا روایت ، اور اِس میں مروی الفاظ اِس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی ذات مُبارک سے ثابت نہیں لہذا یہ اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی ذاتِ مُبارک پر بُہتان ہے ، یہ روایت مَن گھڑت ، خود ساختہ ہے ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی حدیث نہیں ہے۔

:::::: (22) ::::::: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ((مَن تَبَتَّلَ فَلَيسَ مِنَّا :::جِس نے اپنے آپ کو خصی کیا وہ ہم میں سے نہیں)))الجامع لمعمر بن راشد /حدیث 129،مُصنف عبدالرزاق/حدیث 12595،الضعیف الجامع الصغیر/حدیث 5512،

:::::: (23) ::::::: عبداللہ بن بُسر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ((ليس مِنِي ذو حسدٍ ولا نميمةٍ و لا كهانةٍ ولا أنا مِنهُ ثُم أصحهما رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم هذه الآية{وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا } :::حسد کرنے والا ، نمیمہ کرنے والا اور کہانت کرنے والا مجھ میں سے نہیں ، اور نہ ہی میں اُس میں سے ہوں ، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اُنہیں یہ آیت سنائی کہ {اور جو لوگ اِیمان والے مَردوں اور اِیمان والی عورتوں کو کسی جُرم کے بغیر تکلیف دیتے ہیں تو وہ لوگ بھتان اور واضح گناہ کماتے ہیں}))).

إِمام علی بن اَبی بکر الہیثمی رحمہُ اللہ نے """المجمع الزوائد/کتاب الادب/باب 122 باب ما جاء فی الغیبۃ و النمیمۃ""" میں کہا کہ """ یہ روایت (إِمام) الطبرانی (رحمہُ اللہ) نے روایت کی ہے اور اِس کی سند میں **سلمان بن سلمۃ الخبائری** ہے، جو **متروک** ہے،

إِمام الاَلبانی رحمہُ اللہ نے اس روایت کو خود ساختہ، مَن گھڑت قرار دِیا، السلسلۃ الاَحادیث الضعیفۃ/ حدیث 586

::::::: (24) ::::::: علی رضی اللہ عنہُ سے روایت کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا ((ثَلَاثٌ مَنْ لَمْ تَكُنْ فِيهِ فَلَيْسَ مِنِّي وَلَا مِنَ اللَّهِ::: تین صِفات ایسی ہیں کہ جِس میں وہ نہیں ہیں تو وہ شخص مجھ میں سے نہیں اور نہ ہی اللہ (کی طرف سے کسی خیر اور اچھائی والے لوگوں) میں ہے))،

قیل ، و ما هُنَّ یا رسول اللّٰه::: کہا گیا، وہ کونسی صِفات ہیں اے اللہ کے رسول،

فرمایا ((حِلْمٌ يَرُدُّ بِهِ جَهْلَ ، وَحُسْنُ خُلُقٍ يَعِيشُ بِهِ النَّاسُ ، وَوَرَعٌ يَحْجِزُهُ عَنْ مَعَاصِي اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ::: ایسی بُرد باری (حِلم) جِس کے ذریعے جہالت کو دُور کیا جائے، اور خوش اخلاقی جِس کے ذریعے لوگوں کے ساتھ زندگی بسر کرے، اور ایسا خوف جِس کی وجہ سے وہ اللہ عزّ و جلّ کی نافرمانی سے عاجز رہے))،

إِمام علی بن اَبی بکر الہیثمی رحمہُ اللہ نے " المجمع الزوائد/کتاب الادب/باب 8 باب ما جاء في حسن الخلق" میں کہا کہ "یہ روایت (إِمام) الطبرانی (رحمہُ اللہ) نے (المعجم) الاوسط اور الصغیر (المعجم) میں روایت کی ہے، اِسکی سند میں ایسے (مجھول) راوی ہیں جنہیں میں نہیں جانتا"،

إِمام الالبانی رحمہُ اللہ نے اِس روایت کو إِمام البیہقی رحمہُ اللہ کی """شعب الایمان""" کے حوالے سے ذِکر کیا اور ضعیف قرار دیا، دیکھیے """، السلسلۃ الاَحادیث الضعیفۃ/حدیث 7160 """۔

::::::: (25) ::::::: اَبی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ((سيأتِيكُم عَنِى أحادِيث مُختَلِفة . فَمَا جاءَكُم موافِقاً لِكِتابِ

اللَّهِ و سُنَّتِي فِهُوِ مِنِّي و مَا جَاءَكُم مُخَالِفاً لِكِتَابِ اللَّهِ و سُنَّتِي فَلَيسَ مِنِّي::: جلد ہی تم لوگوں کے پاس مجھ سے منسوب باتیں آئیں گی ، پس جو کچھ تُم لوگوں کے اللہ کی کتاب کے اور میری سُنّت کی موافقت والی آئے ، تو وہ مجھ میں سے ہے ، اور جو بات اللہ کی کتاب اور میری سُنّت کے خلاف آئے وہ مجھ میں سے نہیں))) الفردوس بِمأثور الخطاب ،

إمام الالبانی رحمہُ اللہ نے کہا """ضعیف جِداً ، یعنی ، بہت ہی کمزور ہے """ دیکھیے """، السلسلة الأحاديث الضعيفة/حدیث 1069 """ ۔

گو کہ اِس روایت میں بتائی گئی بات بالکل دُرست ہے ، لیکن چونکہ یہ الفاظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی ذات پاک سے ثابت نہیں ہوتے اِس لیے یہ حدیث نہیں ہے ،

کچھ عقل کے مارے ہوئے لوگ ، جو صحیح ثابت شدہ احادیث مُبارکہ کو اپنی گمراہ سوچوں پر پرکھ کر خلاف قُرآن قرار دیتے ہیں ، وہ اِس انتہائی کمزور روایت کو بھی اپنے لیے دلیل بنا لیتے ہیں ، اور یہ تک نہیں سوچتے کہ صحیح ثابت شدہ احادیث کو تو مانتے نہیں کہ لوگوں کی روایات ہیں ، تو پھر اِس نا قابل اعتماد ، غیر ثابت شدہ روایت کو کیسے مانتے ہیں ؟؟؟ کیا یہ اللہ نے نازل کی ہے ؟؟؟

اللہ تعالیٰ ہمیں ہر شر اور گمراہی سے محفوظ رکھے ۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

مُلحق رقم (1) ::: اے سچے مولانا :::

اے اللہ ، اے اللہ ، اے ہمارے سچے مولانا
نہیں کوئی مولانا ، تیرے سِوا تیرے سِوا

اندھیرا اپنے گناھوں کا بڑھتا ہی جاتا ہے
رنگ ذِلت و رسوائی کا چڑھتا ہی جاتا ہے
دِلِ کم اِیماں تیرے ماسِوا سے ڈرتا ہی جاتا ہے
یہ مُسلماں تیرا کُفر کے ہاتھوں مرتا ہی جاتا ہے

اے اللہ ، اے اللہ ، اے ہمارے سچے مولانا
نہیں کوئی مولانا ، تیرے سِوا تیرے سِوا

پھیرتے ہیں تسبیحاں صُبحُ وشام تیرے نام کی
اور کرتے بھی ہیں نقالی کافر کے ہر کام کی
ہم ہی خطا کار ہیں سمجھ نہیں ابلیس کے دام کی
تُو نے تو رکھی ہے ہمیشہ عِزت اِسلام کی

اے اللہ ، اے اللہ ، اے ہمارے سچے مولانا
نہیں کوئی مولانا ، تیرے سِوا تیرے سِوا

اپنے دِینِ حق پہ ہمیں ،اے مولانا جما دے
قوی تر اِیمان ہمیں ،اے مولانا ہبہ دے
دہشتِ کافر ہمارے دِلوں سے اے مولانا مِٹا دے
جُھکے جاتے ہیں غیر کے سامنے ،اے مولانا ،اُٹھا دے

اے اللہ ، اے اللہ ، اے ہمارے سچے مولانا
نہیں کوئی مولانا ، تیرے سِوا تیرے سِوا

پلٹے ہیں تری طرف اے سچے اِلہ
وعدہ ہے تیرا ،قبُول فرما ہماری توبہ
شان و شوکت اور عِزت ہمارے دے لَوٹا

تُعِزُّ مَنۡ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنۡ تَشَاءُ

اے اللہ ، اے اللہ ، اے ہمارے سچے مولانا
نہیں کوئی مولانا ، تیرے سِوا تیرے سِوا